Posted On Kitab Nagri

کتاب نگری

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

روبی

دعافاطمہ

گیارہ مئی،2024

رات بارہ بج کے پچیس منٹ

سرخ لیزر کی لکیروں سے گھرا یہ پورشن لاہور میوزیم کے ایک خفیہ حصے میں واقع تھا۔یہ ایک وسیع و عریض بیسمنٹ کا منظر تھا۔ چھت چالیس فٹ اونچی تھی۔ بھورے مائل ماربلز سے فرش ڈھکا تھا۔ہر جانب ایک گہری خاموشی کا راج تھا۔وہاں کوئی ذی روح نظر نہ آتا تھا۔نہ کوئی پرندہ،نہ ہی کوئی انسان وہاں موجود تھا۔۔۔ لیکن رکو ذرا۔۔۔وہاں کونے میں سی سی ٹی وی کیمرہ کے اوپر کچھ بیٹھا نظر آرہا تھا۔ ایک انگلی جتنا بڑا،سفید رنگ کا،جو کہ دیواروں کی سفیدی میں گھلتا محسوس ہو رہا تھا۔

ذرا قریب جا کر دیکھا جاتا تو دیکھنے والے کی آنکھیں چند پل کے لیے حیرت سے پھیل جاتیں۔ہاتھ بے

Posted On Kitab Nagri

اختیار حیرت کے مارے کھلے منہ پر آجاتا۔

سفید رنگ کا بالکل کسی چڑیا کے جیسا وہ ایک چھوٹا سا پرندہ تھا۔ ہاں شاید! پرندہ ہی تو تھا۔ سرخ رنگ کی آنکھیں آس پاس ہر شے کو اسکین کر رہی تھیں۔ سفید ہی چونچ سے اگلے ہی پل ایک تیز سرخ لیزر نکلی تھی جو کہ اس کیمرہ سے کچھ فاصلے پر لگے کیمرے کو اگلے ہی پل فیوز کر چکی تھی۔ ہلکا سا دھواں نکلا تھا۔ اور بس!

اس کی سرخ آنکھیں اب چاروں اور دیکھ کر کوئی راستہ تلاش کر رہی تھیں۔ کسی طرح اس جگمگ کرتے ہیرے تک پہنچنا تھا۔ وہی سرخ رنگ کا ہیرا جو لیزر کی ان سرخ لکیروں سے گھرا ایک کانچ کے بکسے میں سجا، ہر آنکھ کو بھلا معلوم ہوتا۔

وہ ایک مشہور و معروف روبی ڈائمنڈ تھا جو آسٹریلیا سے پاکستان چند دن پہلے ہی لایا گیا تھا۔ یہاں اس کی ایک خاص نمائش تھی جس میں ملک کے تمام بڑے بڑے مائنرز اور لوگ آنے والے تھے۔ تقریب پرسوں شام آٹھ بجے ہونی تھی۔ اور تب تک اس ہیرے کی سیکیوریٹی کافی سخت تھی۔ وہ لیزر اس طرح کی تھی کہ جونہی کوئی بھی شے اس سے ٹکراتی، اول تو یہ کہ زوردار سائرن صرف میوزیم میں ہی نہیں، میوزیم کے آس پاس پھیلے علاقے میں تین کلومیٹر تک بجنے لگتا۔ دوسرا یہ کہ ٹکرانے والی شے

Posted On Kitab Nagri

بھی جل کر راکھ ہو جاتی۔

بیسمنٹ نیم روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔چاروں طرف سے آٹھ کیمرے اس روبی ڈائمنڈ پہ فکسڈ تھے، جن میں سے چار کیمرے تو یہ پرندہ نما مشین فیوز کر چکی تھی۔حالانکہ کیمرے کی فوٹیج دیکھنے پر بھی ایک آفیسر متعین تھا، مگر سی سی ٹی وی روم میں اونچی بڑی اسکرین کے سامنے ایک ریوالونگ چیئر پر وہ بیٹھا ہوا تو تھا، مگر ہوش وخرد سے بیگانہ۔اور اس کے سامنے اسکرین کی طرف رخ کیے کوئی اور ہی بیٹھا تھا۔ وہی جس کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔وہی جس کے ہاتھ میں ریموٹ تھا۔وہی جو اس پرندہ نما مشین کو کنٹرول کیے ہوئے تھے۔

پرندہ کی چونچ سے اب کی بار پھر سے لیزر نکلی تھی اور کچھ فاصلے پر موجود پانچواں کیمرہ بھی بے سدھ پڑا رہ گیا تھا۔ایک کے بعد ایک، ہوتے ہوتے،اب وہ سارے کے سارے کیمرے بے سدھ، بے حرکت پڑے رہ گئے تھے۔اب اصل مشن اس ہیرے تک پہنچنے کا تھا۔کچھ پل گردن ادھر سے ادھر گھمانے کے بعد اسکرین کے سامنے بیٹھے آدمی نے اپنے ریموٹ پہ موجود ایک سرخ بٹن دبایا تھا اور اگلے ہی پل وہ پرندہ اڑان بھر چکا تھا۔اسٹیل یا کسی دھات سے بنے پر پھڑپھڑاتا ہوا وہ پرندہ لیزر کی لکیروں کے قریب جا رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

سرخ لکیروں کے پیچ ڈبے کی سی صورت بہت سی خالی جگہیں تھیں مگر اتنی چھوٹی کہ کوئی انسانی ہاتھ بھی اندر نہ گھس سکے۔ مگر وہ پرندہ تو ایک انسانی انگلی جتنا تھانا۔ اڑتے اڑتے، لیزر کے قریب پہنچتے ہی پرندہ نے اپنے دونوں پر بند کیے تھے، اور اگلے ہی لمحہ وہ لیزر کو کراس کر چکا تھا۔

لیکن ابھی لیزر سیکیوریٹی ختم نہیں ہوئی تھی۔ سامنے ایک اور اسی طرح کی لیزر کی دیوار بنی تھی۔ کچھ پل پر پھڑپھڑاتے ہوئے ہر شے کا جائزہ لینے کے بعد وہ پھر سے تیاری پکڑے ایک جانب دیکھ رہا تھا۔ بالکل اسی پھرتی سے اسی طرح پرندہ نے دوسری دیوار بھی پار کی تھی۔ پھر ایک اور دیوار بھی، اور پھر بالآخر وہ ہیرے کے شیشے کے بکسے کے سامنے کھڑا تھا۔ سرخ آنکھوں سے ہر شے اسکین کرتا ہوا۔

اندھیرے میں ڈوبے سی سی ٹی وی روم میں اسکرین کی جانب منہ کیے شخص کی آنکھیں دمکنے لگی تھیں۔ لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔ یہ اس کی زندگی کی سب سے خوبصورت شام تھی۔ سب سے حسین۔

اس شیشے کے بکسے سے ہیرا نکالنے کے لیے اس بکسے کو کھولنا ضروری تھا، جبکہ اس بکسے پر بھی ایسا سیکیوریٹی سوفٹ ویئر انسٹال تھا کہ اسے ہاتھ لگتے ہی سائرن بجنے لگتا۔ مگر اب کی بار رسک لینا ضروری تھا۔ بس پھر، بٹن دبایا گیا تھا اور پرندہ اڑتا ہوا شیشے کے بکسے کے اوپر پھڑپھڑانے لگا۔ پھر گردن نیچے

Posted On Kitab Nagri

موڑ کر کچھ پل کے لیے اسکین کرتا رہا، اور پھر اس کی چونچ سے لیزر نکل کر بکسے پہ لگی تھی۔ اگلے ہی پل ایک تیز سائرن گونجنے لگا تھا، مگر یہاں بیسمنٹ تک پہنچنے تک تقریباً ایک منٹ تیس سیکنڈ لگ جایا کرتے تھے۔۔۔ اور یہ وقت اپنا کام سرانجام دینے کو بہت تھا!

لیزر سے شیشے کے بکسے کے اوپری شیشے کو گول دائرے کی صورت کاٹا گیا تھا۔ جونہی شیشے سے وہ گول دائرہ نکلا، پرندہ کچھ نیچے آیا اور پھر بکسے پر بیٹھ گیا۔ اب کی بار پرندہ کو کنٹرول کرتے ہاتھ نے نیلا بٹن دبایا تھا۔ اگلے ہی پل ایک راڈ سی پرندہ کے پیٹ کی جگہ سے نکلی تھی، جس کے سرے پر پنجہ سا بنا تھا۔ بغیر کسی دیری کے سرخ چمکتے روبی ڈائمنڈ کو اپنے شکنجے میں لیے، وہ پنجہ پھر سے واپس چڑیا کے اندر چلا گیا تھا۔ کہاں گیا ہیرا؟ یہاں کوئی ہیرا ابھی تھا کیا؟

ہیرا ندارد!

پرندہ اب کے اڑتا ہوا پھر سے اسی سی سی ٹی وی کیمرہ پر جا بیٹھا تھا جہاں وہ پہلے موجود تھا۔ کچھ ہی سیکنڈز بعد لوہے کا وہ بڑا اور اونچا سا دروازہ کھلا تھا۔ سیکیوریٹی کے افسران اندر ایک سیلاب کے ریلے کی مانند بہتے ہوئے داخل ہوئے تھے۔ لیزر کی دیواریں ہٹائی گئیں اور سیکیوریٹی کے دو افسران ہیرے کے بکسے کے پاس دوڑتے ہوئے پہنچے تھے۔۔۔ مگر ہیرا وہاں سے غائب تھا۔ ندارد!

Posted On Kitab Nagri

کیمرہ پہ بیٹھا پرندہ سب کا دھیان بٹنے کا انتظار کرتا، ساکت ہو کر اپنی سرخ آنکھیں بند کر گیا تھا۔

سفیدی میں رنگا وہ پرندہ اب کے کچھ فاصلے سے تو بالکل نظر نہیں آتا تھا۔

☆☆☆

رات ایک بجے۔۔۔ https://www.kitabnagri.com/

منظر اسی بیسمنٹ کا ہے۔ کچھ دیر بعد بہت سے لوگوں کا ہجوم وہاں کھڑا چہ مگوئیاں کرتا نظر آئے گا۔ چاروں اور لوگ مجموعوں کی صورت کھڑے نظر آئیں گے۔ ایک جانب ایک دیوار کے ساتھ میوزیم کا مینجر، ایونٹ آرگینائزر، ایونٹ ہولڈر، ریڈ ڈائمنڈ کا مالک اور ایک آسٹریلین عورت کھڑی تھی۔ سب کی نظریں اپنے سامنے کھڑے دو لوگوں پر جمی تھیں۔ آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ ساتھ غصہ اور ضبط بھی جھلک رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"آفیسر ہارون اینڈ آفیسر انشرہ۔ یہ بہت ہی بڑی لاپرواہی کا مظاہرہ کیا ہے آپ دونوں نے۔"، ہیرے کا مالک، نوید درانی کاٹ دار انداز میں ان سے بولا تھا۔ وہ تقریباً پچاس سال تک کا آدمی تھا جو نہایت باوقار شخصیت کا مالک تھا۔ بھوری آنکھوں اور بھورے بالوں والا۔ چہرہ پہ اس وقت سختی کے آثار صاف واضح تھے۔ ہاتھ پیچھے باندھے، اپنی نظروں کو ان دونوں پر ٹکائے وہ کب سے انہیں اچھی خاصی

Posted On Kitab Nagri

سنا رہا تھا۔

"میڈیا پہ یہ بات لیک نہیں ہونی چاہئے۔ ہمیں کچھ بھی کر کے، پرسوں ایونٹ سے پہلے پہلے روبی واپس یہاں، اس بکسے کے اندر موجود چاہیئے۔"، نوید درانی نے ایک بار پھر کڑکتی آواز میں کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے وہ چھ لوگ ایک دوسرے سے نظریں چراتے کھڑے رہ گئے تھے۔ آفیسر ہارون اور آفیسر انشرہ کی کلاس ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

"Look officers. Find the diamond as soon as possible. My whole team is going to come tomorrow to attend the event. Or should i say, the whole world...I am still regretting that why i chose this country for this event."

"دیکھو آفیسرز۔ جتنی جلدی ہو سکے ہیرا ڈھونڈو۔ میری پوری ٹیم یہ ایونٹ اٹینڈ کرنے کے لیے آ رہی ہے۔ یا مجھے کہنا چاہیئے کہ پوری دنیا۔۔۔ مجھے اب تک پچھتاوا ہو رہا ہے کہ کیوں میں نے اس ایونٹ کے لیے یہ ملک چنا۔"، آسٹریلین عورت نخوت سے کہتی سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی تھی۔ پاکستان میں ہونے والا اس طرح کا یہ پہلا ایونٹ تھا۔ اور وہ بھی تقریباً بربادی کے دہانے پہ کھڑا تھا۔

"میری تو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ ہیرا چوری ہوا کیسے۔۔۔ بالکل آخری لمحہ پر سائرن بجا، وہ بھی

Posted On Kitab Nagri

بکسے والا۔لیزر کا سائرن کیوں نہیں بجا۔"،ایونٹ آرگنائزر نے ان دونوں کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے ایک اور کمنٹ پاس کیا۔وہ دونوں لب دبا کر خود اسی کشمکش کا شکار تھے کہ آخر ہیرا چوری ہوا تو کیسے ہوا۔ہارون نے تو اپنا بندہ تک متعین کیا ہوا تھا کیمرہ روم میں۔پھر کیسے ؟

"دیکھو ہارون۔کہیں سے بھی،کیسے بھی ہیرا پرسوں سے پہلے پہلے یہاں موجود ہونا چاہئے۔ورنہ سر اور میم تم لوگوں پہ کیس بھی کر سکتے ہیں۔تم لوگوں کی کوئی کریڈیبلٹی نہیں رہے گی۔تم دونوں کی جاب تک چلی جائے گی۔"،میوزیم مینجر نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کچھ نرمی سے کہا تھا۔ان دونوں نے اب بھی سر جھکائے ہی سر اثبات میں ہلا دیا۔وہ تمام ممکنات سے اچھی طرح واقف تھے۔اور یہی تو ساری ٹینشن تھی۔ہیرا کہاں سے لے کر آئیں؟

آہستہ آہستہ سب لوگ وہاں سے ہٹ گئے تھے۔بیسمنٹ میں اب اکا دکا لوگ ہی نظر آتے تھے،وہ بھی ان کی سیکیوریٹی ٹیم کے ہی لوگ تھے۔اسی پوزیشن میں کنذر ہارون زمان نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں۔ہارون نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی اور اپنے اہلکاروں کی طرف دیکھا۔

"صفدر،رحمان کہاں ہے؟بلاؤ اسے ابھی اور اسی وقت۔"،خاموش بیسمنٹ میں اگلے ہی پل ایک

Posted On Kitab Nagri

کڑک دار، مشتعل سی آواز گونجی تھی۔ سب نے حرکت روک کر اسے دیکھا اور صفدر نامی لڑکا سرعت سے سر ہلاتا باہر گیا تھا۔ ہارون نے بے اختیار مٹھی کو بھینچ کر دیوار میں دے مارا تھا۔ اور پھر وہ مارتا گیا۔

اس کے اندر کی آگ کسی صورت تھم نہیں رہی تھی۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ میوزیم کو ہی آگ لگا دے۔

"یہی انجام ہوتا ہے ان لوگوں کا جو ضرورت سے زیادہ پر اعتماد ہوتے ہیں۔"، اس کے پیچھے سے ایک سخت سی طنز کرتی نسوانی آواز گونجی تو دیوار کو مارتا اس کا ہاتھ رکا تھا۔ ہونٹ بھینچ کر اس نے ایک اور مکہ پوری قوت سے دیوار میں دے مارا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی گردن ہی مروڑ دے۔

"ہاں ہاں ماریں ماریں۔ یہ سب کرنے سے ہیرا نہیں ملتا۔"، ایک بار پھر طنز میں ڈوبا تیر چھوڑا گیا تو وہ مشتعل ہو کر پلٹا تھا۔ جبڑہ اس قدر بھینچا ہوا تھا کہ رگیں تک ابھر رہی تھیں۔ آنکھیں شدت ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں۔ سامنے ہی وہ کھڑی تھی۔

لمبی سی ٹف جسامت والی وہ لڑکی تقریباً اٹھائیس انتیس سال کی لگتی تھی۔ بھورے چمکدار بالوں کو ہائی پونی میں جکڑ رکھا تھا۔ گول فیس کٹ والا عام نقوش کا حامل گندمی رنگت کا چہرہ بھی غصے کے تاثرات

Posted On Kitab Nagri

خود پہ سجائے ہوئے تھا۔ سیاہ چمکدار آنکھوں میں فکر اور پریشانی پنہاں تھی۔ ہونٹ اس نے بھی بھینچ رکھے تھے۔ نیلی جینز پر سیاہ بٹن شرٹ پہنے، شرٹ کو جینز میں ٹک ان کیا ہوا تھا۔ بازو باندھے، وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تو پھر کیسے ملتا ہے ہیرا؟"، ہارون نے دھاڑ کر پوچھا تو اس کی آنکھوں میں واضح ناگواری اتری۔ لب بھینچ کر ایک قدم قریب آئی اور اس کی سرمئی آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھ کر چیلنج دینے والے انداز میں ابرو اٹھائی۔

"محنت سے ملتا ہے۔ مسٹر ہارون زمان۔ یوں چیخنے چلانے سے آپ صرف یہ ثابت کر رہے ہیں کہ آپ اپنی غلطی پر شرمندہ ہیں۔۔۔ اور یقین کریں، ہم میں سے کسی کو اس بات سے فرق نہیں پڑتا۔"، اس نے آنکھوں کی فکر کو مفقود کر کے اگلے ہی پل کہا تو وہ لب بھینچ کر کچھ پیچھے ہوا۔ پھر بازو باندھ کر اپنی سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ انداز جتاتا ہوا تھا۔

"مس انشرہ کریم۔۔۔ میری چھوڑیں۔ اپنی بتائیں۔ میں نے صحیح حفاظت نہیں کی تو آپ نے کی کیا؟ آپ کی بیس افراد پر مشتمل ٹیم کا کیا؟ یہ بیس بندے کس کام کے؟"، ہارون نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا تھا، جس پر اس نے ضبط سے مٹھی بھینچی تھی۔ چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"مسٹر ہارون، میری ٹیم فی الوقت بھی کام ہی کر رہی ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ کیمرہ پر میرے ٹیم ممبر کو بیٹھنے دیں۔ مگر آپ نے میری نہیں سنی۔ زبردستی کر کے آپ نے اپنے بندے کو وہاں بٹھایا اور اب نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔"، نہایت کڑواہٹ سے اس کو دیکھتی وہ بھی اتنی ہی تحقیر سے کہہ رہی تھی جتنی کہ وہ۔ لہجہ میں مقابل کے لیے شدید نفرت تھی۔

جبھی بیسمنٹ کے دروازے سے صفدر داخل ہوتا دکھائی دیا تھا۔ اس کے برابر میں ہی رحمان نامی لڑکا بھی چلتا ہوا آ رہا تھا۔ گردن جھکائے وہ جیسے بہت شرمندہ تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ جا کر سمندر میں ڈوب جائے۔

ہارون تک پہنچ کر بھی وہ ہنوز سر جھکائے ہی کھڑا تھا جب ایک ہی جست میں ہارون نے اس تک پہنچ کر اس کا گریبان مٹھی میں تھاما تھا۔ انشرہ نے بیزاری سے سر جھٹکا تھا۔ اسے جیسے اس ڈرامے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

سرمئی آنکھوں والا لمبا چوڑا سا لڑکا اس کی آنکھوں میں دیکھتا بہت اشتعال میں لگتا تھا۔ جبڑے کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔ رحمان کا دل اتھل پتھل ہو گیا تھا۔ ہارون کا غصہ۔۔۔ آہ! ہارون کے غصے سے کون واقف نہیں تھا؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"رحمان۔۔۔تم کیوں سو گئے؟تم۔۔۔"،ایک ہاتھ سے اس کا گریبان تھامے،وہ غراتا ہوا دوسرے ہاتھ کا مکہ اس کو جڑتے جڑتے رک گیا تھا۔

"ایلفا،میں سویا نہیں تھا۔مجھے۔۔۔مجھے کسی نے کچھ چبھویا تھا گردن میں۔"،وہ کچھ بوکھلا کر بولا تھا۔

اس کا گریبان ہنوز تھامے،ہارون نے کچھ گہرے گہرے سانس لے کر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔انشرہ تب تک اپنی ٹیم کی جانب متوجہ ہو کر انہیں ڈانٹنے لگی تھی۔

"رحمان۔۔۔رحمان۔مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا۔"،خود پر شدید ضبط کر کے اس نے رحمان سے قدرے ہلکی آواز میں کہا تو انشرہ نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔گویا اس کے کان اس پر ہی اٹکے ہوئے تھے۔

"ہاؤ کین یو لیو ہیم؟اس نے اتنی بڑی لاپرواہی کی ہے۔تم اسے کیسے یونہی چھوڑ سکتے ہو؟اسے ایکسپیل کرنا چاہیئے تمہیں۔"،وہ ایک دم سے اس تک آکر غرا کر بولی تو ہارون نے ٹھنڈی ٹھار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"مس انشرہ۔بہتر ہو گا کہ آپ میری ٹیم اور ہمارے معاملے سے دور رہیں۔اپنی ٹیم کی جانب متوجہ ہوں۔"،سرد سے لہجے میں کہتا ہارون زمان اسے اندر تک سلگا گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ آپ کا معاملہ نہیں ہے، مسٹر ہارون۔ یہ روبی ڈائمنڈ کا معاملہ ہے۔ اور مت بھولیے، اس کی حفاظت کی ذمہ داری صرف آپ کی نہیں، ہماری بھی تھی۔"، اس نے ضبط سے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا تو ہارون نے بغیر کچھ کہے، سرد سے انداز میں نظریں پھیر کر رحمان کو دیکھا۔ مکمل اگنور!

وہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی تھی۔

"بولو رحمان۔"، اس نے ایک بار پھر پوچھا تھا۔ رحمان نے اسے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ سفید ٹی شرٹ کے ساتھ سرمئی پینٹ پہنے، سرخ سے بالوں والا، لمبا چوڑا اور گوری چٹی رنگت والا وہ ان کا ایلفا تھا۔ کسرتی جسامت والا، وہ مغربی نقوش کا حامل چھوٹی سرمئی آنکھوں والا لڑکا ہارون زمان تھا۔ عمر تقریباً تیس برس لگتی تھی۔ چہرہ پہ ازلی سرد مہری اور سختی چھائی تھی۔

"سر، میں۔۔۔"، اور منظر تبدیل ہونے لگے تھے۔ وقت چند گھنٹے پیچھے چلا گیا تھا۔

(یہ کنٹرول روم کا منظر تھا۔ بڑی سی نصب اسکرین کے سامنے ریوالونگ چیئر پر رحمان بیٹھا نظریں اسکرین پر نظر آتے بیسمنٹ کے کئی زاویوں سے نظر آتی لائیو فوٹیجز پر جمائے ہوئے تھا۔ ایک ہاتھ سے کافی کا مگ تھامے، وہ کافی مستعد سا لگتا تھا۔ سیاہ بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ اے سی کی ہوا میں بھی اس کے چہرے اور پیشانی پر پسینہ تھا۔ وہ کافی الرٹ لگتا تھا۔ اسے ابھی ٹیم جوائن کیے، دوسرا مہینہ تھا

Posted On Kitab Nagri

اور اتنی جلدی ہی اسے یہ اتنا بڑا مشن مل گیا تھا۔۔۔اور تو اور، ہارون نے اسے اتنا اہم کام تھما دیا تھا۔ بھلے ہی ہارون اس پہ بے حد بھروسہ کرتا تھا، مگر اب بھی اسے اپنا آپ اس کام کے اہل نہیں لگتا تھا۔ تبھی برابر میں میز پر پڑا اس کا فون بجا تھا۔ اسکرین پر ہارون کا نام جگمگا رہا تھا۔ اس نے فون پک کر کے کان سے لگایا۔https://www.kitabnagri.com

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

Posted On Kitab Nagri
whatsapp _ 0335 7500595

"ہیلو رحمان۔ از ایوری تھنگ آل رائٹ؟"، اگلی جانب سے اس کی گھمبیر سی آواز ابھری تھی۔ رحمان نے بے اختیار ایک بار پھر اسکرین کو دیکھا تھا۔

"یس سر، ابھی تک تو سب ٹھیک ہے۔"، اس نے مستعدی سے جواب دیا تو اگلی جانب میوزیم کے مینجنگ روم میں بیٹھے ہارون نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔

"اوکے رحمان۔ اسٹے ایکٹو اینڈ الرٹ۔"، اس نے کہا تو رحمان "یس سر۔" کہتا پھر سے اسکرین دیکھنے لگا۔ فون بند کر کے اس نے دوبارہ سے میز پر رکھا اور ساتھ ہی پڑا کافی کا مگ لبوں سے لگایا۔ وہ سونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ الرٹ اور ایکٹو رہنا چاہتا تھا۔

تبھی اس کو اپنے پیچھے کسی شے کے ہلنے جلنے کی آواز آئی تو وہ یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا۔ ابھی وہ مڑنے ہی والا تھا کہ بہت زور سے کچھ اس کی گردن پر چبھا تھا۔ بے اختیار گردن پر ہاتھ رکھ کر اس نے مڑنا چاہا تو کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ وہ ہلنے جلنے سے بھی قاصر رہا۔ اپنی آنکھیں اسے آہستہ آہستہ بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ حواس سے بیگانہ ہوتے ہوئے اسے جو آخری چیز یاد تھی، وہ وہ تیز خوشبو تھی جو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔ موتیے کے پھولوں کے جیسی،

Posted On Kitab Nagri

بہت ہی تیز سی خوشبو۔اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

دوبارہ آنکھ کھلنے پر اسے اپنے سامنے صفدر کھڑا نظر آیا تھا۔وہ اسے بلانے آیا تھا کہ ہارون اسے بلا رہا تھا۔اسے راستے میں ہارون کے پاس جاتے وقت ہی صفدر نے ہیرے کی چوری کا بتایا تھا۔وہ یکدم شاک کی کیفیت میں گھر ارہ گیا تھا۔)

"سر میرا یقین مانیں۔میری اس سب میں کوئی غلطی نہیں ہے۔میں نے تو جاگے رہنے کی پوری کوشش کی تھی۔"،وہ بہت ہی گھبرایا ہوا تھا۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے۔اس کی وجہ سے کتنا بڑا نقصان ہو گیا تھا۔ محض اس کی لاپرواہی کی وجہ سے۔

ہارون نے بہت تحمل سے اس کی پوری بات سنی تھی اور اس لڑکے کی آنکھوں میں صاف لکھا تھا کہ اس کا ہر ایک حرف سچا ہے۔ہارون نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔اور پھر یکدم ہی اس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا۔فوراہی جیسے تیر کی طرح سیدھا ہوا تھا۔

www.kitabnagri.com

"موتیے کی خوشبو،رحمان۔تم نے موتیے کی خوشبو کہا۔ہے نا؟"،وہ جیسے اچانک ہی بہت جوش سے بولا تھا جس پر رحمان نے سرعت سے سر ہلایا تھا۔اپنے ٹیم کو بریفنگ کرتی انشرہ بھی رک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔سب دم سادھے اسے سن رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"موتیے کی خوشبو میں نے بھی یہاں لوگوں کے آس پاس کئی دفعہ محسوس کی ہے۔ اکثر ہی جب سب کے سب یہاں موجود ہوتے ہیں، مجھے موتیے کی خوشبو کا سا احساس ہوتا ہے۔۔۔ کوئی ہم میں سے ہی ہے، رحمان۔"، ہارون ہاتھ جھلاتے ہوئے زور زور سے بولتا ہوا ان سب کو بھی شدید حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔ رحمان کے دماغ میں بھی گھنٹی بجی تھی۔ یہ خیال اس کو کیوں نہیں آیا؟ موتیے کی خوشبو تو آس پاس اس نے بھی سونگھی تھی۔

"دیکھیں ہارون۔ میں نے اپنی ٹیم کو گائیڈ کر دیا ہے۔ ہماری کسی بھی قسم کی ہیلپ چاہیئے ہو تو آپ ہمیں بتا سکتے ہیں۔"، تبھی انشرہ چلتی ہوئی اس تک آئی تھی اور اب کی بار کچھ نرم لہجے میں بولی تھی، جس پر ہارون نے اسے دیکھ کر ایک ابرو جتاتے ہوئے انداز میں اٹھائی تھی۔ یعنی کہ واقعی؟

"نہیں مس انشرہ۔ ہمیں آپ کی کوئی مدد درکار نہیں ہے۔"، اور یہ دیا گیا ٹکا کے جواب جس پہ انشرہ کا تو خون ہی کھول گیا تھا۔ لب بھینچ کر اس نے اسے دیکھا تھا۔ احساس توہین سے کان سرخ پڑنے لگے تھے۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی گردن ہی مروڑ دے۔ اس کے برعکس وہ ایک مسکراتی ہوئی جتاتی نظر اس پر ڈال کر اس کے برابر میں سے نکل گیا تھا۔ پیچھے انشرہ نے خود کو کالم کرنے کو ایک گہرا سانس لیا تھا۔ اس بندے کے ساتھ کام کرنے کے لیے صبر چاہیئے تھا۔۔۔ اور برداشت۔۔۔ اور اچھے اچھے

Posted On Kitab Nagri

جواب جو اسے ٹکا کر منہ پر دیئے جائیں۔

اور انشرہ کریم تو ویسے بھی اس کام میں بہت ماہر تھی۔۔۔سو مسکرادی۔

☆☆☆

رات ایک بج کے بیس منٹ۔۔۔

میوزیم کی طویل اور چوڑی راہداریوں سے چلتے ہوئے وہ مینجر کے روم تک جارہا تھا۔ مینجر کا روم راہداری کے آخری سرے پر تھا۔ دروازہ کھٹکھٹا کر اندر سے اجازت مل گئی تو وہ دروازہ دھکیل کر اندر بڑھ آیا۔ اندر اپنی راکنگ چیئر پر مینجر، برہان سلیم، بیٹھا لیپ ٹاپ پہ کھٹ کھٹ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ اس کے اندر آنے پر ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور دھیرے سے مسکرایا، پھر دوبارہ سے لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔

وہ تقریباً چالیس پینتالیس سال کا بھوری آنکھوں اور بھورے بالوں والا خوش شکل سا آدمی تھا۔ سرمئی رنگ کا پینٹ کوٹ پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، وہ گوراچٹا سا آدمی تھا۔

ہارون آکر اس کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا۔ کہنیاں ہتھوں ٹکائے، وہ کافی مضطرب اور پریشان لگ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"برہان، ہمیں ایک کلیو ملا ہے۔"، اس نے دھیرے سے سر اٹھا کر اسے دیکھ کر کہا تو لیپ ٹاپ پہ ٹائپ کرتی مینجر کی انگلیاں تھمیں۔ اس نے سر اٹھا کر بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔ پھر لیپ ٹاپ سائیڈ کرتا ہوا اس کی جانب پوری طرح سے متوجہ ہوا۔

"کیسا کلیو؟"، اس نے کچھ بے تابی سے پوچھا۔ ہیرا اس کی زیر نگرانی تھا۔ سیکیوریٹی ٹیمز بھی اس کی تعین کردہ تھیں۔ ایسے میں ہیرے کا چوری ہونا اس کے لیے بھی کسی خطرے سے کم نہ تھا۔ پھنسا وہ بھی بری طرح تھا۔

"رحمان کو گردن پر کچھ چبھو کر بے ہوش کیا گیا تھا۔ اور بے ہوش ہونے سے پہلے جو آخری چیز اس نے محسوس کی تھی، وہ ایک تیز خوشبو تھی۔ موتیے کے پھول جیسی تیز خوشبو۔ اور برہان، میں نے یہاں وہ خوشبو خود بھی محسوس کی ہے۔"، ہارون نے بتایا تو برہان ایک پل کے لیے خاموش سا ہو گیا۔ پھر سر دھیرے سے نفی میں ہلایا۔

"یہ کلیو کسی کام کا نہیں ہے، ہارون۔ اب ہم کہاں ہر ایک کو روک کر اس کے پرفیومز کی خوشبو سونگھتے رہیں گے۔ کچھ اور ڈھونڈو۔ کچھ ایسا جو ہمارے کام بھی آئے۔"، برہان نے مایوسی سے کہتے پشت کرسی سے ٹکائی۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار صاف واضح تھے۔ کچھ دیر بوجھل سی خاموشی

Posted On Kitab Nagri

دونوں کے درمیان حائل رہی۔

پھر برہان نے مایوسی سے سر نفی میں ہلا کر جھکا دیا تھا۔ "مجھے تم دونوں سے اتنی بڑی لاپرواہی کی امید نہیں تھی، ہارون۔ تم دونوں ہر بار اتنے اچھے سے سب ہینڈل کرتے ہو کہ میں نے تم لوگوں کا نام نوید صاحب کو اس بار خود دیا۔ مگر تم لوگوں نے مجھے آج مایوس کر دیا ہے۔"

"برہان۔ میں جانتا ہوں۔ میں خود بھی شرمندہ ہوں۔ اگر اللہ نے چاہا تو سب بہتر ہو گا۔ مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج چاہئے پورے وقت کی۔"، ہارون کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تو برہان نے مایوسی سے سر نفی میں ہلا یا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے چیک کی ہیں ساری فوٹیجز۔ چوری ہونے سے پہلے پتا نہیں کیسے ایک ایک کر کے سارے کیمرے بند ہو گئے تھے۔ فیوزڈ۔"، اس نے بتایا تو ہارون کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ ٹھٹھک کر اس نے برہان کو دیکھا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے؟"، وہ شدید شاک میں لگتا تھا۔

"ایسا ہی ہوا ہے، ہارون۔ اب تم بتاؤ کہ کیا کریں ہم؟"، برہان نے پریشانی سے اسے دیکھا تو وہ بے بسی سے پیشانی دباتا دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ پیچھے برہان نے بھی سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں

Posted On Kitab Nagri

موند کر پیشانی دبائی تھی۔https://www.kitabnagri.com

☆☆☆

رات ڈیڑھ بجے۔۔۔

"ایسا کون سا شخص ہو سکتا ہے جس کے لیے یہ سب کرنا نہایت آسان ہو؟"، صفدر نامی لڑکا ہارون کے سامنے بیٹھا پریشانی سے کہہ رہا تھا۔

وہ دونوں اس وقت کیفٹ ایریا میں بیٹھے تھے۔ رات کے اس پہر کیفٹ ایریا بالکل سنسان پڑا تھا۔ پورے کیفٹ ایریا کی بتیاں بجھی ہوئی تھیں سوائے اس میز کے اوپر والی بتیوں کے جہاں وہ دونوں بیٹھے تھے۔ باقی سب لوگ بھی ابھی تک بیسمنٹ میں تھے سو وہ دونوں وہاں بالکل تنہا تھے۔ ہارون کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیسے کرے۔

ہارون نے نظریں اٹھا کر اسے پریشانی سے دیکھا تھا۔ صفدر اٹھائیس انتیس سال تک کا لڑکا تھا جس کو ہارون کے ساتھ کام کرتے چھ سال ہو گئے تھے۔ ان چھ سالوں سے پہلے بھی ہارون اسے اچھے سے جانتا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو یونیورسٹی کے زمانے سے جانتے تھے۔ دوستی بھی ہمیشہ سے ہی بہت اچھی رہی تھی۔ اپنی ہر پریشانی وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے بتا دیا کرتا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"مجھے تو لگتا ہے کہ کوئی قریب کا ہی شخص ہے۔ کوئی ایسا جسے ہمارے سیکیوریٹی ایجنڈا سے بھرپور واقفیت تھی۔ کوئی ایسا جو ماسٹر مائنڈ ہے۔"، ہارون نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر دور خلاء میں دیکھتے ہوئے ٹھوڑی تلے ہتھیلی رکھے سوچنے لگا۔ ہارون صحیح کہہ رہا تھا۔ یہ کوئی قریبی شخص ہی تھا۔ کوئی ایسا جو اس میزیم کے چپے چپے سے واقف تھا۔ کوئی ایسا جو سیکیوریٹی تکنیک سے بھی واقفیت رکھتا تھا۔

"کیا ہوا؟ سر میں زیادہ درد ہو رہا ہے کیا؟"، ہارون کو دو انگلیوں سے پیشانی دباتے دیکھ کر صفدر نے کچھ فکرمندی سے پوچھا تو ہارون سر نفی میں ہلانے لگا۔ پھر ایک گہرا بیزار سانس خارج کر کے اسے دیکھا۔

"ایک تو وہ چڑیل ہر وقت چمٹی رہتی ہے۔ اتنی ٹینشن دے دیتی ہے کہ بس۔"، اس نے سر جھٹک کر تنفر سے کہا تو صفدر ہلکا سا مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"وہ بھی تو پریشان ہی ہے نا۔ نوکری تو اس کی بھی خطرے میں ہے۔"، صفدر نے ذرا نرمی سے جواب دیا تو ہارون نے اسے یوں دیکھا گویا کہہ رہا ہو کہ مجھے کیا!

"اگر بندہ پریشان ہے تو اس کا مطلب کیا یہ ہوا کہ دوسروں کی پریشانی میں بھی اضافہ کیا جائے، ہاں؟"، ہارون نے سخت نخوت سے کہہ کر سر جھٹکا تھا۔ صفدر پھر سے مسکرایا تھا۔ ہارون نے اس کی مسکراہٹ بڑے غور سے دیکھ کر جتاتے انداز میں ابرو اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ تم اتنا مسکرا کیوں رہے ہو، ہاں؟"، اس نے سر ہنوز جھکائے، نظریں اٹھا کر مشکوک سے انداز میں آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا تو صفدر نے گڑبڑا کر مسکراہٹ چھپانے کو منہ موڑ لیا۔

"نہیں۔ ایسا تو کچھ نہیں ہے۔ وہ تو میں بس ایسے ہی۔۔۔"، کہہ کر لب کاٹنے لگا۔ ہارون کی نظریں تھیں یا کیا! توبہ بھئی۔ عقاب کی نظریں تھیں!

"ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔"، ہارون نے پھر سے گفتگو وہیں سے جوڑی جہاں سے چھوڑی تھی۔ "وہ چڑیل سخت زہر لگتی ہے مجھے۔ اسے چاہئے کہ گھر بیٹھ کر کوئی چولہا چوکا سیکھے، یہ کام لڑکیوں کے نہیں ہوتے۔"

"مگر وہ تو اپنی ٹیم کو بہت اچھے سے لے کر چل رہی ہے۔ کافی محنتی اور ٹیلنٹڈ لڑکی ہے۔"، صفدر نے اپنی بے قابو ہوتی زبان کو یکدم ہی بریک لگائی تھی۔ ہارون لب اوہ کے انداز میں گول کر تا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"صفدر خان۔ کام پہ اور ہماری ٹیم پہ دھیان دو تو زیادہ بہتر نہیں ہو گا؟"، اس نے جیسے بہت کاٹ اپنے لہجے میں سموئے کہا تو صفدر مسکرایا۔ کھسیانی سی مسکراہٹ تھی وہ!

"ہونہہ۔۔۔ محنتی اور ٹیلنٹڈ۔۔۔ آئی بڑی۔ چار گز کی زبان ہے اس کی۔"، ہارون نے تنفر سے نہایت

Posted On Kitab Nagri

چڑے ہوئے انداز میں جواب دیا تھا۔ جبھی کیفٹ ایریا کا دروازہ دھکیل کر کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ ان دونوں نے ہی بے اختیار گردن موڑ کر دیکھا تھا جہاں سے انشرہ ہاتھ میں ایک ٹرے تھامے چلی آ رہی تھی، جس میں تین پیپر کپ تھے۔

ان تک پہنچ کر نہایت نخوت سے سر جھٹک کر ٹرے میز پر رکھی۔ پھر پیچھے والی میز کی ایک کرسی گھسیٹ کر ان کے ساتھ ہی میز پر رکھ کر بیٹھ گئی۔ دونوں ٹانگیں فولڈ کر کے اوپر کرسی پہ ہی رکھیں اور پھر ٹرے اپنے طرف گھسیٹی۔ وہ دونوں اس کے انداز چپ چاپ ملاحظہ فرما رہے تھے جواب ان دونوں کے سامنے باری باری ایک ایک کپ رکھ کر ایک کپ اپنے سامنے رکھ چکی تھی۔

کپ میں چائے تھی۔ ہارون کو آج پہلی بار انشرہ کریم بہت اچھی لگی تھی۔ سر سے ہوتا ہوا درد اب گردن کو بھی اپنے شکنجے میں جکڑنے لگا تھا۔ ایسے میں چائے کی طلب ہی تھی اسے۔ پتا نہیں کیسے اس چڑیل کو معلوم ہو گیا کہ ان کو چائے چاہیے ہو سکتی ہے۔

وہ اپنا کپ ہاتھ میں تھام کر لبوں سے لگاتے ہوئے چائے اپنے حلق میں انڈیلتی ان دونوں کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھ رہی تھی، جو کچھ ہچکچاہٹ سے اسے دیکھ رہے تھے۔ کپ لبوں سے ہٹا کر اس نے میز پر رکھا اور آنکھیں گھمائیں۔

Posted On Kitab Nagri

"اگر نہیں پینی ہے چائے، تو بتادو۔ میں پی لوں گی۔"، اس نے کچھ بیزاری سے کہا تو پہلی فرصت میں ہارون نے کپ پکڑ کر لبوں سے لگایا۔ کہیں واقعی میں نہ لے جائے! اور ویسے بھی، دشمنی اپنی جگہ، چائے کیسے چھوڑی جاسکتی تھی؟

انشرہ نے سر جھٹکا تھا۔

"ہاں تو ایلفا۔ بتاؤ کیا پلان ہے تمہارا۔"، اس نے سیدھا ہارون کو مخاطب کر کے کہا تو ہارون ایک پل کے لیے واقعی ٹھہر سا گیا۔ انشرہ نے کیا واقعی اسے "ایلفا" کہا تھا؟ اسے؟ وہ بھی انشرہ نے؟

"تم ایک بات اپنے ذہن میں رکھنا، مسٹر ہارون زمان۔ تم میرے ایلفا نہیں ہو۔ اپنی ایلفا میں خود ہوں۔ سمجھے؟"، کل انشرہ کریم کے کہے گئے الفاظ اس کے ذہن میں گونجے تو وہ طنزیہ سا مسکرایا۔

"مگر اپنی ایلفا تو آپ خود نہیں ہیں، مس انشرہ کریم؟"، اس نے تلخ طنزیہ سے لہجے میں کہا تو انشرہ نے اسے کاٹ دار، کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ وہ عزت کے قابل تھا ہی نہیں۔

"یعنی کہ تمہیں عزت راس نہیں ہے، ہاں؟ تم اس قابل ہو ہی نہیں کہ تمہیں عزت دی جائے۔ مجھے یہاں سے اٹھ ہی جانا چاہیے۔"، کہہ کر وہ پیر پٹختی اٹھی تھی اور مڑ کر ابھی جانے ہی لگی تھی کہ صفدر پیچھے

https://www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

سے پکار اٹھا۔

"ارے مس انشرہ۔کیا ہو گیا ہے؟ آپ تو برا ہی مان گئیں۔جانتی تو ہیں کہ یہ ایسے ہی بولتا رہتا ہے۔"،

صفدر اسے کہنے لگا تو ہارون نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔دوغلہ کہیں کا!

Posted On Kitab Nagri

انشرہ نے بھی مڑ کر اسے دیکھا، پھر ایک تپا دینے والی مسکراہٹ ہارون کی جانب اچھالتی پھر سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ہارون نے بڑبڑا کر رخ موڑا تھا۔ مگر انشرہ بے نیاز بنی بیٹھی صفدر کو ایک نظر مسکرا کر دیکھ کر اس کی جانب پھر سے متوجہ ہو چکی تھی۔

"اب کیا کرنا ہے، ایلفا؟"، انشرہ نے ہتھیلی ٹھوڑی تک رکھ کر کہنی میز سے ٹکا کر آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا تو ہارون نے لب بھینچے۔

یہ لفظ اس کے منہ سے اپنے لیے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔پتا نہیں وجہ کیا تھی۔شاید اس کا طنزیہ سا لہجہ یا شاید کچھ اور۔پتا نہیں! ہارون نے سر جھٹک کر انشرہ کو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مس انشرہ۔ ہمیں کچھ کلیو ملے ہیں۔ جس سے یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ کوئی اندر کا ہی شخص ہے جو اس سب میں ملوث ہے۔کوئی ایسا جسے سیکیوریٹی اسٹریٹجی کا بھی علم تھا اور ہر کیمرہ وغیرہ کا بھی علم تھا۔ کوئی ایسا جس کے لیے اس میوزیم میں گھومنا پھرنا آسان تھا۔کوئی ایسا جو ہمارے آس پاس بھی منڈلاتا رہا ہے۔"، ہارون رک رک کر کہہ رہا تھا تا کہ وہ صحیح سے بات دماغ میں جذب کر سکے۔

بات مکمل کر کے اس نے انشرہ کو دیکھا جو منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں موجود ستائش ہارون سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اہمم۔۔۔ٹھیک ہے۔یہ سب تو صحیح ہے، مگر کیا آپ نے کوئی اسٹریٹیجی بنائی ہے؟"، انشرہ نے سر ذرا جھکا کر چہرے کے تاثرات نارمل کر کے ایک بار پھر اسے دیکھا۔وہ واقعی میں اس سے امپریس ہوئی تھی۔اب اس کی شکایات اور شکوے تھوڑے کم ہوئے تھے۔مگر صرف "تھوڑے"۔

وہ واقعی ایلفا بنا ڈیزرو کرتا تھا۔اور اب سب سمیت وہ بھی اس بات سے متفق نظر آتی تھی۔

"ہمیں سارے ورکرز اور سارے سیکیوریٹی ٹیم کے ممبرز کو چیک کرنا ہو گا۔رحمان کو بلاؤ۔اس سے کہو کہ اس خوشبو کو پہچانے جو اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے آخری بار محسوس کی تھی۔

وہی۔۔۔موتیے کی خوشبو۔"، ہارون نے اپنے ازلی سخت سے لہجے اور کڑک دار انداز میں کہا تو انشرہ نے ستائش آنکھوں میں لیے اسے دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔دونوں گالوں کے گڑھے واضح ہوئے تھے۔وہ اس پہ یہ ہرگز ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ کسی طرح بھی اس سے امپریس ہوئی ہے۔ناک جو آڑے آتی تھی!

☆☆☆

منظر کچھ دیر بعد کا تھا۔چالیس فٹ اونچی سیلنگ والا وسیع و عریض بیسمنٹ اس وقت پوری طرح سے خالی تھا سوائے ایک کارنر کے۔ایک طرف دیوار کے ساتھ ایک لمبی قطار لگی تھی جس میں سیکیوریٹی

Posted On Kitab Nagri

ٹیمز کے سارے ممبرز کھڑے تھے۔ہاتھ باندھے۔سر اٹھائے۔سیدھ میں دیکھتے پورے اعتماد کے ساتھ۔ان کے سامنے ہی کچھ فاصلے پر ہارون اور انشرہ کھڑے تھے۔بازو باندھے،کاٹ دار نظروں سے ہر ایک ممبر کو دیکھتے۔

انشرہ کی ٹیم بیس افراد پر مشتمل تھی جبکہ ہارون کی ٹیم میں نو لوگ تھے،مگر انشرہ بھی یہ بات بہت اچھے سے جانتی تھی کہ وہ نو اس کے بیس پر بھاری تھے۔

"آفیسرز۔آپ سب نے ہمیشہ اپنے پیشے سے وفا نبھائی ہے۔ہمیشہ ٹیم کے ساتھ وفادار رہے ہیں۔آپ کی وفاداری کے گواہ ہم سب ہیں۔"،انشرہ ہاتھ باندھے،بلند آواز میں سب کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔آواز میں نرمی نہیں تھی تو سختی بھی نہیں تھی۔وہ بس بہت عام سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"آپ سب کی قابلیت میں کوئی شک نہیں ہے ہمیں۔بلاشبہ آپ سب نے ہی اپنی ٹریننگ مکمل کر کے اس فیلڈ میں قدم رکھا ہے۔"

ہارون نے بندھے ہوئے بازو کھولے تھے اور ہاتھ پہلو میں لہرا کر اب کے ذرا آگے کو ہوا تھا۔آنکھوں میں سرد سا تاثر تھا۔ایک کاٹ دار نظر سب پر ڈال کر سیدھا ہو کر وہ اب چلتے ہوئے ان سب تک آیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"جیسے کہ آپ کو پتا ہی ہے کہ ہماری نگرانی میں موجود روبی ڈائمنڈ اب کہیں نہیں ہے۔اس کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔"،اب کے ہارون کی بلند سخت سی آواز گونجی تو انشرہ کو چپ ہونا پڑا۔لب بھینچ کر اسے دیکھ کر اس نے رخ موڑ لیا تھا۔

(سمجھتا کیا تھا خود کو۔ایلفانہ ہو گیا۔قائداعظم ہو گیا کہ سب خاموش ہو کر اس کو سنیں بس۔ہونہہ)

"اس لیے ہمیں آپ سب کی تھوڑی سی تلاشی لینی ہے۔آپ سب کے قریب سے گزر کر رحمان اس اسمیل کو پہچاننے کی کوشش کرے گا جو اس شخص کے پاس سے آئی تھی جس نے اسے بے ہوش کیا تھا۔"،ہارون نے اسی سرد لہجے میں کہہ کر قطار کے آخر میں کھڑے رحمان کو سر سے اشارہ کیا تو وہ سرعت سے آگے آیا۔

پھر آہستہ آہستہ ہر ایک کے پاس سے گزرتے ہوئے رحمان اسمیل پہچاننے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

(آج تو مجھے سر نے کتا بھی بنا ڈالا۔اللہ اللہ۔توبہ!یہ دن بھی دیکھنا تھا۔)ہلکی سی جھرجھری لے کر اس نے قدم آگے بڑھا دیئے تھے۔ابھی فی الوقت ہارون کے سامنے کوئی ڈرامہ یا بہانہ کر کے ڈانٹ سننے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔ہر ایک کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کو اپنا آپ بھی بہت عجیب لگ رہا تھا۔

ایک۔۔۔پھر دو۔۔۔پھر تین۔۔۔ہوتے ہوتے سب لوگ ہو گئے مگر وہ اسمیل اب بھی کسی کے پاس

Posted On Kitab Nagri

سے نہ آئی۔ نہ تیز، نہ ہلکی سی بھی۔ ہارون کو دیکھا تو وہ ابرو اٹھا کر اس سے گویا پوچھنے لگا۔

رحمان نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تو ہارون نے ایک گہرا سانس خارج کر کے گردن پر ہاتھ رکھ کر سب کو دیکھا جو منتظر سے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

"آپ سب جائیں۔ آپ میں سے کوئی نہیں ہے وہ۔"، ہارون نے کچھ دھیمے لہجے میں کہا تو سب منتشر ہو گئے۔

"فضول میں وقت ضائع کیا ہمارا۔"، انشرہ کے ایک ٹیم ممبر، سعد، نے بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے قدم آگے بڑھائے تو خود پہ شدید ضبط کر کے ہارون نے لب بھینچے اور صفدر کی جانب مڑا۔ وہ بھی یقیناً یہ بڑبڑاہٹ سن چکا تھا، جبھی نگاہیں چرا گیا تھا۔

"اسٹاف کو بلاؤ۔"، اس کے کہنے پر صفدر سرعت سے سر ہلاتا بیسمنٹ سے باہر نکلا تھا۔

"رحمان!"، اس نے پکارا تو کچھ فاصلے پر کھڑے رحمان نے فوراً سے قدم اس کی جانب بڑھائے۔ انشرہ سر جھٹک کر اپنی ٹیم کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔ اس کا یہ سر جھٹکنا ہارون نے بھی ملاحظہ کیا تھا جبھی تپ کر پیر پٹخ کر رخ موڑ گیا۔ رحمان اس تک پہنچا تو اس نے مٹھی بھینچ کر خود پر کڑے ضبط کے پہر بٹھا کر اسے سخت لہجے میں مخاطب کیا۔

Posted On Kitab Nagri

"رحمان، کوئی اور بھی نشانی ہو تو بتادو مجھے۔" ہارون کوئی اور سراغ بھی چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک خوشبو سے اس چور تک پہنچنا ممکن نہ تھا۔ اسی لیے کوئی اور نشانی، کوئی اور خاص بات بھی درکار تھی۔

"نہیں سر۔۔۔ اور تو ایسا کچھ بھی محسوس نہیں کیا میں نے۔"، رحمان نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے دھیرے سے کہا تھا، جس پر ہارون نے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے اسے وہاں سے جانے کی اجازت دی تھی۔ رحمان وہاں سے چلا گیا تو اس نے ٹیڑھی نظروں سے انشرہ کو دیکھ کر لب بھینچے۔

"ہونہہ۔۔۔ سر ہی نہ ٹوٹ جائے اس کا کسی دن سر جھٹک جھٹک کر۔"، اس کی یہ بڑبڑاہٹ پاس کھڑی انشرہ کے کانوں تک بھی بخوبی پہنچی تھی، جو اپنی ٹیم کو بریفنگ کر رہی تھی۔ وہ مٹھیاں بھینچ کر خود کو کچھ بھی بولنے سے باز رکھ کر اپنی ٹیم کی جانب ہی متوجہ رہی تھی۔ جانتی تھی کہ اس کھڑوس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆

اسٹاف کے تمام ممبرز ایک قطار میں کھڑے رحمان کو دیکھ رہے تھے جو چلتے ہوئے آرہا تھا۔ وہ بیچارہ پھر سے بے حد شرمندگی کے ساتھ چلتا ہوا اسمیل پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ سب یک ٹک اسے دیکھ رہے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

سب کے پاس سے گزر کر اس نے ہارون کو بے بسی اور مایوسی سے دیکھا تھا۔ ایک بار پھر جواب میں وہی انکار اور وہی مایوسی تھی۔ ہارون نے تھکے ہارے انداز میں سانس خارج کر کے سب کو جانے کا کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے ہی دوڑا تھا۔

باہر میوزیم کے وسیع رقبے پر پھیلے لان میں ٹہلتے ہوئے وہ بہت شکست خوردہ سا لگتا تھا۔ آنکھوں میں گہرا ملال تھا۔ سر جھکائے، وہ اپنے قدموں تلے بچھی گھاس کو دیکھتا قدم آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔ رات کی سیاہی اب دن کی روشنی میں گھلنے لگی تھی۔

جبھی اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کوئی اس کے برابر میں آ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ سر اٹھانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

"کیا ہو گیا ہے میرے یار؟ اتنی جلدی مایوس ہو گیا؟"، صفدر نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ ہارون کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"صفدر، میرے ساتھ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا۔"، وہ اپنے جوتوں کو دیکھتے ہوئے ایک گہری سانس لے کر دکھ سے بولا تھا۔ لہجہ نہایت دھیمہ سا تھا۔ آواز میں دکھ اور پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

"میں نے آج تک خود کو ملنے والا ہر ٹاسک ذمہ داری کے ساتھ پورا کیا ہے۔ آج تک کبھی اتنا برا نہیں

Posted On Kitab Nagri

ہوا میرے ساتھ۔"

صفدر نے اس کے کاندھے کو تھپتھپایا تھا۔

"زندگی خوشیوں اور آسانیوں کا نام نہیں ہے، ہارون۔ زندگی میں اچھا ہوتا ہے تو برا بھی ہوتا ہے۔ ہمیشہ ہر چیز ہماری پلاننگ کے مطابق اچھی اور ایز اٹ از نہیں ہو سکتی ہے۔"، صفدر نے اس سے نرمی سے کہتے ہوئے ٹھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔ ہارون نے نگاہیں چرائی تھیں۔

"یہ کیس میری کریڈیبلٹی اور میرے کریئر پر ایک دھبہ ثابت ہوا ہے، صفدر۔ میری کوئی کریڈیبلٹی نہیں رہی۔"، وہ نہایت دکھ میں مبتلا لگتا تھا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر اسے دونوں شانوں سے مضبوطی سے تھام کر اس کی سرمئی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر مضبوط لہجے میں کہنا شروع کیا تھا۔

"تم کون ہو ہارون؟ تم کوئی پیغمبر یا کوئی رسول نہیں ہو کہ تم سے کوئی غلطی نہیں ہو سکتی یا کوئی لاپرواہی نہیں ہو سکتی۔ ہم تو عام انسان ہیں یار۔ اور غلطیاں اور لاپرواہیاں عام انسانوں سے ہی ہوتی ہیں۔ کیا تم یہ بات نہیں جانتے؟"، صفدر نے اس سے کہا تو وہ ایک گہرا سانس لے کر اسے دیکھے گیا۔ آنکھوں میں بےبسی کے مارے نمی در آئی تھی۔

"میں جانتا ہوں مگر۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

"مگر وگر کچھ نہیں۔ اپنے شانے سیدھے کرو۔ سیدھ میں دیکھو۔ مٹھی بھینچو اور جھکو مت۔ تمہارے پاس ابھی کرنے کو بہت سے کام ہیں۔ مایوس ہونے کا وقت نہیں ہے ہمارے پاس، سمجھے؟"، صفدر نے کہا تو ہارون نے سر اثبات میں ہلا کر دونوں ہاتھ منہ پہ پھیرے۔ پھر دھیرے سے مسکرایا۔ گال کا گڑھا واضح ہوا تھا۔

وہ دونوں اب پھر سے میوزیم کے اونچے سے داخلی دروازے کی جانب بڑھے تھے۔ دور کہیں سے فجر کی اذانوں کی آوازیں بلند ہونے لگی تھیں۔ پرندے رزق کی تلاش میں اپنے آشیانوں سے نکلنے لگی تھی۔ اب کے خاموش سی فضا میں پرندوں کے نغموں کی آوازیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔

☆☆☆

تاریک پڑے سرد کمرے میں راکنگ چیئر پر کوئی جھول رہا تھا۔ اے سی کی مدھم سی آواز سماعتوں کو سکون پہنچاتی تھی۔ چوں چوں کی مدھم سی آواز بھی خاموشی میں ارتعاش پیدا کرتی تھی۔ فضا میں تمباکو کی بو بھی شامل تھی۔ دیوار پہ نصب بڑی سی ایل سی ڈی کے سامنے رکھی راکنگ چیئر دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں گھومتی جا رہی تھی۔ پاس پڑی میز پر ایک خالی مگ پڑا تھا۔ ایک کانچ کی ایش ٹرے اور لائٹر بھی ساتھ ہی پڑا تھا۔ میز پہ ہی کچھ دوری پہ ایک فروٹ کی پلیٹ رکھی تھی جس میں ادھ

Posted On Kitab Nagri

کھایا سیب اور ایک چھری پڑی تھی۔https://www.kitabnagri.com

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

راکنگ چیئر پہ جھولتے انسان کے ہاتھ میں ایک سگار تھا جسے وہ ہر کچھ پلوں بعد منہ سے لگا کر دھوائیں

Posted On Kitab Nagri

کے مرغولے فضا کے سپرد کرتا جارہا تھا۔اس کی بھوری آنکھوں میں اضطراب تھا۔پریشانی تھی۔بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔دوسرا ہاتھ کرسی کے ہتھے پہ رکھے وہ پیروں سے کرسی کو مسلسل جھولا رہا تھا۔انداز میں بھی اضطراب صاف جھلک رہا تھا۔

جبھی ایک لمبی سی چوں کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا اور کوئی دروازے میں نمودار ہوا تھا۔لمبا، پتلا دبلا سا لڑکا۔چہرہ تو اندھیرے کے باعث نظر نہیں آرہا تھا۔البتہ ہاتھ میں تھاما بکسہ صاف نظر آرہا تھا۔سفید رنگ کا بکسہ جس پر کچھ نہیں بنا تھا۔بالکل خالی، سفید!

"آؤ اندر۔"، کرسی پہ بیٹھے شخص کا سرد سا لہجہ اور اس سے بھی سرد آواز کمرے میں گونجی تو نووارد اندر داخل ہو گیا۔اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور قدم قدم چلتا اس تک آیا۔

"آپ نے یہ بکسہ وہیں اپنے آفس میں چھوڑ دیا تھا، سر۔اگر کوئی یہ دیکھ لیتا تو آپ بہت برا پھنس سکتے تھے۔"، آنے والے نے کچھ فکر لہجے میں سموئے کہا تو وہ مسکرایا تھا۔ہنہہ!

"ہمم۔۔۔یہ تو تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔"، سرد سے کاٹ دار لہجے میں کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور چلتا ہوا اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔بھوری آنکھوں کی سرخی بہت بڑھی ہوئی تھی۔آنکھوں میں ایک انجانا سا۔۔۔سرد سا تاثر تھا جو ریڑھ کی ہڈی میں ایک سنسنی خیز لہر

Posted On Kitab Nagri

دوڑا دیتا۔ مقابل مسکرایا تھا۔

"سر۔۔۔میں یہ بھی کہہ رہا تھا کہ۔۔۔"، ابھی وہ مزید کچھ کہنے کا ارادہ کیے بول ہی رہا تھا کہ اس نے نووارد کا گلا زور سے پکڑا تھا۔ نووارد کھانستا ہوا اپنے آپ کو چھڑوانے لگا تو اس نے زور سے دھکا دے کر اسے چھوڑا تھا۔

"جابر۔۔۔تم مر جاؤ، جابر۔"، بھوری آنکھوں والا ظالم دھاڑا تھا۔ جابر کھانستے ہوئے آنکھوں میں نا سمجھی اور حراس لیے اسے دیکھے گیا۔

"ک۔۔۔کیا ہوا ہے سر؟"

"کیا ہوا ہے؟"، وہ ایک بار پھر سے دھاڑا تھا۔ "تم پوچھتے ہو کہ کیا ہوا ہے؟ تم وہاں وہ عجیب سی تیز خوشبو لگا کر چلے گئے اور تو اور، اس منحوس کو وہ خوشبو یاد بھی رہ گئی۔۔۔اور تم پوچھتے ہو کیا ہوا ہے؟"، وہ ایک بار پھر سے دھاڑا تھا۔ جابر کا حلق تک سوکھ گیا تھا۔ وہ سامنے کھڑے دھاڑتے ہوئے جنگلی شیر کی ظالمانہ فطرت سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔ اپنا آپ اسے فنا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اپنی موت اپنی آنکھوں کے سامنے کھڑی نظر آرہی تھی۔ بمشکل اس نے تھوک نگلا تھا۔

"اگر میں تمھیں وقت پر نہ بتاتا تو آج تم ان کی پکڑ میں ہوتے، بے وقوف انسان۔ جاہل، گوار!"،

Posted On Kitab Nagri

بھوری آنکھوں والا وحشی پھر سے دھاڑا تھا۔ وہ بے وقوف، جاہل اور گوار انسان تھر تھر کانپتا وجود لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم خود بھی پکڑے جاتے اور مجھے بھی پکڑواتے۔۔۔"، اس نے ایک بار پھر غصے سے بھرپور لہجے میں کہا تھا۔ آواز اب پہلے سے قدرے ہلکی تھی، مگر لہجہ اب بھی ویسا ہی تھا۔ جابر اب تھر تھر کانپتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ یہاں سے بھاگ کھڑا ہو۔۔۔ مگر اب تو بھاگنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ اب وہ اس درندے کے ہی رحم و کرم پہ تھا۔ اور اس بات کا اندازہ تو اسے بھی بہت اچھی طرح تھا کہ وہ درندہ کسی بھی طرح کے رحم و کرم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"تمہارا کام ختم ہوا، جابر۔ اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں رہی۔"، بھوری آنکھوں والے بے رحم انسان نے اب کے کافی سرد سی آواز و لہجہ میں کہا تھا۔ جابر کا سانس حلق میں اٹک گیا تھا۔ وہ مزاحمت کرنا چاہتا تھا۔ یہاں سے بھاگنا چاہتا تھا مگر جسم مفلوج ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ دماغ سن ہو رہا تھا۔ اسے اپنا وجود بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ بے حس و حرکت!

یکدم ہی بھوری آنکھوں والے شیر نے میز پہ پڑی پلیٹ میں سے چھری اٹھائی تھی۔ جابر کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک پڑا تھا۔ وہ درندہ اب اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ جابر کا سانس خشک ہو گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر اس درندے نے اس کے پیٹ میں خنجر گھونپا تھا۔ جابر کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی تھی۔ اب کے اس نے ہلنا جلنا شروع کیا تھا۔ مزاحمت اب شروع کی تھی مگر اس لمبی چوڑی جسامت والے شخص کے سامنے اس کی ساری مزاحمت بے کار تھی۔ وہ چھرا اس کے پیٹ میں گھسائے، بے دردی سے تین سو ساٹھ ڈگری کے اینگل پہ چھرے کو گھماتا جا رہا تھا۔ لب بھینچ رکھے تھے۔ جابر چیخے جا رہا تھا۔ زور زور سے۔

وہ حیوان صفت انسان اب بھی رکا نہیں تھا۔ پیٹ سے کھینچ کر چھرا نکالنے کے بعد اس نے اس کی گردن پہ چھرا رکھ کر دباؤ بڑھا کر ایک ہی جھٹکے سے اسے زمین پر پرے پھینکا تھا۔ وہ منہ سے خون تھکتا ہوا وہیں زمین پہ تڑپنے لگا تھا۔ بھوری آنکھوں والا وحشی درندہ اس کے پاس ہی زمین پہ بیٹھا تھا۔ اور پھر اس کے کٹے ہوئے گلے پہ ہی مزید چھرے چلانے لگا تھا۔

"میں اپنے کام میں کوئی جھول برداشت نہیں کیا کرتا، سمجھے؟" وہ ٹھنڈے ٹھار انداز میں کہتا جا رہا تھا۔ آخر کو یہ سب اس کی ایک سال کی پلاننگ کا نتیجہ تھا کہ بیش قیمتی روبی ڈائمنڈ اب اس کی دسترس میں تھا۔ وہ ایسے اپنا پلان برباد نہیں ہونے دے سکتا تھا۔ جابر اب بھی تڑپ رہا تھا۔ اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔ پیٹ اور کٹے ہوئے گلے سے نکلتا ہوا خون فرش پہ بہتا چلا جا رہا تھا۔ وہ بیٹھے ہوئے، اس کو دم

Posted On Kitab Nagri

توڑتے دیکھ رہا تھا۔ اور پھر آخر کار جبار کے جسم کی گرماہٹ ختم ہو گئی تھی۔ وہ بے جان، فرش پر پڑا تھا۔ درندہ اب چھرا اٹھائے، اس کے بے جان جسم کو لات سے پرے کرتا، واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

اسے اب اس خون آلود چھرے کو سو بار دھونا تھا۔ لاش کو کوئی دیکھ نہ لے، ایسا کوئی خطرہ اسے لاحق نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہاں اس کمرے میں کوئی نہیں آ سکتا تھا۔

☆☆☆

نماز پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد وہ ہاتھ اٹھائے لب ہلکے ہلکے ہلاتا ہوا کافی دیر تک کچھ پڑھتا رہا اور پھر منہ پہ ہاتھ پھیر کر جائے نماز تہہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ چہرہ پہ اب بھی وہی سختی چھائی تھی۔ نیلی نیلی سی روشنی چاروں اور پھیلی ہوئی تھی۔ پرندے میوزیم کے وسیع لان میں لگے درختوں پہ بیٹھے چہچہا رہے تھے۔ جائے نماز بازو پہ ڈالے، وہ اوپن ایئر ایریا میں چہل قدمی کرتا ہوا جا کر دور ایک بنچ پہ بیٹھ گیا۔ وہ لوگ پرسوں رات سے یہیں تھے۔

گھر پہ فون کر کے بھی اس نے اپنے مزید کچھ دن یہاں ٹھہرے رہنے کا بتا دیا تھا۔ اس کی پوری ٹیم اور انشرہ کی پوری ٹیم یہیں موجود تھی۔ مینجر اور سارے اسٹاف سمیت سب ہی یہاں تھے۔ میوزیم سیل

Posted On Kitab Nagri

کر دیا گیا تھا۔نہ اندر سے کسی کو باہر جانے کی اجازت تھی اور نہ باہر سے کسی کو اندر آنے کی اجازت تھی سوائے ان لوگوں کے جو اس ایونٹ کی آرگینائزیشن میں شامل رہے تھے۔اعلی افسران، یو نو! جن پر پاکستان میں کسی بھی قسم کا کوئی رول لاگو نہیں ہوا کرتا۔

وہ بنچ پہ بیٹھا چپ چاپ یہاں وہاں دیکھ رہا تھا۔ہاتھ پہلو میں گرا رکھے تھے۔جبھی اپنے پیچھے اس کو کچھ قدموں کی آواز قریب آتی سنائی دی تو وہ یکدم ہی مڑا۔سامنے سے سفید ٹی شرٹ اور جینز پہنے، بالوں کو پونی میں مقید کیے، انشرہ کریم اس کی جانب آتی نظر آرہی تھی۔

وہ سر جھٹک کر پھر سے گردن موڑ کر سامنے پھیلے وسیع لان کو دیکھنے لگا۔انشرہ چلتی ہوئی اس تک آئی اور پھر اس کے بنچ پہ اس سے کچھ ہی فاصلے پر دھپ سے آکر بیٹھ گئی۔ہارون نے ناگواری سے اسے دیکھ کر آنکھیں گھمائی تھیں، مگر وہ بہت مست سے موڈ میں تھی۔کچھ بولے بغیر اپنے ہاتھ میں تھاما پیپر کپ اس کی جانب بڑھایا تھا۔

ہارون نے اچھنبے سے اسے اور پھر کپ کو دیکھا تھا۔ابرو اٹھا کر۔اور پھر سر جھٹک کر منہ موڑ لیا تھا۔

"دھیان سے۔۔۔کہیں سر ہی نہ ٹوٹ جائے کسی دن سر جھٹک جھٹک کر۔"، انشرہ نے تپانے والی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے ہوئے کہا تو وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا۔بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے

Posted On Kitab Nagri

اٹھا کر یہاں سے باہر پھینک دے۔وہ اب کمال بے نیازی سے سر موڑ کر دور سبزہ زار کو دیکھنے لگی۔

چائے سے بھرا کپ اب بھی اس کی جانب بڑھائے ہوئے تھی جسے ہارون نے دیکھنا تک گوارا نہ کیا تھا۔

"زہر نہیں ہے اس کے اندر۔سچ کہہ رہی ہوں۔"،اس نے خاموشی میں خلل ڈالتے ہوئے ایک بار پھر

مسکراہٹ دبا کر کہا تو ہارون ایک گہری بے زار سانس لیتا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر مڑ کر سر جھکا کر اسے

دیکھا۔https://www.kitabnagri.com

"میرا سکون کیوں برباد کر رہی ہو؟"،وہ تپا ہوا تھا۔۔۔بے حد!

انشرہ نے اسے ایسے دیکھا تھا جیسے پتا نہیں وہ کیا کہہ رہا ہو۔چہرے پہ ناسمجھی کے تاثرات سجائے اس نے

شانے لاعلمی کے سے انداز میں اچکائے۔

"میں نے کب کچھ کیا؟"

"ہاں!بالکل۔تم تھوڑی کبھی کچھ کرتی ہو۔سب کچھ خود بخود ہی ہو جاتا ہے۔"،ہارون تپ کر کہہ اٹھا۔

پھر لب بھینچے کچھ سینڈز تک اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھا اور جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ وہ پیچھے

سے بول پڑی۔

"صحیح کہہ رہے ہو۔میں کبھی کچھ نہیں کرتی۔سب کچھ خود بخود ہو جاتا ہے۔"،اس کے لہجے میں گھلی

Posted On Kitab Nagri

شرارت نے ہارون کے قدم تھمائے تھے۔ وہ اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا کہ اس کی بات کا اشارہ کس طرف ہے۔ ایک جھٹکے سے مڑ کر اسے دیکھا تھا جو ابرو اٹھائے، کمال بے نیازی سے چائے کے کپ میں سے گھونٹ بھر رہی تھی۔

"تم۔۔۔"، ایک ہاتھ کا مکہ بنا کر وہ اسے مارتے مارتے رہ گیا۔ پھر مٹھی جھٹک کر پھر وہاں آ بیٹھا۔ انشرہ نے اس کو سر موڑ کر ایک مسکراتی نظر دیکھا تھا۔ گالوں کے گڑھے واضح ہوئے تھے۔

"بھئ دیکھو۔ میں نے تو تمہیں چائے آفر کی تھی۔ تم نے ہی ڈرامے کیے۔ تو اب میں نے پی لی۔ اب تم میری جھوٹی تو پی نہیں سکتے۔"، وہ پتا نہیں کیوں، کیا کیا بولے جا رہی تھی۔ ہارون کے لیے خود کو روکنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ بس اٹھ کے یہاں سے چلا جانا چاہتا تھا۔

"ویسے بھی تمہیں لگ رہا تھا کہ اس چائے میں زہر ہے، تو میں نے پی کے دکھا دیا نا تمہیں کہ زہر نہیں ہے اس میں۔۔۔"، انشرہ مزے سے کہتی اسے تپائے جا رہی تھی۔ پھر چائے کا ادھ پیا کپ اس کی جانب بڑھایا تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"پی لو۔۔۔ اب کنفرم ہو گیا ہے کہ اس میں زہر نہیں ہے۔"، وہ آنکھیں پٹپٹا کر کہتی اسے سلگا گئی تھی۔

"انشرہ!"، اس نے تنبیہی انداز میں کہا تو وہ کھکھلا دی۔ ہارون نے نخوت سے سر جھٹکا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"پی لو، ایلفا۔ زہر نہیں ہے اس میں۔"، وہ اب بھی باز کہاں آئی تھی؟ ہارون نے ہتھیلی بنچ پہ پٹخی تھی۔۔۔ اور پھر، تبھی خود کی جانب بڑھتے ہوئے کپ کو دیکھ کر اس کی سرمئی آنکھوں میں چمک در آئی تھی۔ لبوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ سجی تھی۔ گال کا گڑھا واضح ہوا تھا۔ وہ فرصت سے اس کی جانب مڑا تھا۔

"اونہوں۔ میں یہ چائے نہیں پی سکتا، ڈیئر انشرہ۔ اس میں واقعی میں زہر ہے۔"، اس نے قطعیت سے کہا تو انشرہ ایک پل کے لیے رک سی گئی۔ پھر اسے ایک ابرو اچکا کر دیکھا جیسے بات پلے نہ پڑی ہو۔

"میں نے ابھی ٹیسٹ کر کے دکھائی ہے نا تمہیں۔ زہر نہیں ہے اس میں۔"

"اونہوں۔۔۔ زہر نہیں "تھا"۔ مگر اب تمہارے ٹیسٹ کرنے کے بعد اس میں اینا کونڈا کا زہر شامل ہو گیا ہے۔ سوری ٹو سے۔ مگر تمہارے منہ سے لگی چائے کا زہر میں نے اپنے اندر اتارا تو میں یہیں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گا۔۔۔"، وہ کہتا جا رہا تھا اور انشرہ کا پارہ ہائی ہوتا جا رہا تھا۔ وہ لب بھینچے سرخ بھبھوکے چہرے کے ساتھ اسے سنتی جا رہی تھی جو اب بھی چپ نہیں ہوا تھا۔ "اور آنیسٹلی اسپیکنگ، میرے پاس ابھی مرنے کا وقت نہیں ہے۔ ابھی مجھے بہت سارا کام کرنا ہے۔ روبی ڈھونڈنا ہے۔۔۔ چور کو پکڑنا ہے۔۔۔ ایٹسیکٹرا ایٹسیکٹرا۔"، وہ گردن ہلاتا مزے سے کہتا ہوا اس کے تن

Posted On Kitab Nagri

بدن میں آگ لگا گیا تھا۔

"تم۔۔۔"، انشرہ نے مٹھی بند کر کے اسے دکھا کر خود کو بمشکل اسے مارنے سے روکا تھا۔ہارون کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔انشرہ کو مزید تپ چڑھی تھی۔https://www.kitabnagri.comلب بھینچ کر اس نے رخ موڑا تھا اور پھر ساری کی ساری چائے حلق میں انڈیل کر پیپر کپ کچھ فاصلے پہ رکھے کوڑے دان میں اچھال دیا۔

"انشرہ، تمہیں معلوم ہے مجھے تمہاری زبان میں ہی جواب دینے میں کتنا مزا آتا ہے؟ اف۔۔۔اندرونی، دلی سکون میسر ہوتا ہے۔۔۔"، ہارون کے چہرے سے مسکراہٹ اب جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔وہ یونہی خوش ہوجایا کرتا تھا اس کو تپا کر۔۔۔اب بھی۔۔۔اور نو سال پہلے بھی۔۔۔

ہاں نو سال پہلے "ہی"۔۔۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

منظر لاہور یونیورسٹی کے وسیع رقبے پہ پھیلی عمارتوں میں سے ایک کا ہے۔پالیٹیکل سائنس کے ڈیپارٹمنٹ کی ایک کلاس میں اس وقت لیکچر چل رہا تھا۔لیکچرار لیکچر سنجیدگی سے دیتے ہوئے ہر کچھ دیر میں ایک نظر پیچھے کھڑے دو نفوس پہ بھی ڈال کر سر جھٹک کر پھر سے لیکچر دینے میں منہمک ہو

Posted On Kitab Nagri

جاتے۔اسٹوڈنٹس کے درمیان میں بیٹھی انشرہ رعنہ بھی مسکرا کر سر کو اور پھر گردن موڑ کر ان کو بھی دیکھ رہی تھی، جن میں سے ایک تو کافی لاپرواہ سا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔البتہ دوسرے کی غصے سے بھرپور نظریں اس پر ہی جمی تھیں۔

انشرہ نے مسکراہٹ ضبط کر کے سر پھر سے آگے کی جانب موڑا تھا۔اس کے بالکل سامنے لیکچرار بازو سینے پہ لپیٹے، اسے کڑی تیوریوں سے گھور رہے تھے۔وہ گڑبڑا کر سیدھی ہو کر پورا سر میز پر جھکا گئی۔ کلاس میں خاموشی سی چھا گئی تھی۔وہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ سب کی نظریں اس "بیچاری" پر ہی ہیں۔

"مسز انشرہ رعنہ۔۔۔ آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟"، لیکچرار کی کڑک دار آواز پہ اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔پھر گردن بائیں سے دائیں گھما کر ایک نظر کلاس میں خود کو گھورتے سب اسٹوڈنٹس پہ ڈالی تھی۔پھر انگلی اپنے سینے پہ رکھ کر کچھ نا سمجھی کے تاثرات چہرے پہ سجائے، بلا کی معصومیت سے بولی۔

اسلام علیکم!

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"میں، سر؟"، وہ جیسے حیران ہو رہی تھی کہ اسے کیوں مخاطب کیا ہے۔

"جی بالکل! آپ! آپ کے علاوہ کوئی اور انشرہ ہے یہاں پہ؟"، پروفیسر نے کاٹ دار انداز میں بولا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"نہیں، وہ اصل میں میں نے کچھ کیا نہیں ہے نا۔۔۔ تو اسی لیے سمجھ نہیں آیا کہ آپ میرے کس مسئلے

Posted On Kitab Nagri

کی بات کر رہے ہیں۔"، اس نے ایسی معصومیت اور بھولے پن سے بولا کہ ادھر ادھر دیکھتا صفدر بھی رک کر حیرت سے اس چڑیل کی ایکٹنگ دیکھنے لگا۔

"جی سر۔۔۔ اصل میں ان کو اتنے سارے مسائل لاحق ہیں کہ سمجھ نہیں آیا کہ کون سے والے مسئلہ کا ذکر کر رہے ہیں آپ، کیوں مسز رعنہ؟"، صفدر کے برابر میں کھڑے ہارون نے لب بھینچ کر جتاتے انداز میں کہا تو اسٹوڈنٹس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ انشرہ نے برہمی سے اسے دیکھا تھا۔ ہارون مسکرایا تھا۔ انشرہ کو تنگ کرنے کی خوشی الگ ہی ہوا کرتی تھی۔

"ہارون۔۔۔ آپ چپ رہیں۔ اور دیوار سے ٹیک ہٹائیں۔ سزا میں کھڑے ہیں آپ۔ پکنک پر نہیں آئے ہیں۔"، پروفیسر نے ہارون کو جھڑکا تو انشرہ مسکرائی۔

نظر جیسے ہی خود کو گھورتے پروفیسر پر پڑی تو فوراً صفائیاں دینے لگی۔

"سر، یہ نا مجھے گھورے جا رہا تھا۔۔۔ جب بھی میں دیکھ رہی تھی نا تو تڑیاں دکھا رہا تھا۔"، وہ بولی تو ہارون کے تو مانو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ وہ بدک کر اپنی جگہ چھوڑ کر آگے آیا۔

"ہارون!"، پروفیسر نے ذرا تیز لہجہ میں کہا تو وہ وہیں بیچ راستے میں ہی رک گیا۔

"سر، یہ جھوٹ۔۔۔"، وہ بول رہا تھا مگر پروفیسر نے اسے بولنے نہیں دیا۔

Posted On Kitab Nagri

"آپ سے پوچھا کچھ میں نے؟"، وہ برہمی سے پوچھنے لگے تو ہارون بھی پیر پٹخ کر پھر سے صفدر کے برابر میں جا کھڑا ہوا۔

"انشرہ رعنہ۔۔۔ آپ اٹھیں اور جائیں باہر۔ آپ میرے خیال سے پڑھنے میں انٹرسٹڈ تو ہیں نہیں۔ تو بہتر ہے کہ آپ ہمارا وقت ضائع نہ کریں۔۔۔ اور جو بچے پڑھنا چاہتے ہیں، انہیں پڑھنے دیجئیے۔"، پروفیسر نے ایک بار پھر کڑک دار آواز میں کہا تو انشرہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگی۔ ابھی پھر سے کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ پروفیسر کی خطرناک نظروں نے اسے وہیں روک دیا۔

"انشرہ۔۔۔لیو۔"، وہ گرجے تو وہ چپ سی ہو کر کرسی چھوڑ کر باہر نکل کر دروازے کی جانب بڑھی۔ دروازے کے بائیں جانب کھڑے ہارون نے تپانے والے انداز میں مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔ انشرہ نے غصے سے بھرپور آنکھیں لیے اسے دیکھا تھا۔

وہ اتنا خوش ہو رہا تھا کہ بس۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی اس تک پہنچی تو ہارون ہلکا سا جھک کر اس سے سرگوشی نما آواز میں بولا۔

"ہمیں تو یہاں کھڑا کروایا تھا نا۔ خود تو کلاس سے ہی بے دخل ہو گئی بیچاری۔۔۔ چچ چچ۔"، انشرہ کے

Posted On Kitab Nagri

تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔ پیر پٹخ کر ابھی وہ جانے کے لیے آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ اچانک سے کسی خیال کے تحت آنکھیں چمکی تھیں۔ فوراً ہی پروفیسر کی جانب مڑی تھی جو اس کے باہر جانے کا ہی انتظار کرتے اسے دیکھ رہے تھے۔

"سر، ہارون کہہ رہا ہے کہ پروفیسر نے کہا ہے کہ سب بچے پڑھنا چاہتے ہیں۔۔۔ یہ جھوٹ ہے، تو اسی لیے سب بچوں کو باہر جانے دینا چاہیئے۔"، اس الزام پر ہارون کا تو سر ہی گھوم کر رہ گیا تھا۔ بلبلا کر اس نے انشرہ کو دیکھا تھا جو اس کی جانب بالکل متوجہ نہ تھی۔ پھر ہارون نے سر موڑ کر پروفیسر کو دیکھا جو کڑی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ہارون۔۔۔ اینڈ صفدر۔ گو آؤٹ۔۔۔ ناؤ!"، وہ دھاڑے تھے۔ ہارون تو ہارون، اب تو صفدر بھی بدک گیا تھا۔ اس کی تو دونوں بار کوئی غلطی تھی ہی نہیں۔ ہمیشہ وہ بیچارہ ان دونوں کی لڑائی کے درمیان پھنس جایا کرتا تھا۔

پیر پٹخ کر وہ انشرہ کی شیطانی مسکراہٹ دیکھتا باہر کی جناب بڑھ گیا تھا۔ ہارون بھی پیچھے ہی باہر نکلا تھا۔

"ہونہہ۔۔۔ انشرہ رعنہ سے پنگا لیں گے۔۔۔ آئے بڑے۔"، وہ شانے اچکا کر کہتی کلاس سے باہر چلی گئی تھی۔ باہر نکلی تو وہ دونوں سامنے ہی کھڑے ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے، تالیاں بجاتے، اس کی

Posted On Kitab Nagri

جانب اشارے کر کر کے ہنستے ہوئے نظر آئے۔ ان کا پلان سمجھ آیا تو وہ پیر پٹخ کر غصے سے وہاں سے چلی گئی۔

ان دونوں کو یقیناً باہر ہی آنا تھا، جبھی ڈرامے کر رہے تھے۔ مگر انشرہ کو پھنسا کر اسے بھی کلاس سے نکلوا دینے میں جو مزا آیا تھا نا، اس کا تو کوئی پوچھے ہی مت!

حال میں واپسی ہوئی تو انشرہ اسے غصے سے دیکھ رہی تھی اور وہ مسکرا کر اپنی گردن دائیں سے بائیں کرتا ہلکے ہلکے دبا رہا تھا۔

انشرہ پیر پٹخ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے ایک کڑی نظر سے نوازتی جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ وہ پیچھے سے بول پڑا۔

"گڈ ڈے۔۔۔ مسز رعنہ۔"، اس نے کہا تو وہ لب بھینچ کر اس کی جانب مڑی۔ مٹھی فضا میں بلند کی اور پھر ایک قدم آگے آ کر جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑا۔

"میں انشرہ کریم ہوں، سمجھے تم؟"، اس نے دھاڑ کر، غرا کر پوچھا تو ہارون نے پہلے اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھا اور پھر اس کا گریبان تھاما ہوا ہاتھ۔ پھر ایک جھٹکے سے اسے نے اپنا گریبان چھڑوایا تھا۔

"ہونہہ۔"، وہ طنزیہ انداز میں مسکرا کر سر جھٹک کر اس کے مقابل کھڑا ہوا تھا۔ "انشرہ

Posted On Kitab Nagri

کریم۔۔۔جب دل چاہا انشرہ رعنہ بن گئی اور پھر جب دل چاہا انشرہ کریم بن گئی۔"

کہہ کر وہ وہاں سے جانے لگا تو انشرہ نے اس کا شانہ پوری قوت سے پکڑ کر اسے کا رخ موڑا۔

"ہارون زمان۔۔۔بہتر https://www.kitabnagri.com ہے کہ جب آپ دوسروں کی زندگی میں چلتے احوال سے واقف نہ ہوں، تو اپنے اندازے اور طعنے اپنے پاس ہی رکھیں۔"، وہ کہہ رہی تھی۔۔۔عجیب اذیت سے۔۔۔ہارون کو بے اختیار شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔وہ اس کے احوال سے بہت اچھے سے واقف تھا۔کم از کم یہ طعنہ اسے نہیں دینا چاہئے تھا۔

"آئی ایم سوری انشرہ۔"، انشرہ نے سر جھٹک کر قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ہارون بھی سر جھکائے، شرمندگی سے لب کترتا اس کے پیچھے پیچھے ہی اندر کی جانب بڑھا تھا۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا، وہ شرمندگی میں گھرا تھا جب صفدر اس کے ساتھ آکر ساتھ ساتھ ہی چلنے لگا تھا۔

"کیا ہوا، ایلفا؟"

اس کی لٹکی شکل دیکھ کر اس نے ہلکے پھلکے سے موڈ میں پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگا۔

"میں نے ٹھیک نہیں کیا۔"

Posted On Kitab Nagri

"کیا؟"

"میں نے انشرہ کو مسز رعنہ کہا۔۔(وہ خاموش ہوا تو صفدر بھی شاک سے اسے دیکھنے لگا)جان بوجھ کر!"

"تو پاگل ہے کیا؟"،صفدر نے اس کا شانہ تھام کر اسے روک کر بے اختیار تیز لہجے اور کچھ بلند آواز میں کہا تھا۔

"تنگ کیے جارہی تھی مجھے۔۔۔"،ایک کمزور بہانہ۔۔۔کمزور دلیل۔

"تو؟تو کیا تو اسے اس کی ختم ہوئی ہوئی شادی کا حوالہ دے کر اس کے تنگ کرنے کا بدلہ لے رہا تھا؟ اتنی گری ہوئی ذہنیت کب سے ہو گئی تیری،ہارون؟"،صفدر کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ ہارون زمان جیسا اتنا سمجھدار،اتنا کھرا اور ڈیسنٹ سا انسان بھی ایسا کر سکتا تھا۔

"میں شرمندہ ہوں،صفدر۔"،وہ سر جھکا گیا تھا۔یقین تو اسے بھی نہیں آرہا تھا کہ اس نے ایسا بولا ہے۔

"شیم آن یو،ہارون زمان۔"،صفدر مایوسی سے نفی میں سر ہلاتا تیز تیز قدم اٹھاتا اندر بیسمنٹ میں داخل ہو گیا تھا۔پیچھے ہارون نے خود کو کمپوز کر کے جونہی قدم اندر بڑھائے تو اس کی سماعت سے کچھ آوازیں ٹکرائیں۔پریشان سی آوازیں۔

Posted On Kitab Nagri

اس نے بے اختیار وہاں کھڑے رحمان کو دیکھا تھا جو ہاتھ میں جیکٹ لیے اسے دیکھ کر اس کی جانب ہی بڑھا چلا آیا تھا۔

"سر، اس جیکٹ میں سے وہی خوشبو آرہی ہے۔۔۔وہی موتیے کی۔واش روم میں واش بیسن کے پاس پڑا تھا۔"، وہ بولا تو ہارون نے جیکٹ اس کے ہاتھ سے جھپٹنے کے سے انداز میں لیا تھا۔ناک تک لے جا کر سونگھا تو واقعی بہت تیز سی موتیے کی خوشبو آرہی تھی اس میں سے۔

"یہ۔۔۔یہ کس کا ہے؟"، وہ اچانک ہی جیکٹ ہاتھ میں تھام کر سب کو دکھانے کے سے انداز میں بلند آواز میں بولا تھا۔سب کو چپ لگ گئی تھی۔انشرہ ساکت سی اس کے ہاتھ میں تھامے جیکٹ کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ تو۔۔۔میرا ہے۔"، گہری خاموشی میں انشرہ کی پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے آزاد ہوئی تو ہارون نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو آنکھوں میں بے پناہ شاک اور بے یقینی لیے اس کے ہاتھ میں تھامے جیکٹ کو دیکھ رہی تھی۔ہارون کا سر چکرا کر رہ گیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ، مس انشرہ؟"، وہ بے یقینی سے کہتا اس کی طرف بڑھا تھا۔انشرہ بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔اس کی سیاہ آنکھیں شاک سے پھیلی ہوئی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ---یہ میں نے---"، وہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔شاک کی کیفیت ہی ایسی تھی کہ بس۔لفظ حلق کا کانٹا بن کر اسے تکلیف دینے لگے تھے۔

☆☆☆

بیسمنٹ کے اونچے سے دروازے سے آسٹریلی عورت، ایتھنس جیمز، کے ساتھ ہی برہان اندر داخل ہوا تھا۔شاید ان کو بھی خبر مل گئی تھی کہ اس جیکٹ کا پتا چل گیا ہے۔وہ اندر داخل ہوئے تو ایک جانب جیکٹ ہاتھ میں تھامے، ہارون بے یقینی سے سامنے کھڑی انشرہ کو دیکھ رہا تھا جو منمنا رہی تھی۔

"یہ میرا ہے۔"، وہ دھیرے دھیرے بول رہی تھی۔باقی سب ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔برہان بھی بے یقینی سے اس کے سامنے، ہارون کے برابر میں آ کھڑا ہوا تھا۔

"انشرہ---تم نے ؟؟؟"، وہ بہت بے یقینی سے انشرہ کو دیکھ کر بولا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔

"نہیں---میں نے کچھ نہیں کیا---"

"ابھی تم نے بتایا کہ یہ تمہارا جیکٹ ہے۔"

برہان اسے دیکھ کر نا سمجھی سے بولا تھا۔اس کی بھوری آنکھوں میں جھلکتی بے یقینی نے انشرہ کو مزید کم حوصلہ کر ڈالا تھا۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"ہاں۔۔۔ یہ جیکٹ میرا ہی ہے۔ مگر میں نے یہ جابر کو دیا تھا۔"، کہتی ہوئی وہ بے اختیار اپنی ٹیم کے ایک ممبر کی جانب مڑی تھی۔

"سعد۔۔۔ جابر کہاں ہے ؟"، وہ چیخی تھی۔ اس کا پورا جسم کپکپاہٹ کا شکار تھا۔ آنکھوں میں نمی تھی۔

سعد نامی لڑکا بوکھلا کر اس کی جانب بڑھا تھا۔ چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

"پتا نہیں میم۔ ابھی کچھ https://www.kitabnagri.com دیر پہلے تک تو یہیں تھا۔ پتا نہیں کہاں چلا گیا۔"، اس نے لاعلمی سے شانے اچکائے تھے۔ انشرہ کا غصے کا گراف بڑھتا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی شدید بے یقینی نے بھی آگھیرا تھا۔ اس کی اپنی ٹیم کا ہی بندہ چور تھا اور اسے خبر تک نہ ہو سکی۔ شرمندگی سی شرمندگی تھی۔ ہارون اور برہان سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہی تھی وہ۔

"جابر کو ڈھونڈو، سعد۔ کہیں سے بھی ڈھونڈ کر لاؤ اسے۔"، وہ چلائی تو اس کی ٹیم کے ممبرز میں بھاگ دوڑ سی مچ گئی۔ لڑکے لڑکیاں وہاں سے بجلی کی رفتار سے نکل کر چاروں اور پھیلے تھے۔

وہ چہرہ پہ ہاتھ پھیر کر ایک گہرا سانس لیتی، بہت بری حالت میں لگ رہی تھی۔ جبھی ہارون چلتا ہوا اس تک آیا تھا۔ اس کے چہرے پہ عجیب سی کرختگی چھائی تھی۔ اتنی سختی تھی کہ ریڑھ کی ہڈی میں ایک سنسنی خیز لہر دوڑ جاتی۔ انشرہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا جو اس کے بالکل مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"مس انشرہ۔ چاہے آپ جابر کو زمین سے نکالیں یا آسمان سے۔ مگر مجھے وہ یہاں میرے سامنے چاہیئے۔ سنا آپ نے؟"، وہ چیخ نہیں رہا تھا۔۔۔ نہ ہی اس کی آواز بلند تھی۔ مگر اس کا لہجہ ایسا سخت تھا کہ الامان۔ آنکھوں کی سرخ ڈوریوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ لب سختی سے آپس میں پیوست کر کے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"مس انشرہ۔۔۔ مجھے تو کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔"، جبھی برہان بھی ہارون کے برابر میں کھڑا ہو کر چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تو انشرہ شاک میں گھری ساکت سی ہو گئی۔ کیا وہ دونوں اس پہ شک کر رہے تھے؟

"تمہارا کیا مطلب ہے برہان؟ تم مجھ پہ شک کر رہے ہو؟"، بے یقینی کی کیفیت میں گھری اب وہ ہارون کی جانب مڑی تھی جو آنکھیں ضبط سے بند کر کے کھول رہا تھا۔ انشرہ کو شدید دکھ نے آگھیرا تھا۔ "اور ہارون؟ تم بھی مجھ پہ شک کر رہے ہو؟"

اسے جیسے بے حد افسوس ہوا تھا۔ ہارون سے تو چلو ہمیشہ سے برے تعلقات ہی رہے تھے، مگر برہان تو اس کا دوست تھا۔

وہ بھی ایسا کہہ سکتا تھا؟ وہ ایسا کیسے کہہ سکتا تھا؟

"دیکھو انشرہ۔ ثبوت تمہارے خلاف جا رہے ہیں۔"، برہان نے اب بھی بے لچک چبھتے ہوئے لہجے میں

Posted On Kitab Nagri

کہہ کر آنکھیں سکوڑ کر اس کے فق ہوتے چہرے کو دیکھا تھا۔ وہ کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

اپنی ٹیم ممبرز کے ہمراہ کھڑے صفدر نے ابھی انشرہ کے حق میں کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ ہارون کی سرد سی آواز گونجی تھی۔

"مس انشرہ۔۔۔ آپ پہ کوئی شک نہیں کر رہا ہے۔ اور جو ثبوتوں کی بات کر رہا ہے، وہ شاید بھول گیا ہے۔"، سرد سے لہجے میں ہارون نے آنکھوں میں آگ لیے برہان کی جانب منہ موڑا تھا۔ "کہ ثبوتوں سے اور چور پکڑنے سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ ہمارا کام ہے۔ ہم بہتر طریقے سے یہ کام کر سکتے ہیں۔"، ہارون کی کرخت آواز پر جہاں انشرہ نے حیرت اور بے یقینی سے اسے دیکھا تھا، وہیں برہان نے شدید ضبط سے لب بھینچے تھے۔

"تمہارا مطلب کیا ہے؟ میں یہاں کا مینجر ہوں۔ میرا لینا دینا ہے اس کیس سے۔"، برہان دانت پہ دانت جمائے سخت ضبط سے بولا تھا۔ آنکھوں میں شدید غصہ ہلکورے لے رہا تھا۔

"آپ کا اس کیس سے لینا دینا ہے۔۔۔ مگر ایک حد تک۔ ثبوت اور چور پکڑنا آپ کی ذمے داری قطعا نہیں ہے۔"، ہارون کی ٹھنڈی ٹھار آواز نے جہاں اس کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی، وہیں سن

Posted On Kitab Nagri

کھڑی انشرہ نے تشکر سے ہارون کو دیکھا تھا۔وہ اس کے حق میں بول رہا تھا۔۔۔اور وہی تو تھا جو اس کے حق میں بول رہا تھا۔باقی سب تو چپ چاپ کھڑے سن رہے تھے۔

"ٹیم۔۔۔اینڈ مس انشرہ۔سب جابر کو ڈھونڈنے میں جت جائیں۔چاہے زمین سے نکالیں یا آسمان سے، مگر مجھے جابر یہاں موجود چاہیے۔سنا سب نے؟"،ہارون کے کہنے کی دیر تھی اور سب باہر کی اور بھاگے تھے۔برہان نخوت سے سر جھٹکتا اپنے آفس روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

☆☆☆

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

Posted On Kitab Nagri

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

چاروں اور پچھلے میوزیم کے ہر ایک کونے کو چھانتے، وہ سب لوگ جابر کو ڈھونڈ رہے تھے۔ ہر راہداری، ہر کمرہ، ہر آفس روم چھان مارا تھا مگر وہ بالکل غائب تھا۔ باہر تو وہ جا نہیں سکتا تھا کیونکہ ہیرا چوری ہوتے ہی میوزیم کی باہر کی سیکیوریٹی بھی بڑھادی گئی تھی۔ وہاں معمور گارڈز کا کہنا تھا کہ کوئی وہاں نہیں آیا نہ ہی باؤنڈری پار کر کے کہیں اور گیا ہے۔

وہیں میوزیم کے پچھلی طرف صفدر نکل آیا تھا۔ یہ جگہ میوزیم کے بالکل پچھلی طرف تھی۔ یہاں پرانا سا سوئمنگ پول تھا جو اب خالی تھا۔ آس پاس بوڑھے جنگلی درخت تھے جو اس جگہ کو قدرے چھاؤں والا حصہ بنائے ہوئے تھے۔

سامنے ایک چوڑا اور کافی حد تک گہرا سا پول تھا، جس کے آس پاس پرانا فرنیچر اور پرانی فائلز وغیرہ پڑی تھیں۔ یہ حصہ یقیناً اب اسٹور ایریا کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ دھول میں اٹی کرسیوں اور

Posted On Kitab Nagri

میزوں کے درمیان میں سے جگہ بناتا وہ آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ہر ایک چیز کو اٹھا کر، ہٹا کر دیکھتا ہوا، وہ کافی غور سے ہر طرف نظریں گھما رہا تھا، جب اچانک ہی اپنے دائیں طرف نظر گھما کر ہٹانے کے بعد وہ یکدم ہی بری طرح ٹھٹھکا تھا۔

وہاں زمین پر اسے کسی انسانی ہاتھ کا گمان ہوا تھا۔ وہ اس جانب ہی پوری رفتار سے دوڑا تھا۔ وہاں پہنچ کر ایک کرسی کچھ سائیڈ کرنے پر جو منظر سامنے نظر آیا تھا، اس نے صفدر کے جسم سے روح گویا نکال لی تھی۔ کچھ پل تو وہ ساکت سا سامنے پڑے لاشے کو دیکھے گیا۔ پھر ذرا ہوش میں آکر پیچھے کی اور دو قدم لیے۔ https://www.kitabnagri.com

سامنے جابر خون میں لت پت بے روح و بے جان پڑا تھا۔ صفدر ایک گہرا سانس لے کر اندر میوزیم کی جانب دوڑا تھا۔ حواس باختہ سا۔ ابھی وہ وہاں اس پورشن سے نکلا ہی تھا کہ سامنے ہی ہارون فون پہ کسی سے بات کرتا نظر آیا۔ اسے دیکھ کر، اس کے چہرے کی اڑی ہوائیاں دیکھ کر اس نے جلدی سے "خدا حافظ" کہہ کر فون رکھ کر جیب میں ڈالا تھا اور اس سے پہلے کے وہ اس تک پہنچتا، صفدر اس تک پہنچ چکا تھا۔

"جابر از ڈیڈ۔"، اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے عجیب سی کیفیت کے زیر اثر کہا تو ہارون کو بے اختیار

Posted On Kitab Nagri

دھچکا سالگا۔

"کیا مطلب؟"

"وہاں۔۔۔ پیچھے۔"، صفدر کا بس یہ کہنا تھا کہ ہارون اسی جانب دوڑا تھا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔ لاش تک پہنچ کر ہارون نے بے اختیار ایک مایوس سا سانس خارج کیا تھا۔ پھر سر موڑ کر صفدر کو دیکھا جس کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔

"یعنی یہ صرف ایک مہرہ تھا۔ اصل چور کوئی اور ہے۔"، ہارون نے کہا تو صفدر بھی سر ہلانے لگا۔

ایک بار پھر خون میں لت پت اس بے جان وجود کو دیکھ کر ہارون نے پیشانی مسلی تھی۔ یہ کیا ہو گیا تھا!

☆☆☆

بیسمنٹ میں سوگواریت کا سا ماحول تھا۔ ہر جانب گہری خاموشی چھائی تھی۔ سب ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھ رہے تھے۔ ایک طرف ہیرے کے شیشے کے بکسے کے ساتھ ہی ہارون، برہان، انشرہ اور صفدر کھڑے تھے۔ چہروں پہ ان کے بھی پریشانی چھائی تھی۔

"اب کیا ہو گا، ایلفا؟"، صفدر نے ہارون کو دیکھ کر پوچھا تو ہارون نے ایک گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ تو طے ہے کہ جو بھی ہے، جیسا بھی ہے، یہیں ہمارے درمیان ہے۔وہ باہر نہیں گیا ہے۔نہ ہی ہیرا باہر گیا ہے۔وہ بھی یہیں اس میوزیم میں ہے۔"، ہارون نے کہا تو برہان نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"تم اتنا یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہیرا یہیں ہے؟"، وہ واقعی جاننا چاہتا تھا۔

"بس۔۔۔میں کہہ رہا ہوں نا۔ ہیرا یہیں ہے۔"، اس نے کچھ برہمی اور سختی سے جواب دیا تھا، جس پر برہان نے لب بھینچے تھے۔وہ جانتا تھا کہ ہارون اس کے سامنے نہیں بتانا چاہتا۔ جبھی اس کے کوٹ کی جیب میں پڑا اس کا موبائل چنگھارا تو اس نے ایکسکیوز کرتے ہوئے فون اٹھایا اور ان سے دور ہوتے ہوئے ذرا فاصلے پہ جا کھڑا ہوا۔

"بتاؤ نا ایلفا۔ جاننا تو میں بھی چاہتی ہوں کہ تمہیں کیسے اتنا یقین ہے کہ ہیرا یہیں میوزیم کے اندر ہے؟"، اب کے برہان کے جاتے ہی انشرہ نے بھی تجسس سے پوچھا تو ہارون نے ایک گہرا سانس لے کر اس کی جانب رخ کیا۔ یوں کہ برہان پوری طرح سے اس کے پیچھے چھپ گیا تھا۔

"دیکھو۔۔۔کیمرے صرف یہاں کے فیوز کیے گئے۔۔۔یعنی کہ صرف ہیرا چرانے تک ہی اس چور کو خطرہ لاحق ہوا تھا۔باقی اس نے آگے جا کر کسی ایسی جگہ پر ہیرا چھپا دیا ہے جہاں اسے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔"، اس نے سنجیدگی سے بولنا شروع کیا تو صفدر اور انشرہ بھی اسے غور سے سننے لگے۔

Posted On Kitab Nagri

"گیٹ تو فورا بند کر دیئے گئے تھے، سو چور کا باہر جانا اور ہیرا باہر بھیجنا ناممکن ہے۔"، وہ بولا تو کچھ توقف کے بعد انشرہ بھی بول اٹھی۔

"مگر یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس نے ہیرا کسی چیز میں ڈال کر میوزیم کے کسی خفیہ راستے سے باہر بھیج دیا ہو۔ آخر کو اگر وہ اتنی بڑی چوری کر رہا ہے، تو کافی چیزوں سے واقف تو ہو گا ہی۔"، انشرہ نے بات تو ٹھیک کی تھی مگر ہارون نے سر نفی میں ہلایا۔

" صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔ایسا ہو سکتا تھا مگر ہوا نہیں ہے۔ میرا ایک بندہ کیمرہ روم میں مسلسل بیٹھا مجھے اپڈیٹ دیتا جا رہا ہے۔"

"صفدر۔"، جبھی دور کھڑے رحمان نے صفدر کو بلایا تو وہ بھی ایکسکیوز کرتا وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے وہ دونوں اکیلے کھڑے رہ گئے تھے۔ جبھی انشرہ لب کاٹتی ہارون کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"تھینک یو ایلفا۔"، اس نے کہا تو ہارون کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کس لیے؟"

"تم نے میرے حق میں بولا۔۔۔ مجھ پہ شک نہیں کیا۔ اسی لیے۔"، وہ نظریں جھکائے تشکر سے کہہ رہی تھی۔ https://www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"میں تم لوگوں کا ایلفا ہوں۔۔۔اور اس سے بھی بڑھ کر، میں تمہیں بارہ سال سے جانتا ہوں۔۔۔اسی لیے مجھے پتا ہے کہ تم ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔"، اس نے نرمی سے کہا تو انشرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آج پہلی بار انشرہ کریم کے لیے ہارون زمان کے لہجے میں نرمی آئی تھی۔ اور یہ نرمی کتنی اچھی لگ رہی تھی نا!

سوچتے ہوئے بے اختیار انشرہ نے سر جھٹکا تھا۔ بھلا اسے اس کی نرمی سختی سے کون سا کوئی فرق پڑتا تھا؟ انشرہ مسکرا کر رخ موڑ گئی تھی۔ جبھی برہان بھی چلتا ہوا ان دونوں تک آیا تھا۔

"گڈ نیوز، ٹیم۔ ایونٹ چار دن کے لیے پوسٹ پونڈ ہو گیا ہے۔ تمہارے پاس اب ہیر اڈھونڈنے کے لیے مزید چار دن آ گئے ہیں۔"، برہان نے ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے انہیں بتایا تو وہ لوگ حیرت اور بے یقینی میں گھرے اسے دیکھنے لگے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"نوید سر کی بیوہ بھابھی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب کچھ دن مزید مل گئے ہیں تمہیں۔"، برہان کے کہنے پر انشرہ نے بے یقینی اور افسوس سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"حد ہے برہان۔ تم کسی کے مرنے پر خوش ہو رہے ہو۔"، انشرہ کے کہنے پر برہان نے منہ بنا کر اسے دیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"میں خوش تم لوگوں کے لیے ہو رہا ہوں کہ تمہیں مزید دن مل جائیں گے ہیرا ڈھونڈنے کے لیے۔"، کہہ کر وہ ہاتھ جھلاتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔ پیچھے ایک دوسرے کو دیکھتے ہی بے ساختہ وہ دونوں ہنس پڑے تھے۔ اس برہان کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ مست ملنگ کہیں کا۔

☆☆☆

بارہ مئی، صبح گیارہ بجے۔۔۔

جابر کی باڈی فارینسک بھجوادی گئی تھی۔ اسے بہت بے دردی سے مارا گیا تھا۔ مارنے کے بعد اس کے جسم کے مختلف حصوں پر بار بار مزید وار کیے گئے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا گویا کسی نے اپنی ساری فرسٹریشن اسے مار مار کر نکالی ہے۔

اس وقت دن کا اجالا ہر سو پھیلا ہوا تھا۔ سورج سوا نیزے پر تھا۔ ہلکے ہلکے سفید روئی کے گالوں کے مانند چمکتے سپید بادل بھی نیلے آسمان پہ کہیں کہیں نظر آرہے تھے۔ ایسے میں میوزیم کے بیسمنٹ میں اس وقت بھی ویسا ہی نیم اندھیرا سا تھا۔ بیسمنٹ چونکہ انڈر گراؤنڈ تھا، سو وہاں اب بھی پتا نہیں چلتا تھا کہ دن ہے یا رات۔

ایسے میں انشرہ اور ہارون برہان کے آفس روم میں بیٹھے، سی سی ٹی وی فوٹیج بار بار دیکھ رہے تھے۔ یہ

Posted On Kitab Nagri

چوری ہونے سے پہلے کی ویڈیو تھی۔جب ہیرا چوری ہونے سے پہلے اچانک ہی سارے کیمرہ باری باری فیوزڈ ہو گئے تھے۔برہان ابھی اس وقت آفس میں نہ تھا سو وہ دونوں وہاں اکیلے تھے۔لیپ ٹاپ کی اسکرین پر بار بار ایک ہی فوٹیج چل رہی تھی جب اچانک ہی ہارون بول پڑا تھا۔

"ایک منٹ۔۔۔اسٹاپ دی ویڈیو۔"،وہ بولا تو انشرہ نے فوراً سے ویڈیو روکی۔

"یہاں۔۔۔"،ہارون نے ایک جانب اسکرین پر انگلی رکھ کر کہا۔"یہاں زوم کرو۔"

اس کے کہے کے مطابق انشرہ نے فوراً اسکرین پر وہ جگہ زوم کی۔وہ ایک کیمرہ تھا۔

"کیمرہ ہے۔"،انشرہ نے کچھ نا سمجھی لیے اسے بتایا تو ہارون مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"اس کیمرہ کے اوپر دیکھو، انشرہ۔"،اس نے کہا تو انشرہ نے غور سے آنکھیں چھوٹی کیے، اس جگہ پر دیکھا۔اگلے ہی پل اس نے حیرت سے سر اٹھایا تھا۔

"یہ ریڈ ریڈ کچھ نظر آ رہا ہے تمہیں؟"،ہارون کے پوچھنے پر انشرہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"مگر ہو سکتا ہے یہ ریڈ ریڈ وہیں کہیں کوئی پینٹ لگا ہو۔۔۔یا ایسا بھی پاسیبل ہے کہ۔۔۔"، ابھی وہ مزید بول رہی تھی کہ ہارون نے قطعیت سے سر نفی میں ہلایا تھا۔پھر سر موڑ کر اپنے بائیں جانب بیٹھی انشرہ کو دیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"نہیں۔۔۔یہ سارے کیمروں کے جگہیں میں نے خود چیک کی ہیں۔۔۔کہیں بھی ایسا کچھ نہیں ہے۔"، اس نے کہا تو انشرہ بھی کچھ حیران سی ہو کر دوبارہ سے اسکرین دیکھنے لگی۔

"کیمرہ کلیئرنگ ایپلیکیشن ہے نا تمہارے فون میں؟"، ہارون نے یکدم ہی انشرہ سے پوچھا تو وہ نا سمجھی سے سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"ہاں ہے تو۔"، اس نے کہا تو ہارون نے فوراً اس جگہ کو اسکرین پر تھوڑا زوم آؤٹ کیا۔ اب کے اسکرین پہ کیمرے کے علاوہ آس پاس کی اچھی خاصی دیوار بھی نظر آنے لگی تھی۔

انشرہ نے موبائل میں ایپ کھولا اور اسکرین کی جانب کیا۔ اس رخ پہ کر کے کلک کیا تو کھینچی ہوئی تصویر لوڈ ہونے لگی۔ چند منٹ بعد تصویر لوڈ ہو گئی تو ان دونوں کا ہی منہ حیرت سے کھل گیا۔

"میرے اللہ!"، انشرہ کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔ ہارون بھی ششدر سا بیٹھا تھا۔ موبائل کی اسکرین پہ ایک سفید چڑیا دکھ رہی تھی۔ سرخ آنکھوں والی روبوٹک چڑیا۔

"یہ کیا ہے؟"، انشرہ نے کافی شاک سے کہا تھا۔

"روبوٹک مشین برڈ۔"، ہارون نے کہا تو انشرہ نے ناک بھوں چڑھا کر اسے دیکھا۔

"یہ تو مجھے بھی پتا ہے۔ انگریزی میں بولنا میں بھی جانتی ہوں۔"

Posted On Kitab Nagri

اس نے کہا تو ہارون کا جی چاہا کہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔شدید ضبط سے چہرے پر جبری مسکراہٹ سجا کر اس نے دانت پیس کر انشرہ کو دیکھا تھا، جو نکچڑی سی، منہ بنائے چہرے کے زاویے بگاڑ رہی

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

تھی۔https://www.kitabnagri.com

"یہ اس مشین کا نام ہے، مس انشرہ کریم۔۔۔میں کوئی انگریزی نہیں جھاڑ رہا ہوں۔"، ہارون نے ضبط کرتے ہوئے لہجے کو حتی الامکان نرم رکھ کر کہا تو انشرہ کچھ ٹھہر سی گئی۔

"یہ مشین نئی ایجاد ہے، جو کہ یو ایس کے ایک انجینئر نے ابھی چند سال پہلے ہی بنائی تھی۔ میں نے یو ٹیوب پر ویڈیو دیکھی تھی اس کی۔"، اس نے بتایا تو انشرہ خود کو اس سے مرعوب ہونے سے ایک بار پھر نہ روک سکی۔ وہ واقعی میں امیزنگ دماغ رکھتا تھا۔ عام لوگوں کی طرح یوٹیوب پر ڈرامے فلمیں نہیں دیکھتا تھا۔ خود انشرہ کے موبائل میں اس وقت یوٹیوب میں تین کورین ڈراموں کی قسطیں ڈاؤن لوڈڈ تھیں۔

اندر ہی اندر شرمندہ ہوتی وہ منہ پہ مسکرا دی تھی۔

"مسکرا کیوں رہی ہو؟"، ہارون نے اچانک ہی حیرت سے پوچھا تو وہ سنجیدہ ہوئی۔ اف انشرہ! پاگل کہیں کی۔ کیا ضرورت تھی مسکرانے کی!

کیا سوچ رہا ہوگا وہ بھی۔ کہ پاگل ہوگئی ہے لڑکی!

"نہیں۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔بس ایسے ہی۔"، وہ جھیبپ کر پھر سے مسکرا دی۔

Posted On Kitab Nagri

"اب ہم کیا کریں؟"، انشرہ نے اس کو دیکھ کر کچھ پریشانی سے کہا اور پھر چہرہ موڑ کر اسکرین پہ نظر آتی وہ روبوٹک مشین دیکھی۔ ہارون بھی لب کترتا، گہری سوچ میں لگتا تھا۔

"مس انشرہ۔ آپ بھی کچھ سوچ لیں۔ سوچنے کا کام صرف میرا نہیں ہے۔"، وہ سوچتے ہوئے انشرہ کی نظریں خود پہ صاف محسوس کر سکتا تھا۔ جبھی کچھ تنگ آ کر تنک کر بولا تو وہ بھی سٹپٹا کر رخ موڑ گئی۔

"میں کیا سوچوں؟ میرا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا۔"، اس نے چہرہ موڑے کچھ سیکنڈز بعد کچھ ہلکی سی نازک سی آواز میں بولا تو ہارون نے شاک اور حیرت سے اسے دیکھا جو لب دانتوں تلے دبائے، آنکھیں میچے ہوئی تھی۔ گویا جانتی تھی کہ اب ڈانٹ پڑنے والی ہے۔ ہارون کے لبوں پر بے اختیار ایک مسکراہٹ آئی تھی جسے اس نے سرعت سے چھپا کر لہجہ حتی الامکان سخت رکھ کر اس سے کہا۔

"اور آپ کا دماغ کیوں کام نہیں کر رہا؟"، کہنیاں گھٹنوں پہ ٹکائے، وہ اسے دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ انشرہ کھسیانی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی جانب مڑی تھی۔ چہرے پہ کچھ کچھ شرمندگی کے آثار بھی صاف نظر آ رہے تھے۔

"وہ دراصل۔۔۔ میں نے اپنی مورننگ ٹی نہیں پی ہے نا، جبھی۔"، اس نے دھیرے سے کہا تو ہارون کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھے گیا۔ پھر تھوڑا سا پیچھے کو ہو کر آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"مگر ٹی تو آپ نے صبح میرے سامنے پی تھی؟"، ہارون نے کچھ نا سمجھی سے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگی۔ پھر انگلیاں مروڑتے ہوئے گویا ہوئی۔

"نہیں، وہ مورننگ ٹی نہیں تھی۔ وہ تو ڈان ٹی تھی۔"، اس نے ہلکی سی آواز میں کہا تو ہارون کو محسوس ہوا گویا اس کا سر واقعتاً چکرا گیا ہو۔

"تو ڈان ٹی الگ ہوتی ہے اور مورننگ ٹی الگ؟"، وہ جیسے اس منطق پہ جتنا حیران ہوتا، اتنا کم تھا۔ انشرہ نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ پیشانی مسل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیں، آئیں آپ کو آپ کی "مورننگ ٹی" پلا دوں۔"، وہ سر جھکائے اسے دیکھتا "مورننگ ٹی" پہ خاصا زور دے کر بولا تو وہ مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مورننگ ٹی کا تو ابھی وقت نکل گیا ہے۔ آپ ایسا کریں مجھے آفٹر نون ٹی پلا دیں۔۔۔ بارہ تو ویسے بھی بجنے ہی والے ہیں۔"، وہ کہہ کر رکے بغیر، اسے ایک بھی نظر دیکھے بغیر، سرعت سے وہاں سے قدم آگے بڑھا گئی۔ پیچھے ہارون کچھ پل کے لیے حیران سا کھڑا رہنے کے بعد مسکرا کر سر جھٹک کر اس کے پیچھے ہی چلا گیا تھا۔

نمونی تھی یہ بھی پوری!

Posted On Kitab Nagri

https://www.kitabnagri.com☆☆☆

بارہ مئی،2024

دوپہر تین بجے۔۔۔

دن کے اس پہر بیسمنٹ پورا خالی تھا۔سارے ورکرز اور ٹیم ممبرز وغیرہ لنچ کے لیے کیفٹ ایریا گئے ہوئے تھے۔نیم اندھیرے میں ڈوبا بیسمنٹ خاموش پڑا تھا۔وہیں ایک کونے میں ایک دیوار کے ساتھ لگے وہ تینوں بیٹھے،سامنے پلیٹوں میں پڑی بریانی کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھے۔

"اب آگے کا کیا سوچا ہے ؟"،بریانی سے بھرا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے صفدر نے اپنے برابر میں بیٹھے ان دونوں سے پوچھا تھا۔

"ہم نے سب پلان کرلیا ہے۔"،انشرہ نے نوالہ منہ میں چباتے ہوئے کہااور پھر سامنے پڑی منرل واٹر کی بوتل منہ سے لگائی۔

"سب کیا؟"،صفدر نے ایک بار پھر کچھ حیرت سے پوچھا جس پر ہارون نے پانی پیتے ہوئے اس کو دیکھا۔پھر پانی کی بوتل سامنے رکھ کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"جابر کے بعد باقی سب لوگ بھی میرے لیے قابل اعتبار نہیں ہیں۔ہم ہیراڈھونڈنے میں ان کی مدد

Posted On Kitab Nagri

تو لے سکتے ہیں۔ مگر آگے کے سارے پلانز صرف کچھ اہم لوگوں تک ہی محدود رہیں گے۔"، ہارون نے کہنا شروع کیا تو انشرہ بھی چمچ منہ میں رکھتی سر اثبات میں یوں ہلانے لگی جیسے اس کی بات سے اتفاق کرتی ہو۔

"مثلاً؟"، صفدر نے اس کی بات سن کر کچھ پر سوچ انداز میں آنکھیں سکیڑے پوچھا تو وہ گلا کھنکھار کر گھوم کر پوری طرح سے اپنا رخ اس کی طرف کر کے اسے دیکھنے لگا۔

"یار کیا ہے؟ پورا ویو ہی بلاک کر دیا۔"، انشرہ چڑ کر کہتی ہارون کے پیچھے سے سامنے ہی آ گئی، یوں کہ اب وہ ان دونوں کو با آسانی دیکھ سکتی تھی۔ وہ تینوں گول دائرے کی صورت بیٹھے اب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"میری ٹیم سے میں اور تم۔۔۔"، صفدر کی جانب اشارہ کر کے ہارون نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کیس کی مزید تفتیش کے لیے کام کریں گے۔"

پھر ہارون نے نگاہیں پھیر کر انشرہ کو دیکھا جو سنجیدہ سی لگتی تھی۔

"تم اپنی ٹیم کا سب سے بھروسہ مند ممبر چن لو۔ وہ تمہارے ساتھ اس کیس میں شامل رہے گا۔"، ہارون نے انشرہ کو دیکھ کر کہا تو انشرہ جھنیپ کر مسکرا دی۔ ہارون کے تو مانو، سر پہ لگی تلووں پر بجھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اب اس میں مسکرانے والی کیا بات تھی، مس انشرہ؟"، وہ تپ ہی تو گیا تھا۔

"نہیں۔۔۔وہ میں مسکرائی تو نہیں تھی۔۔۔وہ تو میں بس۔۔۔"، وہ مسکراہٹ سمیٹ کر کچھ سنجیدہ ہو گئی۔

"میں بس کیا؟"، ہارون نے کڑے تیور لیے پوچھا۔ ابرو اٹھار کھی تھی۔ اف اس کا یہ انداز۔۔۔روح تک کپکپا دے!

"وہ اصل میں سب سے زیادہ بھروسہ مند تو جابر ہی تھا۔"، انشرہ نے کچھ ہلکی سی آواز میں دھیرے سے جواب دیا تو جہاں صفدر کا زوردار قہقہہ گونجا، وہیں ہارون کا سر چکرا ہی گیا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔بھروسے والے لوگ ایسے ہیں تو باقی سب کیسے ہوں گے!"، ہارون نے سر جھٹک کر اس کو دیکھ کر کہا تو وہ پھر سے مسکرا دی۔ "خیر! پھر ہم تینوں کو ہی کرنا ہو گا جو کرنا ہو گا۔"

"اوکے ایلفا!"، صفدر نے مسکرا کر کہا تو ہارون نے خفیف سا سر ہلایا۔

"اوکے۔۔۔ایلفا۔"، اگلے ہی پل انشرہ نے بھی صفدر کے ہی انداز میں کہا تو ہارون کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

☆☆☆

Posted On Kitab Nagri

"ہارون!"۔برہان بلند آواز میں اسے پکارتا بیسمنٹ میں آیا تھا جہاں وہ تینوں زمین پہ بیٹھے مسکراتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔برہان کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔لب کپکپا رہے تھے۔ آنکھوں میں نمی کا تاثر تھا۔

ہارون فوراً ہی کھڑا ہو کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا مگر اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر تیزی سے اس کے قریب آیا تھا۔

"کیا ہوا ہے،برہان؟"،کچھ پریشانی سے پوچھا تو برہان نے بے اختیار ہی اس کا ہاتھ تھاما۔اس کا ہاتھ بھی شدید کپکپاہٹ کا شکار تھا۔

"ماں جی کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے،ہارون۔مجھے ہسپتال جانا ہو گا۔"،وہ پریشانی سے بولا تو ہارون نے تفکر سے اسے دیکھا۔

"تم سب سنبھال لو گے نا؟"،برہان نے یقین دہانی کرنے کو پوچھا تو ہارون نے کچھ توقف کے بعد سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ہاں مگر۔۔۔"،وہ ابھی کچھ کہہ ہی رہا تھا کہ برہان نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ اس کا دل اندر تک کٹ کر رہ گیا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہارون۔ سیکیوریٹی اپنی جگہ۔۔۔ مگر میرا جانا اس وقت بہت ضروری ہے۔۔۔ پلیز ہارون۔"، برہان جانتا تھا کہ سیکیوریٹی کے پیش نظر کسی کو بھی میوزیم سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے، تبھی منت بھرے لہجے میں بولا۔ ہارون کو چپ ہی ہونا پڑا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ مگر کوشش کرنا کہ جلدی واپس آ جاؤ۔"، ہارون نے کچھ نرمی سے کہا تو برہان بے اختیار اس کے گلے لگ گیا۔

"ہمت کرو، برہان۔"، ہارون نے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے کہا تو برہان بھی سر ہلاتا الگ ہو گیا۔

"میری ماں جی کے لیے دعا کرنا، ہارون۔"، وہ کہتا ہوا تشکر سے اسے دیکھتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ انشرہ اور صفدر نے بھی بے اختیار ہارون کو دیکھا تھا، جواب ان کی جانب مڑا تھا۔

"اب کیا کرنا ہے؟"، انشرہ نے دھیرے سے پوچھا تو ہارون ہلکا سا مسکرایا۔ گال کا گڑھا واضح ہوا تھا۔

"تلاشی۔"، یک لفظی جواب دیا تو وہ دونوں ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب؟ کس چیز کی تلاشی؟"، صفدر نے پوچھا تو وہ پھر سے مسکرایا۔

"برہان کے آفس روم کی تلاشی۔"، اس نے دھیرے سے کہا تو وہ دونوں منہ کھولے اسے دیکھے گئے۔

Posted On Kitab Nagri

"مطلب ؟"، شدید حیرت اور شاک کے عالم میں انشرہ نے اس سے پوچھا تو وہ شانے اچکا کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دونوں بھی پیچھے ہی دوڑے تھے۔

☆☆☆

تاریک پڑے سرد سے روم میں اے سی نے فضا کو سرد کر رکھا تھا۔ یہ سرد سی خاموشی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کیے دیتی تھی۔ تمباکو کی بو فضا میں رچی بسی ہوئی تھی۔ اس خاموشی میں ہر ایک دو سیکنڈز میں ایک کلک کی آواز گونجتی۔ تاریک روم کے ایک جانب اسکرین کے سامنے بھوری آنکھوں اور بھورے بالوں والا آدمی بیٹھا تھا۔ آنکھوں میں وہی سرد سا تاثر تھا۔

وجیہہ کسرتی ہاتھوں میں ایک پین پکڑ رکھا تھا جسے بار بار کھولتا بند کرتا، وہ لب سیے، اسکرین پہ نظر آتے منظر کو دیکھ رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے سیگار منہ سے لگائے وہ ہر کچھ دیر میں دھوئیں کے مرغولے فضا کے سپرد کرتا جا رہا تھا۔ ایک آگ سی تھی جو دل میں جلی ہوئی تھی۔ جس کو بجھانا ناممکن لگتا تھا۔ ایک خواہش کا دیپ تھا تو جلتا جا رہا تھا۔ ایک پلان تھا جس پہ وہ پچھلے ایک سال سے چل رہا تھا۔ ایک مقصد تھا جو قریب نظر آ رہا تھا۔

بھوری آنکھوں سے اسکرین پہ نظر آتی میوزیم کی سی سی ٹی وی فوٹیجز کو دیکھتا، وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ جبھی

Posted On Kitab Nagri

دروازہ کھولا گیا تو ایک لمبی چوں کی آواز پیدا ہوئی۔ بھوری آنکھوں والے نے ضبط اور بے زاری کے ملے جلے تاثرات سے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔ لب بھینچے تھے۔ البتہ چہرہ موڑ کر نو وارد کو دیکھنے کی زحمت تک نہیں کی تھی۔https://www.kitabnagri.com

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

نووارد دھیرے سے قدم قدم چلتا، آکر اس کے برابر میں کھڑا ہو گیا اور دھیرے سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

"کیسے ہو؟"، وہ اب اس سے پوچھ رہا تھا۔ بھوری آنکھوں والے نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو عجیب سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ چہرہ اس کے ساتھ ساتھ ہم سب کے لیے بھی کافی شناسا تھا۔ کوئی ایسا جسے پہلے دیکھا ہوا تھا ہم سب نے۔

خیر چھوڑو!

"تم بتاؤ۔ تم کیسے ہو؟ میں تو ہمیشہ ٹھیک ہی رہتا ہوں۔"، بھوری آنکھوں والے نے آنکھیں گھما کر کچھ بیزاری سے جواب دیا تھا۔ لہجہ میں بھی خوب بیزاری تھی۔

"میں تو بہت اچھا ہوں۔"، نووارد نے مسکرا کر جواب دیا تھا اور کچھ ہی فاصلے پہ پڑی میز کو گھسیٹ کر کچھ قریب لایا، لائٹر اور کچھ دوسرا سامان پرے کیا اور ایک ادا سے میز کے کونے پہ بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔ بھوری آنکھوں والے نے نظریں پھیر کر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا، جو ایک شریر سا تپانے والا تاثر لیے اسے ہی تک رہی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"کیامسئلہ ہے؟ کیوں نازل ہوئے ہو یہاں؟"، اس نے اکتا کر پوچھا تھا۔ عجیب چڑ ہو رہی تھی۔

"تمہارا حال احوال پوچھنا تھا۔ جانتا ہوں کہ بڑے شاک میں ہو تم۔۔۔ ظاہر ہے تمہاری ایک سال کی محنت کے پھل کا آدھا حصّہ 'میں' جو لینے آگیا ہوں۔"، ایک تپانے والے انداز میں آنکھ مارتے ہوئے وہ بولا تو اس کا جی چاہا کہ اسے خوب پیٹ کر یہاں سے باہر پھینک دے۔ مگر بمشکل خود پر ضبط کر کے بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔

"بہت اچھا لگا سن کر کہ تم میرا حال پوچھنے آئے ہو۔ دیکھ لیا نا اب مجھے؟ صحیح سلامت ہوں۔ اب یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"، اس نے بمشکل خود پہ ضبط کے کڑے پہرے بٹھا کر کہا تو نووارد قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ پھر اس کے شانے کو تھپتھپاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئی ہوپ دیٹ یو آر فیلنگ سو گڈ آفٹر میٹنگ می۔"، وہ آنکھ مار کر کہتا، ایک شان اور ادا سے قدم اٹھاتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ پیچھے اس نے مٹھی بند کر کے زور سے میز پر دے ماری تھی۔ غصہ شدید تھا۔ اشتعال بھی۔ مگر وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔

باہر جاتے ہوئے شخص نے اس کاٹھ کباڑ میں سے راستہ بناتے ہوئے ایک شیطانی مسکراہٹ لیے، چہرہ موڑ کر اس بھورے دروازے کو دیکھا تھا۔ پھر ہنستا ہوا سر جھٹک کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چل

Posted On Kitab Nagri

گیا تھا۔https://www.kitabnagri.com

☆☆☆

وہ کیفٹ ایریا کے ایک کونے کی میز پہ بیٹھا، فون پہ چہرہ پوری طرح جھکائے، کھٹا کھٹ ٹائپ کرتا جا رہا تھا۔ شاید کسی سے محو گفتگو تھا۔ کیفٹ ایریا میں خوب رش تھا۔ ایک جھنڈ سا تھا جو وہاں موجود باتوں میں مصروف تھا۔ لوگ ادھر ادھر کی باتیں کرتے، ساتھ ساتھ لنچ بھی کر رہے تھے۔

جبھی اس کے سامنے آ کر کرسی گھسیٹ کر ایک لڑکے بیٹھا تو اس نے موبائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا کر رہے ہو؟"، سامنے بیٹھے لڑکے نے مسکرا کر پوچھا تو وہ موبائل جھٹ سے آف کرتا، پینٹ کی جیب میں اڑستا، ہاتھ باہم ملاتا، آگے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں۔ تم بتاؤ۔ کیسے ہو؟"، اس نے مسکرا کر پوچھا تھا۔ دل زوروں کا دھڑک رہا تھا۔ کہیں اس نے اس کے فون پہ کچھ دیکھ تو نہیں لیا تھا؟

اور اس خیال پہ جان فنا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ دل گویا حلق میں آ کر زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔ کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔ تم بتاؤ۔ کس سے بات کر رہے ہو؟"، وہ مسکرا کر پوچھ بیٹھا تو سعد کچھ الرٹ سا ہو

Posted On Kitab Nagri

کر سیدھا ہوا۔ اس لڑکے نے ضرور کچھ نہ کچھ دیکھا تھا۔

"امی سے بات کر رہا ہوں۔"، ایک جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے جواب دیا تو مقابل سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

"اچھا خیر۔۔۔ جابر کے گھر والوں سے کوئی بات وغیرہ ہوئی تمہاری؟"، اس نے پوچھا تو سعد کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ کیوں ساری وہی باتیں کر رہا تھا؟ مطلب جابر کی؟ اور کس سے بات کر رہے ہو، وغیرہ وغیرہ؟

"نہیں میری تو نہیں ہوئی۔ تمہاری؟"، سعد نے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

"میری بات کیوں ہو گی؟ تم سے تو میں نے اس لیے پوچھا ہے کیونکہ تم اس کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔ تمہارا بیسٹ فرینڈ تھا نا وہ۔"، اس نے یونہی عام سے انداز میں جواب دیا تو سعد کو گویا یقین سا ہو گیا کہ واقعی میں یہ کچھ نہ کچھ جانتا ہے۔

"میرا بیسٹ فرینڈ نہیں تھا وہ۔ تم جاؤ یہاں سے۔"، وہ ہڑبڑا کر کہتا ہوا تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے جانے کا کہنے کے باوجود، خود لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا، وہاں سے چلا گیا۔ وہ بیچارا لڑکا اسے جاتا دیکھ کچھ حیرت سے شانے اچکا گیا۔ پتا نہیں کیا ہو گیا تھا اسے؟

☆☆☆

Posted On Kitab Nagri

راہداری بالکل خالی پڑی تھی۔ کوئی بھی نظر نہ آتا تھا۔ گویا سب ابھی لنچ سے لوٹے نہیں تھے۔ وہ ان دونوں سے کافی آگے آگے بڑھتا، تیز تیز قدم اٹھاتا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار سے رفتار ملانا کم از کم انشرہ کے بس کی بات تو ہرگز نہیں تھی۔ صفدر تو پھر بھی کچھ ہی قدم پیچھے تھا اس سے۔

انشرہ پھولے سانسوں کے ساتھ تقریباً دوڑتی ہوئی اس تک آئی اور مڑ کر بازو سینے پہ باندھے اس کے بالکل سامنے آ کھڑی ہوئی۔ وہ جو چلتا جا رہا تھا، یکدم ہی اس نے خود کو بریک لگائی اور کچھ ناگواری سے اسے دیکھنے لگا۔ اگر جو وہ نہ رکتا تو ان دونوں کی ٹکر یقینی تھی۔

"دماغ گھوم گیا ہے کیا؟"، وہ تنک کر پوچھنے لگا۔ چہرے پر برہمی صاف واضح تھی۔ انداز و لہجہ ناگواری لیے ہوئے تھا۔

"نہیں۔۔۔ میرا تو نہیں، مگر تمہارا دماغ گھوما ہوا ہی لگ رہا ہے مجھے۔"، وہ بھی اسی کے سے انداز میں پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی تو ہارون نے ایک بیزار سی سانس خارج کر کے اسے دیکھا۔ ہاتھ بیزاری سے پہلو میں گرائے تھے۔

"کیا ہے اب؟ بول بھی دو۔"، وہ چڑ کر بولا تو انشرہ نے چند سانسیں لے کر اپنا تنفس بحال کیا، اور پھر اسے یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

Posted On Kitab Nagri

"تم پاگل ہو گیا؟ ہم برہان کے آفس روم کیوں جارہے ہیں؟"، وہ پوچھنے لگی تو ہارون نے بے زاری سے سر جھٹکا۔ وہ بے وقوف تو تھی ہی، مگر اتنی بے وقوف ہو گی، اسے اندازہ نہ تھا۔

"تم واقعی اتنی بے وقوف ہو یا بن رہی ہو؟ تمہیں اب تک سمجھ نہیں آئی کہ یہ سب برہان کر رہا ہے؟"، وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔ ہاتھ باندھے۔۔۔ ابرو اچکائے۔۔۔ ناگواری سے۔ انشرہ کو ایک جھٹکا ہی تو لگا تھا۔ وہ بپھر کر اس کے قریب آئی تھی۔ آواز قدرے بلند ہو گئی تھی۔

"تم۔۔۔ تم پاگل ہو گیا؟ نہیں، تمہارا دماغ چل گیا ہے۔"، وہ سر نفی میں ہلاتی افسوس اور بے یقینی کی ملی جلی کیفیت میں بولی تھی۔

"مس انشرہ۔۔۔ میرا دماغ تو چل رہا ہے۔۔۔ مگر آپ کا گھاس چرنے گیا ہوا ہے۔۔۔ گھاس چر لی ہو تو اسے مہربانی فرما کر واپس بلا لیں۔"، وہ بولا تو انشرہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ ایک تو یہ آدمی طنز کرنے اور اس کو بے وقوف ثابت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا، ہاں؟"، غصہ تو بہت آیا تھا، مگر فی الوقت پی گئی۔ ابھی کام زیادہ ضروری تھا۔ اس جن کا کیا بھروسہ، کہیں ٹیم سے ہی ایکسپیل نہ کر دے۔

"دیکھو۔۔۔ ہمیں برہان کے کمرے کی تلاشی لینی ہے۔ اس بات کا تو مجھے یقین ہے کہ وہ ہی ہے اس

Posted On Kitab Nagri

سب کے پیچھے۔۔۔ مگر ہمیں فی الوقت اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے روبی اس کے روم میں تلاش کرنا ہو گا۔"، ہارون نے اپنا موقف پیش کیا تو انشرہ کو کچھ پل کے لیے اس کی دماغی حالت پہ شبہ سا ہوا۔ پھر آنکھیں سکیڑے، ایک قدم قریب آکر اسے دیکھا۔ بازو سینے پہ لپیٹ رکھے تھے۔

"مسٹر ہارون زمان۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔ اگر ہم سپوز کر بھی لیتے ہیں کہ یہ سب برہان کا کام ہے، تو کیا پھر بھی، وہ اتنا بے وقوف ہو گا کہ چوری کر کے ہیرا اپنے ہی آفس روم میں رکھے گا؟ اور تو اور، پھر ہیرا ایہیں رکھ کر کہیں چلا بھی جائے گا؟ آر یو ریئلی ان یور سینسز؟"، وہ بولی تو ہارون یکدم ٹھہر سا گیا۔ صفدر نے بھی اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا تو اس نے سر موڑ کر اسے دیکھا۔

"انشرہ ٹھیک کہہ رہی ہے، ایلفا۔"، صفدر نے بھی بولا تھا۔ ہارون کو یکدم ہی اپنا آپ دنیا کا بے وقوف ترین انسان لگا۔ یہ تو واقعی اس نے نہیں سوچا تھا۔ شرمندگی سی شرمندگی تھی۔ اتنا بے وقوف کیسے ہو سکتا تھا وہ؟

"دیکھو ایلفا۔۔۔ ایک اور بھی ممکن بات ہے۔"، انشرہ نے اب کے اسے مخاطب کیا تو وہ اسے دیکھنے لگا۔ نظروں سے کچھ دیر پہلے والی برہمی عنقا تھی۔ وہاں صرف ایک شرمندگی کا سا تاثر تھا۔

"اگر وہ واقعی میں چور ہے، تب تو اس نے اپنے آفس روم میں کیمرہ بھی لگا رکھا ہو گا۔۔۔ تو اگر ہم جا کر

Posted On Kitab Nagri

اس کے کمرے کی تلاشی لیتے ہیں، تو اس کو تو پتا چل جائے گا اور وہ روبی کہیں اور چھپا دے گا۔"، انشرہ کی دوسری بات میں بھی دم تھا۔

"اف ہارون زمان! تم واقعی دنیا کے سب سے بے وقوف ترین آدمی ہو۔"، اس نے دل ہی دل میں خود کو ملائمت کی تھی۔https://www.kitabnagri.com

وہ اب بھی بول ہی رہی تھی۔ سمجھداری سے۔ عقلمندی سے۔

"تو اب تم ہمیں بتاؤ۔۔۔ کہ تمہیں کیوں لگا ایسا کہ برہان ہے اس سب کے پیچھے؟"، وہ اب کے کچھ نرم سے لہجہ میں بولی تو ہارون نے ایک گہرا سانس خارج کر کے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ دونوں اس کے بولنے کے ہی منتظر تھے۔

"کسی ایسی جگہ چلو جہاں کوئی نہ ہو۔"، ہارون نے ذرا سنجیدگی سے کہا تو وہ دونوں سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے باہر بنے لان کی جانب چلنے لگے۔ وہ بھی سر جھکائے ان کے پیچھے پیچھے ہی تھا۔

☆☆☆

"ہاں ایلفا۔۔۔ اب بولو۔"، انشرہ نے لان میں گھاس پر اس کے سامنے ہی بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ باری باری ان دونوں کو دیکھ کر بولنے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"اس رات، جب روبی چوری ہوا تھا، تو میں اس کے آفس روم میں گیا تھا۔۔۔

(منظر دورات پہلے چلا گیا تھا۔رات کا ایک بج رہا تھا۔سب لوگ بیسمنٹ میں موجود تھے۔روبی چوری ہو چکا تھا۔رحمان نے اس خوشبو کے بارے میں بھی بتادیا تھا۔ہارون پریشانی کے عالم میں برہان کے آفس روم کی جانب بڑھا تھا۔اسے اس کو اس کلیو کے بارے میں مطلع کرنا تھا۔۔۔اسی موتیے کی خوشبو والے کلیو کے بارے میں۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو برہان سامنے لیپ ٹاپ پہ کام کرتا نظر آیا۔اسے آتا دیکھ کر سر اٹھا کر ہلکا سا مسکرایا اور پھر سے لیپ ٹاپ پر متوجہ ہو گیا۔ہارون چلتا ہوا جا کر کرسی کھینچ کر اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

اس کے بعد کچھ دیر تک وہ اسے نئے کلیو کے متعلق بتاتا رہا تھا۔مگر توقع کے بالکل برعکس، جب وہ وہاں سے اٹھا تو وہ مسئلہ کو حل کر دینے کے بجائے مزید الجھا ہوا تھا۔دماغ میں دھکم پیل چل رہی تھی۔ایک وقت میں دس پندرہ ممکنات، دس پندرہ باتیں چل رہی تھیں۔انتہائی الجھے ہوئے سے انداز میز جب وہ اٹھ کر باہر جانے لگا تو اسے برہان کی میز کے بالکل برابر میں ایک سفید رنگ کا بکسہ پڑا نظر آیا۔

یونہی اس کی نظر پڑی تو اسے اس بکسے پر ایک چڑیا بنی ہوئی دکھی تھی۔سفید رنگ کی چڑیا۔۔۔سرخ

Posted On Kitab Nagri

آنکھوں والی۔۔۔اس وقت اس کا ذہن اس قدر پریشانی اور الجھن کا شکار تھا کہ دھیان اس عجیب و غریب سی شے کی جانب گیا ہی نہیں اور وہ اٹھ کر باہر چلا آیا۔ دروازہ بند کر کے جب وہ آگے بڑھ رہا تھا تو اسے جابر راہداری کے دوسرے سرے سے اس کی جانب آتا دکھائی دیا۔

وہ ہاتھ جھلاتا ہوا آ رہا تھا، اسے دیکھ کر کچھ ٹھہر سا گیا مگر پھر اسے یونہی ادھر ادھر دیکھ کر آگے بڑھتا دیکھ، وہ چلتا ہوا آکر اس کے برابر میں سے گزر کر نکل گیا۔ ہارون اب بھی اسی کنفیوژن اور پریشانی میں گھرا بیسمنٹ واپس آگیا تھا۔)

"اور پھر اس کے بعد ہم نے وہ چڑیا فوٹیج میں دیکھی تھی۔۔۔تب مجھے لگ رہا تھا کہ میں نے یہ چڑیا کہیں دیکھ رکھی ہے، مگر اس شناسائی کو میں نے یوٹیوب کی ان ویڈیوز پہ معمور کر دیا جو میں نے اس چڑیا کے بارے میں دیکھی تھیں۔۔۔یاد مجھے ابھی کچھ دیر پہلے آیا ہے کہ وہ بکسہ تو میں نے برہان کے آفس روم میں بھی دیکھا تھا۔"، وہ بول کر خاموش ہوا تو خاموش پڑے لان میں گہری خاموشی چھا گئی۔

انشرہ اور صفدر بھی کچھ کچھ بے یقینی، اور کچھ کچھ ناسمجھی میں ڈوبے نظر آ رہے تھے۔ ہارون نے اب کے ان دونوں کو دیکھا تھا جو کسی گہری سوچ میں غلطاں نظر آتے تھے۔

"کیا ہوا؟"

Posted On Kitab Nagri

اس کے پوچھنے پر انشرہ نے سر نفی میں ہلایا تھا۔ صفدر اچانک ہی کچھ سوچتے ہوئے پر سوچ انداز میں یہاں سے وہاں گردن گھما گھما کر دیکھنے لگا تو ہارون نے بے ساختہ ہی اسے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟"

"اگر۔۔۔ تمہارے کہنے کے مطابق برہان نے ہی یہ سب کیا ہے۔۔۔ تو وہ تو پچھلے دو دنوں سے ہمارے ساتھ یہیں ہے۔۔۔ وہ تو کہیں بھی نہیں گیا۔"، صفدر نے پر سوچ انداز میں کہا تھا۔ انشرہ اور ہارون بھی اس کی جانب ہی متوجہ ہوئے تھے۔

"سو اگر۔۔۔ وہ اپنے آفس روم میں وہ ہیرا نہیں رکھ سکتا۔۔۔ جو کہ ظاہر ہے وہ نہیں رکھے گا، تو ایسی کوئی جگہ اس کے پاس موجود ہو گی جہاں وہ یہ ہیرا رکھ سکے۔ گیا تو وہ کہیں بھی نہیں ہے۔"، اس نے دھیرے سے بولا تھا۔ ان دونوں نے بھی سر سمجھ کر اتفاق کرتے ہوئے اثبات میں ہلایا تھا۔ وہ تینوں کچھ مطمئن سے ہو کر ادھر ادھر لاشعوری طور پر دیکھنے لگے تھے۔ جبھی انشرہ کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔ وہ یکدم ہی بری طرح ٹھٹھک کر سیدھی ہوئی تھی۔

"ایک منٹ۔۔۔ ہم کیسے یہ سوچ سکتے ہیں کہ وہ کہیں بھی نہیں گیا۔"، اچانک ہی انشرہ کی بے یقینی اور شاک میں ڈوبی آواز آئی تو وہ دونوں یکدم ٹھہر کر اسے دیکھنے لگے۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ تو ابھی ابھی ہمارے سامنے، ہماری آنکھوں میں دھول جھونک کر جا بھی چکا ہے۔"، وہ دھیرے دھیرے شاک کے زیر اثر بولی تو ان دونوں کو بھی اپنے آس پاس دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔ بے ساختہ ہی ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

تو کیا برہان سلیم ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جا چکا تھا؟ روبی کو لے کر کہیں دور؟ بہت دور؟ جہاں تک ان کی رسائی ناممکن تھی؟

"اب۔۔۔ اب کیا ہو گا؟"، صفدر کی پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے نکلی تو ہارون نے بے ساختہ ہی تھکاوٹ سے سر دونوں ہاتھوں میں گرا دیا۔ وہ معاملات کو سلجھانے کی جتنی کوشش کرتے جا رہے تھے، وہ مزید الجھتے چلے جا رہے تھے۔ منزل جتنی قریب لگنے لگتی، اچانک ہی اس سے دوگنی دور چلی جاتی۔

سمجھ سے باہر تھا کہ کیا کرے۔ اچانک ہی وہ ہڑبڑی میں اٹھ کھڑا ہوا تو انشرہ اور صفدر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے۔ ہارون تیزی سے وہاں سے بھاگتا چلا گیا تھا۔ ان دونوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ انشرہ اٹھنے لگی تو صفدر نے اسے روک دیا۔

"اسے کچھ دیر اکیلے رہنے دو۔۔۔ اسے کمپوز ہونے کی ضرورت ہے۔ لیو ہم فار ناؤ۔"، صفدر نے کہا تو وہ

Posted On Kitab Nagri

رک کر پریشانی سے اس جانب دیکھے گئی جہاں سے وہ ابھی ابھی اندر گیا تھا۔ اسے اس کے لیے بہت برا لگ رہا تھا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

☆☆☆

واش روم کا دروازہ بند کر کے وہ اندر آیا اور سنک کے سامنے کھڑے ہو کر چند گہرے گہرے سانس لیے۔۔۔ پھر خود کو دیوار پہ لگے شیشے میں دیکھ کر نل کھول کر بے ساختہ کچھ چھپکے چہرے پہ مارے۔ پھر نل بند کر کے خود کو آئینے میں دیکھا۔ آئینے میں وہ نظر آرہا تھا۔ پریشان سا۔۔۔ متفکر سا۔۔۔ بے چین اور مضطرب سا۔ خود سے الجھتا ہوا۔

چہرے سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ آنکھوں میں نمی آٹھہری تھی۔ وہ بہت بے بسی محسوس کر رہا تھا۔ دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ پھر چہرے پہ ہاتھ پھیر کر پیچھے ہوا اور ایک گہرا سانس لیا۔ پھر ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھ کر دروازہ کھول کر باہر راہداری میں نکل آیا۔ راہداری سنسان اور خالی پڑی تھی۔ کوئی زی روح ادھر ادھر نظر نہ آتا تھا۔ وہ چلتا ہوا جا کر ایک پلر کے ساتھ ٹیک لگا کر وہیں کھڑا ہو گیا۔ بے بسی سی بے بسی تھی۔

"جب انسان کو لگ رہا ہوتا ہے کہ وہ سب کچھ ہار بیٹھا ہے، کبھی کبھی اس وقت ہی اللہ اس کے نصیب میں فتح لکھ رہا ہوتا ہے۔"، اس کے بابا کے سالوں پہلے کہے گئے الفاظ سماعتوں میں گونجے تو وہ وہیں ستون کے ساتھ زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔ پھر سر ہاتھوں میں تھامے، آنکھیں موندیں۔ اندر باہر جیسے سناٹا

Posted On Kitab Nagri

چھانے لگا تھا۔ اسے بھی اپنی زد میں لینے لگا تھا۔

"ہار ہی تو نہیں ماننی ہوتی ہے ہمیں۔۔۔ ہار مان لی تو اپنے حصہ کی جو جنگ لڑ چکے ہیں، وہ بھی اپنے ہی ہاتھوں سے ضائع کر دیتے ہیں ہم۔"، وہ کہا کرتے تھے۔ ہارون نے آنکھیں مسلی تھیں، پھر سر اٹھا کر سنسان پڑی راہداری کو دیکھا۔

"وقت ضائع نہ کیا کرو۔۔۔ اٹھ کر، ہتھیار تھام کر، آگے کی جنگ کی پلاننگ کیا کرو۔ وقت چلا جائے تو واپس نہیں آیا کرتا۔۔۔ ہمیں وقت کے ساتھ چلنا ہوتا ہے۔ وقت ہمارے ساتھ نہیں چلتا۔"

ایک اور آواز کہیں دور سے سماعتوں میں سکون گھول رہی تھی۔ ایک احساس سکون کا رگ و پے میں دوڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ دماغ کچھ پر سکون محسوس کر رہا تھا۔

اس نے سر ستون سے ٹکا کر ایک گہرا سانس لیا تھا۔

"چلو۔ اٹھو۔ تیاری کرو۔ مضبوط بنو۔۔۔ مرد بنو۔ مرد سر جھکا کر نہیں چلا کرتے۔"

بابا اسے اپنے پاس بٹھا کر، اس کے ہاتھ تھام کر اکثر ہی یہ بات کہا کرتے تھے۔ جب وہ باہر سے لڑ کر روتا بلکتا ہوا ان کے پاس آیا کرتا تھا۔

"آئی بلیو ان یو، ہارون۔"، کوئی نرم سی، روح میں سکون اتارتی نازک سی نسوانی آواز اس کی سماعت

Posted On Kitab Nagri

میں گونجی تو وہ افسردگی سے دھیرے سے زخمی سا مسکرایا تھا۔ یہ آواز، اس میں جھلکتا بھروسہ، اس کی نرمی۔۔۔ یہ اسے ہمیشہ تقویت دیا کرتی تھی۔

"ہارون، پتا ہے کیا؟ مجھے لگتا ہے کہ آپ آل ان ون ہیں۔ آپ سب کر سکتے ہیں۔ اور مجھے آپ کی یہی بات بے حد پسند ہے۔"، وہ اس سے کہا کرتی تھی۔۔۔ پیار اور اپنے ازلی نرم لہجے میں۔۔۔ وہی جو ہلکے بھورے بالوں والی تھی۔۔۔ وہی جس کی آنکھیں ہیزل رنگ کی تھیں۔۔۔ وہی جو ہارون کو بے حد عزیز تھی۔

"ہارون، آپ بہت اچھے ہیں۔"، وہ اس سے اکثر کہا کرتی تھی۔ عقیدت سے۔ نرمی سے۔ محبت سے!

"آپ بہت ٹیلنٹڈ ہیں۔"، وہ ہمیشہ اس کی یونہی تعریف کیا کرتی تھی۔ اس کے منہ پہ اور اس کے پیٹھ پیچھے، وہ ہمیشہ اس کی تعریف ہی کیا کرتی تھی۔ وہ اس کا ڈریم مین تھا۔ وہ اس کی سب سے بڑی فین تھی۔

ہارون ہنوز یونہی اسی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے دھیرے سے مسکرایا تھا۔ پھر سر اٹھا کر سیدھا ہوا تھا۔ جیب سے فون نکال کر اس پہ کچھ نمبرز ڈائل کیے تھے۔ چند ساعتیں گھنٹی جاتی رہی تھی، پھر اگلی جانب سے ایک نسوانی آواز گونجی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ہیلو۔"، کوئی لڑکی اگلی جانب سے کہہ رہی تھی۔

"ہیلو۔۔۔اربیہ۔ہارون بات کر رہا ہوں۔"، اب کے اس کے لہجے سے کچھ دیر پہلے والی مایوسی غائب تھی۔ایک نئی ہمت باندھی تھی اس نے۔ہمیں خود کو ہمّت بھی خود ہی دلانی ہوتی ہے۔

"ہاں ہارون۔۔۔پہچان گئی میں۔بولو۔"، وہ اگلی جانب سے نرمی سے بولی تھی۔

"ایک نمبر بھیج رہا ہوں تمہیں۔۔۔اور ایک ڈیوائس کوڈ بھی۔ٹریس کرنا ہے اس بندہ کو۔کر دو گی؟"، وہ بات مکمل کر کے یقین دہانی کے لیے پوچھنے لگا تو اگلی جانب سے وہ مسکرا کر کھکھلا دی تھی۔

"تو یہ تو طے ہے کہ ہارون زمان اربیہ یوسف زئی کے پاس صرف کام کے لیے آتا ہے، ہاں؟"، اربیہ اگلی جانب سے بولی تو وہ بھی سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔"، وہ بولا تو وہ تلخی سے مسکرا دی۔

"جیسے میں تو تمہیں جانتی ہی نہیں۔"، وہ بولی تھی۔بھوری آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔"اچھا بھیج دو مجھے تم وہ ڈیٹیلز۔میں تمہیں آدھے گھنٹے تک بتاتی ہوں۔"

"تھینک یو سوچ اربیہ۔۔۔میں تمہیں ڈیٹیلز بھیج دیتا ہوں۔"، وہ مسکرا کر بولا تو وہ بھی اگلی جانب مسکرا دی تھی۔چلو اپنے مطلب کے لیے ہی سہی، وہ اسے یاد تو رکھے ہوئے تھا نا!

Posted On Kitab Nagri

"اوکے۔۔۔خدا حافظ۔"، وہ بول کر فون رکھنے ہی لگی تھی کہ ہارون بول پڑا۔

"تم بہت اچھی ہو اربیہ۔"، وہ مسکرا رہا تھا۔ شانے سے بوجھ سرکا تھا سو اب اسے اپنے شانے بھی ہلکے پھلکے محسوس ہو رہے تھے۔

"ہاں یہ تو میں جانتی ہوں۔"، وہ بھی شانے اچکا کر ہنس دی تھی۔

https://www.kitabnagri.com☆☆☆

وہ واپس لان میں چلتا ہوا آیا تو اسے وہ دونوں اسی سابقہ پوزیشن میں بیٹھے، کچھ بات کرتے ہوئے نظر آئے۔ وہ مسکراتا ہوا جا کر ان کے پاس آ کھڑا ہوا تو ان دونوں نے ہی بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کو مسکراتے دیکھ وہ دونوں ہی حیران ہوئے تھے۔

"کیا ہوا تجھے؟"، صفدر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے مقابل آ کر اس کو شانے سے تھام کر پوچھنے لگا تو ہارون کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"ایلفا؟ تم ٹھیک تو ہو؟"، اب کے انشرہ بھی کچھ متفکر سی کھڑی ہو کر اس کے سامنے آ گئی تھی۔ ہارون پھر سے دل کھول کر مسکرایا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، ٹیم۔۔۔گیئر اپ۔ ہم برہان کو ڈھونڈنے کے لیے جا رہے ہیں۔"، وہ مسکرا کر

Posted On Kitab Nagri

بولا تو انشرہ نے ایک قدم قریب آکر اسے حیرت سے دیکھا۔

"برہان بھاگ چکا ہے، ایلفا۔۔۔ ہم خالی ہاتھ ہیں۔"، انشرہ نے جیسے اس کی عقل پہ ماتم کیا تھا۔ہارون پھر سے مسکرایا تھا۔

انشرہ کو کچھ بھی جواب دیئے بغیر وہ صفدر کی جانب مڑا تھا۔

"اربیہ آرہی ہے، صفدر۔۔۔ وہ ہماری ہیلپ کرے گی۔"، اس نے بتایا تو صفدر کی آنکھیں باقاعدہ پھیلی تھیں۔منہ کھلا تھا۔چہرے پہ حیرت کے تاثرات آئے تھے۔

"وہ؟؟؟ وہ اربیہ؟"، اس نے حیرت کی زیادتی سے منہ کھول کر پوچھا تو انشرہ کے ذہن میں بھی اس نام کو پراسیس کرنے کے بعد کچھ کلک ہوا تھا۔وہ بھی آگے بڑھ کر ان دونوں کے برابر میں ہی آئی تھی۔

"وہ؟؟؟ وہ یونی والی اربیہ یوسف زئی؟"، وہ بھی پہچان گئی تھی۔وہ اسے بھول بھی کیسے سکتی تھی؟ بلکہ اربیہ یوسف زئی کو تو وہ کبھی بھی نہیں بھول سکتی تھی۔ہارون نے اسے دیکھ کر مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔انشرہ بے ساختہ ہی ایک قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"اس۔۔۔اس کو کیوں بلایا ہے؟"، بے ساختہ ہی اس کی زبان نے یہ الفاظ ادا کیے تو ہارون اور صفدر نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔اس کے چہرے پہ کوئی عجب سا تاثر تھا جسے وہ دونوں کوئی نام نہ دے

Posted On Kitab Nagri

سکے تھے۔

"کیا مطلب؟"، ہارون حیران ہوا تھا۔ اس کا حیران ہونا بنتا بھی تھا۔ "وہ ہماری مدد کرے گی۔"

"ت۔۔۔ تم ایسا کرو کہ اسی کے ساتھ کام کرلو۔۔۔ میری ضرورت تو ویسے بھی تمہیں نہیں رہی۔"، وہ ایک گہرا نم سانس لیتی مڑی تھی اور اگلے ہی پل لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئی تھی۔ وہ دونوں حیرت میں گھرے اس کی پشت کو تک رہے تھے۔ اسے کیا ہو گیا تھا یہ؟ یوں اچانک؟

وہ دوڑتی ہوئی میوزیم کے داخلی دروازے میں گم بھی ہو چکی تھی۔ وہ دونوں حیران سے اب کے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

☆☆☆

ان ڈور کیفٹ ایریا بالکل خالی تھا۔ فضا میں خاموشی گھلی ہوئی تھی۔ کوئی سوئی بھی گرتی تو شور پیدا ہوتا۔ گویا ایک سناٹا سا تھا جو ہر شے کو اپنے شکنجے میں لیے ہوئے تھا۔

صرف ایک کونے کی میز کے اوپر، پیر کرسی پہ رکھ کر بیٹھی، وہ تکلیف دہ تاثرات چہرہ پہ سجائے، کسی گہرے دکھ کے زیر اثر لگتی تھی۔ دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔ مٹھی بھینچ رکھی تھی۔ لب سختی سے آپس میں پیوست کر رکھے تھے۔ سیاہ آنکھوں میں حزن اور نمی ٹھہری تھی۔

Posted On Kitab Nagri

اربیہ یوسف زئی۔۔۔جہاں سے اس کی تکلیف کا باب شروع ہوا تھا۔۔۔جہاں سے اس کی اذیت بھری زندگی کی شروات ہوئی تھی۔۔۔اربیہ یوسف زئی اس کی دکھتی رگ پہ پیر رکھنے ایک بار پھر سے آرہی تھی۔وہ اذیت والے لمحے پھر سے یاد کروانے آرہی تھی۔

اس کا حلق شدید ضبط کے مارے دکھنے لگا تھا۔اذیت سی اذیت تھی۔تکلیف ہی تکلیف تھی۔

جبھی دھیرے سے کیفٹ ایریا کا دروازہ کھلا تھا اور دبے قدموں کوئی چلتا ہوا اندر آیا تھا۔اس نے سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔وہ یونہی سر جھکائے اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔وہ قدم قدم چلتا اس تک آیا تھا۔ پھر اسے نرمی سے دیکھتا ہوا اس کے پیر کے نیچے سے کرسی گھسیٹ کر اسی کرسی کو ہتھیلی سے ہلکا سا صاف کر کے بیٹھ گیا۔انشرہ نے چہرہ اب بھی نہ اٹھایا تھا۔پاؤں اب جھولنے لگے تھے۔

"مس انشرہ کریم۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں؟"،نرمی سے بات کا آغاز کیا تو انشرہ نے چہرہ اب بھی نہ اٹھایا۔

"میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے،ہارون؟"،وہ بولی تو ایک گرم گرم آنسو گال پہ سے لڑھک کر نیچے جا گرا۔ہارون نے دکھ اور افسوس سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا ہوتا ہے؟"،نرمی سے پوچھا تھا۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں۔"، یکدم ہی انشرہ نے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر سر اٹھایا تھا۔

آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ چہرہ ستا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

"آر یو شیور؟"، اس کا لہجہ آج سے پہلے اتنا میٹھا کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔اور انشرہ کے لیے تو بالکل بھی نہیں۔ انشرہ کے لیے اس کا یہ نرم سا لہجہ حیران کن تھا۔ اس نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟"، پھر وہی نرمی!

"تم اتنے اچھے کیسے ہو گئے، ایلفا؟"، وہ شدید حیرت میں مبتلا، پوچھ رہی تھی۔ اس کی بات سن کر ہارون دھیرے سے ہنس پڑا تھا۔

"چھوڑو اس بات کو۔۔۔اور یہ بتاؤ کہ اربیہ سے تم کو کیا مئلہ ہے؟"، اس نے پوچھا تو انشرہ نے خلاف توقع نگاہیں چرا کر چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔

"چھوڑو اس بات کو۔۔۔تم یہ بتاؤ کہ یہاں کیوں آئے ہو؟"، سوال نظر انداز کر کے اس نے اسی کے سے انداز میں پوچھا تو ہارون بے ساختہ ہی ہنس دیا۔ انشرہ نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ ہنستے ہوئے بڑا پیارا لگتا تھا وہ۔۔۔سوچ کر اگلے ہی لمحے انشرہ نے خود کو اندر ہی اندر ڈپٹا تھا۔

"تمہیں کیا ہے وہ جیسا بھی لگے؟ اچھا لگے یا پھر بھوت جیسا ڈراونا؟"، اس نے خود کو ڈانٹا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"آخر کو میری ٹیم کی سیکنڈ ایلفا ناراض ہو کر یہاں چلی آئی ہے۔۔۔میرا یہاں آنا تو بنتا تھا، نہیں؟"، اس نے ابرو اٹھا کر کہا تو وہ بے اختیار مسکرا دی۔

"ناراض نہیں ہوئی میں۔۔۔"، پھر یونہی چہرہ سیدھ میں رکھے، آنکھوں میں حزن لیے، کچھ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی تو ہارون ہنس دیا۔

"پھر کیوں منہ پھلائے یہاں بیٹھی ہو تم؟"، ہارون نے ہلکے پھلکے سے انداز میں پوچھا تھا۔ انشرہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔چہرہ پہ۔۔۔اور اس مسکراہٹ میں تلخی چھپی تھی۔ اذیت چھپی تھی۔ مگر اس تلخی اور تکلیف سے اس کے سوا صرف اس کا خدا واقف تھا۔ دلوں کے حال خدا سے بہتر کون جانتا ہے بھلا؟

"بس ایسے ہی۔۔۔ چھوڑو ان سب باتوں کو۔ تم جا کر اربیہ کو ریسیو تو کر لو۔ پہنچ گئی ہو گی وہ یہاں۔"، اس نے لہجہ ذرا سا ہشاش بشاش کر کے مسکرا کر کہا تو ہارون اسے دیکھ کر مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ہاں۔ اوکے۔۔۔ٹیک کیئر۔"، مسکراتے ہوئے کہہ کر وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ دروازہ کھول کر صفدر اندر داخل ہوا تھا۔ ان کی جانب دیکھتے ہوئے وہ مسکراتا ہوا ان تک ہی آ رہا تھا۔ انشرہ اس کو دیکھ کر ابھی ہلکا سا مسکرائی ہی تھی کہ اس کے پیچھے آتی لڑکی کو دیکھ کر اس کی مسکراہٹ یکدم ہی سمٹی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

سفید جینز پہ ہلکے گلابی رنگ کی ٹاپ پہنے، ہلکے ہلکے سرخ ڈائی شدہ بال ایک اونچے سے میسی جوڑے میں مقید کیے، ہاتھ میں ایک چھوٹا سا سفید کلچ تھامے، وہ نیلی آنکھوں والی لڑکی مسکراتی ہوئی ان تک آرہی تھی۔ آنکھیں یوں تو اس کی اصل میں سیاہ رنگ کی تھیں مگر اس وقت لینز لگا رکھے تھے۔ ہارون کو دیکھتے ہوئے نظریں جونہی اس کے پیچھے میز پہ بیٹھی انشرہ تک گئیں، اربیہ کی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے سمٹی تھی۔

انشرہ نے سر جھٹک کر رخ موڑا تھا۔ اربیہ یوسف زئی کو حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا تھا۔ انشرہ کریم کو دیکھنے کی توقع تو خیر اسے نہیں تھی یہاں۔

"السلام علیکم اربیہ۔۔۔ ہاؤ آر یو؟"، ہارون مسکرا کر کہتا اس کی جانب بڑھا تھا۔ اس کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔ وہ بمشکل مسکرائی تھی۔ یوں تو بظاہر وہ ہارون کو دیکھ رہی تھی، مگر کن اکھیوں سے وہ میز پہ بیٹھی انشرہ کو ہی دیکھ رہی تھی۔ یہاں آتے وقت جو اتنا اچھا موڈ تھا، وہ تمام مسرت اور خوشی خاک ہو گئی تھی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ کیسے ہو تم، ہارون؟"، وہ بمشکل مسکرا کر پوچھنے لگی تو وہ مسکرا دیا۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ اوور ہیئر، انشرہ سے ملو۔"، وہ پیچھے انشرہ کی جانب اشارہ کر کے ذرا مسکرا کر بولا تو

Posted On Kitab Nagri

اربیہ اسے دیکھ کر ایک قدم آگے بڑھی۔ گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ ہاتھ ایک پل کے لیے کپکپائے تھے۔

"ہیلو مسز رعنہ۔"، وہ مسکرا کر بولی تو وہ، جو ابھی ہلکے سے مسکرا کر جواب دینے ہی لگی تھی، یکدم ہی اس کی زبردستی کی سجائی ہوئی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی۔ ہارون نے بے اختیار صفدر اور صفدر نے بے اختیار انشرہ کو دیکھا تھا۔

"مس انشرہ کریم۔"، انشرہ نے ضبط سے بھینچی ہوئی مٹھی مضبوطی سے بند کیے، بمشکل تصحیح کی تھی۔

اربیہ اچانک ہی جھینپ کر مسکرادی تھی۔

"اوہ سوری۔۔۔ آئی فور گوٹ۔"، وہ کچھ خجل سی ہو گئی تھی۔ اس کے ذہن سے واقعی وہ سب نکلا تو نہ تھا، مگر زبان اسے یہی کہنے کی عادی تھی، سو زبان سے پھسل گیا تھا۔ وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔

"مجھے یہاں سے چلنا چاہیے۔"، انشرہ پیر زمین پہ رکھتی، میز سے اترتی ہوئی، کسی کی بھی جانب دیکھے بغیر آگے بڑھی تھی، جب ہارون نے بے اختیار اس کی کلائی تھامی تھی۔ اربیہ نے ہارون کے ہاتھ میں تھامی اس کی کلائی دیکھتے ہوئے جلتی ہوئی آنکھیں اٹھا کر ہارون کا چہرہ دیکھا تھا۔

انشرہ نے بھی بے ساختہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"کیوں جا رہی ہو؟"، وہ کچھ پریشانی اور حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔ انشرہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا تھا۔

"یہاں اب میری کوئی ضرورت نہیں ہے، اسی لیے یہاں سے جا رہی ہوں۔"، اس نے جواب دیا تو ہارون اسے دیکھتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہ ٹیم اور یہ کیس تمہارے بغیر نامکمل ہے، مس انشرہ کریم۔"، اس نے مسکرا کر بولا تو انشرہ بمشکل نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ میں فریش ہو کر آتی ہوں۔"، وہ جلدی جلدی میں کہتی ہوئی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑواتی وہاں سے چلی گئی تھی۔ ہارون نے اس کی پشت کو دیکھ کر ایک گہرا سانس لیا تھا، پھر مسکرا کر اریبہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"ہاں تو۔۔۔ ریڈی ہو تم؟"، اس نے پوچھا تو اریبہ نے ہلکی سی نم آنکھوں سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

☆☆☆

واش روم میں آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے چند گہرے گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی تھی۔ آنسو ابل پڑے تھے۔ حلق میں اٹکتا آنسوؤں کا گولہ گویا آنکھوں سے باہر آ

Posted On Kitab Nagri

گرا تھا۔ جلتی آنکھوں سے خود کے آئینے میں جھلکتے عکس کو دیکھتی، وہ بہت دکھ میں گھری لگتی تھی۔

"تم کیوں اتنی جذباتی ہو رہی ہو، انشرہ؟"، یکدم ہی اس کا عکس سینے پہ بازو باندھ کر اسے مخاطب کر بیٹھا تھا۔ وہ کچھ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ آنکھوں میں نمی اور حزن ٹھہرا تھا۔

"تم تو اتنی مضبوط ہو۔۔۔ لوگوں کی باتوں کی کیا پرواہ کرنا؟"، وہ مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔ ہاں وہی۔۔۔ اس کا عکس!

"میں کیا کروں؟ زخم ادھیڑنے کے لیے اربیہ یوسف زئی جو آ پہنچی ہے۔"، وہ متورم آنکھیں لیے بول رہی تھی۔

"اچھا صحیح ہے۔ رو لو، انشرہ۔۔۔ ہم انسان ہیں۔ ہمیں رونے کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔"، عکس اس سے کہہ رہا تھا۔ اور وہ رو ہی تو رہی تھی۔ اس بات کو سن کر اس کے رونے میں مزید روانی آ گئی تھی۔

"ہاں، مجھے رونا چاہیئے۔۔۔ میں انسان ہی ہوں۔ عام انسان۔۔۔ مجھے رونا چاہیئے۔"، وہ روتے روتے سلیب پہ ہاتھ رکھے جھکے ہوئے تھی۔ خود سے یہ اعتراف کیا کیا، دل یکدم پھوٹ پھوٹ کر رونے کا چاہا، اور اس نے دل کی بات مانتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔ سالوں کی اذیت تھی جو اندر ہی اندر پلتے ہوئے اب کے حد سے سوا ہونے لگی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ کافی دیر تک روتی رہی تھی۔۔۔سسکتی رہی تھی۔۔۔ہچکیاں کھاتی رہی تھی۔

☆☆☆

آسمان پہ گہرا نیلا جامنی سا اندھیرا چھانے لگا تھا۔ہوائیں تیز چل رہی تھیں۔میوزیم کے لان میں موجود درختوں کے پتے پھڑپھڑا رہے تھے۔پرندے آشیانوں پر جانے کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔

وہ تینوں کیفٹ ایریامیں میز کے گرد بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔انشرہ کو گئے کافی دیر ہو گئی تھی۔اب کے ہارون کو پشیمانی ہونے لگی تھی۔وہ ٹھیک نہیں تھی،اس بات کا اندازہ تو ہارون کو اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ہو چکا تھا۔

وہ اٹھ کر اس کے پاس جانا چاہتا تھا،اس کی خیریت کی یقین دہانی کرنا چاہتا تھا۔جبھی کیفٹ ایریا کا دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر آتی دکھائی دی تھی۔دھلا دھلایا چہرہ،سرخ آنکھیں،متوازن چال چلتے ہوئے وہ آکر میز پہ لگی چوتھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تھی۔

اسے دیکھ کر ان چاروں کو ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ روتی رہی ہے مگر بات اور ذکر کسی نے نہ چھیڑا۔یوں ظاہر کیا گویا کسی نے اس کی سرخ،متورم اور سوجی ہوئی آنکھیں دیکھی ہی نہیں ہیں۔کسی نے اس کی سرخ پڑتی ناک دیکھی ہی نہیں ہے۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

https://www.kitabnagri.com

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھاہوا دنیاتک پہنچاناچاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کررہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یاشاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"ہاں توکیاڈیسائیڈ کیاہے آپ لوگوں نے؟"،وہ پوچھ کر سنجیدگی سے ان کو دیکھ رہی تھی۔ہاتھ باہم ملا رکھے تھے۔آنکھیں سنجیدہ کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔اب وہ روئے گی نہیں،یہ توطے تھا۔وہ

Posted On Kitab Nagri

دوسروں کے سامنے آنسو بہانے والی لڑکی نہیں تھی۔

"برہان سلیم کا موبائل، اور وہ ٹریسر جو ہارون نے اس کے کوٹ پہ لگایا تھا، وہ دونوں یہیں میوزیم میں ہیں۔ اگر ایسا ہے کہ وہ اپنا موبائل اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہے، تو وہ پھر اسی میوزیم میں ہے۔"، اربیہ نے کچھ نظریں ادھر ادھر گھماتے ہوئے انشرہ کے سوال کا جواب دیا تو اس نے محض "ہوں" کہنے پر اکتفا کیا۔ وہ اس سے زیادہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اور اب ہم اسے ڈھونڈیں گے کیسے ؟"، انشرہ نے ہارون کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ یوں مخاطب کیا تھا اسے جیسے اس کے علاوہ یہاں کوئی تھا ہی نہیں۔

"اب ہم میوزیم میں چاروں اور پھیل کر اسے ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ، اگر اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو گا۔"، ہارون نے ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا تو اربیہ نے بغور اس کی مسکراہٹ دیکھی تھی۔ بے اختیار گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ اس نے نگاہیں چرائی تھیں۔

"ہوں۔۔۔ فائن۔ تو اب ہم کیا اسٹریٹیجی لڑائیں گے ؟"، اس نے اب کے صفدر کی جانب مڑ کر پوچھا تو صفدر مسکرایا۔ انشرہ کو دیکھ کر تو وہ ویسے بھی مسکراتا رہتا تھا۔ ہارون نے یہ بات کافی پہلے ہی نوٹ کر لی تھی۔ اب بھی اس نے صفدر کی مسکراہٹ بغور دیکھی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ہم چاروں الگ الگ طرف جائیں گے۔ اپنا موبائل آن رکھیں گے۔ جیسے ہی کوئی بھی کلیو ملتا ہے، ہم ایک دوسرے کو کال یا پھر میسج کر کے مطلع کر دیں گے، رائٹ؟"، سنجیدگی سے کہنے کے بعد اس نے آخر میں ہارون کی جانب دیکھ کر تائید چاہی تھی۔ ہارون نے سنجیدگی سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"اور باقی ٹیم ممبرز کا کیا؟ ان کی کوئی مدد نہیں لینی ہے تو ان کو واپس بھیج دیتے ہیں۔ کیوں؟"، انشرہ نے اب کے ہارون کی جانب مڑ کر کچھ تلخی سے کہا تھا۔ لہجہ تیز تھا۔ ہارون کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔ انشرہ کا لہجہ کافی دیر بعد پہلے جیسا تلخ ہوا تھا۔ کچھ پل اسے دیکھنے کے بعد وہ دھیرے سے سر نفی میں ہلانے لگا۔

"نہیں ان کو بھیجنا نہیں ہے ابھی۔۔۔ ابھی ان کی ضرورت کسی بھی وقت پڑ سکتی ہے ہمیں۔"، اس نے جواب دیا تو انشرہ بے نیازی سے شانے اچکاتی سر موڑ گئی تھی۔ اسے جیسے ان کو استعمال کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

بات چیت ہو چکی تو وہ اٹھ کر باہر چلی آئی۔ لان میں چہل قدمی کرتے ہوئے وہ دور تک پھیلے سبزہ کو دیکھ رہی تھی۔ لبوں پہ ایک تلخ سی مسکراہٹ بکھری تھی۔ ہوا سے اڑتے بال بار بار منہ پر آ رہے تھے۔ ہاتھ پہلو میں گرائے، وہ آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

جبھی اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا گمان ہوا تو یکدم چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا۔ اس سے کچھ فاصلے پہ

Posted On Kitab Nagri

اربیہ کھڑی اس تک آتے آتے رک گئی تھی۔اس کو خود کو دیکھتا پا کر سر شرمندگی سے جھک گیا تھا۔

لب کاٹتی وہ ہاتھ پیچھے باندھے شرمندگی سے چہرہ جھکائے ہوئے وہیں کھڑی ہو گئی تھی۔

"یہاں کیوں آئی ہو؟"، انشرہ نے بال پیچھے کرتے ہوئے کچھ تیز لہجے میں پوچھا تھا۔اسے جیسے اربیہ کی موجودگی اپنے آس پاس بھی برداشت نہیں تھی۔اربیہ نے شرمندگی سے جھکا سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔آنکھیں ہلکی سی نم تھیں۔

"آئی ایم سوری انشرہ۔"،اس کی آواز اور اس کے لہجہ میں شرمندگی تھی۔

"کس لیے؟"، شانے اچکا کر سختی سے پوچھا گیا وہ یک لفظی سوال اس کی ساری ہمت نچوڑ گیا تھا۔

"انشرہ پلیز۔۔۔میں واقعی شرمندہ ہوں۔"

"مجھے تمہاری شرمندگی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔تمہاری شرمندگی سے پہلے میری زندگی قدرے بہتر تھی۔یقین کرو۔"،اس کے لہجے میں اتنی تلخی تھی کہ حد نہیں۔دل چاہ رہا تھا کہ یہاں سے بھاگ کھڑی ہو۔اتنی دور چلی جائے کہ کوئی اسے وہاں ڈھونڈ نہ سکے۔کوئی اس تک پہنچ نہ سکے۔

"میں مانتی ہوں کہ مجھے وہ سب نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔مگر میرا یقین کرو۔۔۔میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔۔میں نے عروبہ کو منع بھی کیا تھا۔سمجھایا بھی تھا۔۔۔مگر وہ نہیں سن رہی تھی۔"،اربیہ نے

Posted On Kitab Nagri

اپنی پوزیشن کلیئر کرنی چاہی تھی۔ مگر انشرہ سن ہی کہاں رہی تھی؟

"عروبہ نے جو کچھ کیا، اس کا حساب میرا اللہ لے لے گا۔ سو مجھے اب کسی سے کچھ نہیں کہنا ہے۔"، انشرہ نے قطعیت سے کہتے ہوئے رخ موڑ کر قدم آگے بڑھا لیے تھے، جبھی اربیہ کے اگلے الفاظ نے اس کے بڑھتے قدم ساکت کر دیئے تھے۔

"عروبہ کی ڈیتھ ہو چکی ہے، انشرہ۔ اس نے اپنے کیے کی پوری سزا کاٹی ہے۔۔۔ پہلے اس کے بڑے بیٹے کی ڈیتھ ہوئی، پھر اس کی شادی ٹوٹی، پھر اس کے دوسرے بیٹے کا بھی ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ زندگی بھر کے لیے معذور ہو گیا۔۔۔ پھر۔۔۔ (وہ رکی تھی۔ سانس لیا تھا۔ اگلی بات کہنا آسان نہ تھی۔) پھر اس کو کینسر ہو گیا۔۔۔ وہ خوبصورتی جس پہ کبھی اسے ناز ہوا کرتا تھا، آہستہ آہستہ وہ ماند پڑتی گئی۔۔۔ پھر، ابھی ایک سال پہلے، وہ انتقال کر گئی۔ اس کا بیٹا اپنے ماموؤں کے ہاں ہے۔ دربدر ہو رہا ہے۔ اس کا کوئی خیال رکھنے والا نہیں ہے۔۔۔ سب برباد ہو گیا، انشرہ۔ اس کی زندگی بھی تباہ ہو گئی بالکل تمہاری زندگی کی طرح۔۔۔ بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ۔" وہ کہتی جا رہی تھی اور انشرہ سن پڑتے دماغ کے ساتھ اسے سنتی جا رہی تھی۔ کیا اللہ نے واقعی اس کا بدلہ لے لیا تھا؟

کیا اللہ یوں نظروں کے سامنے ہی انصاف کر دیتا ہے؟

Posted On Kitab Nagri

بڑی مشکل سے اس نے مڑ کر اربیہ کو دیکھا تھا جو نمی چھلکاتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی اذیت اس کے چہرہ پہ صاف درج تھی۔اس کی شرمندگی بھی۔

"اوہ تو اللہ نے میرا بدلہ لے لیا؟"،انشرہ نے کچھ بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو اربیہ نم آنکھوں کے ساتھ سر جھکا گئی۔اسے انشرہ سے وہی روایتی سی امید تھی کہ وہ عروبہ کا حال سن کر روئے گی،کچھ ہچکچائے گی۔مگر وہ شاید بھول گئی تھی کہ سامنے انشرہ کریم کھڑی تھی،انشرہ رعنہ نہیں۔

"تو اب تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں تاکہ اللہ تم سے ویسا بدلہ نہ لے جیسا عروبہ سے لیا، رائٹ؟"،انشرہ نے جیسے اس کے ذہن کی بات پڑھ کر نہایت آرام سے کہا تو اربیہ نے جھٹکے سے اسے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔وہ اس کی سوچ،اس کا خیال پڑھ گئی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ میں۔۔۔"،الفاظ نہیں بن پڑ رہے تھے۔زبان پر سو قفل پڑے معلوم ہو رہے تھے۔ اذیت سی اذیت تھی۔پچھتاوا سا پچھتاوا تھا۔

"یو نو واٹ؟؟؟"،اب کے انشرہ کچھ نرمی سے کہتی ہوئی اس تک چلتی ہوئی آئی تھی۔

"میں نے صرف ایک بار بددعا دی تھی تم دونوں کو۔۔۔اور پھر (وہ مسکرائی تھی) وہ بددعا بھی واپس لے لی تھی۔"،اربیہ کی آنکھیں پھیلی تھیں۔سماعت پر یقین چاہ کر بھی نہیں آرہا تھا۔تو کیا انشرہ کریم

Posted On Kitab Nagri

نے انہیں معاف کر دیا تھا؟ کیا واقعی؟ پھر عروبہ کے ساتھ وہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اگر وہ اس کی بد دعا کی وجہ سے نہیں ہوا تو کیوں ہوا؟

"میں نے تم دونوں کو معاف کر دیا تھا۔ مگر جانتی ہو، عروبہ کے ساتھ وہ سب کچھ کیوں ہوا؟"، اب کے اس نے کہا تو اربیہ کو مزید گہرا شاک لگا۔ وہ کیسے اس کا دماغ پڑھ رہی تھی؟ "کیونکہ انسان معاف بھی کر دے تب بھی گناہ گناہ ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں دل دکھانے اور مجھے تکلیف پہنچانے کے لیے معاف کیا تھا مگر تم لوگوں نے تو گناہ بھی کیا تھا۔۔ اور گناہ کی سزا تو ملے گی نا؟"

"م۔۔۔میں۔۔۔"، وہ کہہ ہی رہی تھی کہ انشرہ ایک قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"تم مجھ سے دور رہو اربیہ یوسف زئی۔ میں تمہاری شکل دیکھ رہی ہوں تو گڑھے مردے اکھڑتے محسوس ہو رہے ہیں۔"، وہ کہہ کر بغیر کچھ سنے سمجھے وہاں سے چلی گئی تھی۔ پیچھے اربیہ نے آنسو پیتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا تھا۔ جبھی پاس کھڑے درخت کے پیچھے سے کسی کے قدموں کی آواز آئی تو وہ بے اختیار ایک ہی جست میں وہاں تک پہنچی۔

"تم؟"، وہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھی جواب کچھ شرمندہ سا ہو گیا تھا۔

☆☆☆

Posted On Kitab Nagri

شام کا اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا۔ نیلی جامنی سی روشنی ہر اور بکھری ہوئی تھی۔ ٹھنڈی سی ہواؤں نے چل کر موسم کو تازگی بخشی ہوئی تھی۔ ایسے میں میوزیم نیم روشن سا ہوا ہوا تھا۔ وسیع رقبے پہ پھیلے میوزیم میں کہیں کہیں روشنی جلی نظر آرہی تھی۔

ایسے میں میوزیم کا پچھلا حصّہ اندھیر پڑا تھا۔ کاٹھ کباڑ اس اندھیرے میں نظر تک نہ آتا تھا۔ وہیں اس اندھیرے میں کہیں سے اچانک ہی ایک ٹارچ لائٹ آن ہو گئی تھی جس سے آس پاس بکھرا سامان کچھ کچھ نظر آنے لگا تھا۔

بھوری چمکتی آنکھوں سے ادھر ادھر روشنی مار کر دیکھتا ہوا وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اچک اچک کر، چھلانگ مار مار کر وہ یہاں سے وہاں دیکھ رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ اس جگہ پہنچا تھا جہاں اس نے کل صبح جابر کی لاش پڑی دیکھی تھی۔ وہ جگہ اب بھی خونم خون ہو رہی تھی۔ سوکھا ہوا خون زمین پر جما ہوا تھا۔

عجیب سی خون کی بو بھی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کھل کر سانس لینا محال ہو گیا تھا۔ وہ ناک پر ہاتھ رکھتا آگے بڑھ گیا تھا۔ ابھی وہ ایک قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ نظر سامنے زمین پہ لگے نشانات پر پڑی تھی۔ خون کے نشانات، زمین پہ گھسیٹتے جاتے ہوئے وہ سرخ سے خون کے نشانات۔

وہ حیرت اور شاک کے زیرِ اثر ایک قدم آگے بڑھا تھا۔ وہ نشانات دور تک جاتے نظر آرہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

بے اختیار ہی اس نے ان نشانات کا پیچھا کیا تھا۔ دماغ عجیب سی الجھنوں کا شکار تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم رکھتا ابھی کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ وہ نشانات ختم ہو گئے۔ عجیب سی الجھن سے اس نے ادھر ادھر منہ موڑ کر دیکھا تھا۔

وہاں آس پاس کچھ نہیں تھا۔ میوزیم کے پچھلے حصّے کے کچھ دروازے تھے۔ ایک دو بوڑھے درخت تھے۔ کاٹھ کباڑ تھا۔ خالی سوکھا ہوا سوئمنگ پول تھا۔ بس!

وہ پریشانی سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اب کیا کرے وہ؟

بے ساختہ ہی اس نے قدم مزید آگے بڑھائے تھے۔ آہستہ آہستہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا ہوا وہ ایک دم ہی رکا تھا۔ اسے اپنے پیچھے یا آس پاس کسی کا گمان ہوا تھا۔ فوراً ہی اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔

"کون ہے؟"، چیخ کر پکارا۔ مگر جواب کوئی نہ آیا۔ پھر اپنا وہم جان کر وہ سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا۔ ارادہ اب سامنے نظر آتے سارے کمروں کو ایک ایک کر چھان مارنے کا تھا۔ کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ تو تھا ہی نا۔ کچھ ایسا جو ان سب کی نظروں سے پوشیدہ، چھپا ہوا تھا۔ کچھ ایسا جو وہ سب مس کر رہے تھے۔ کچھ ایسا جو وہ سب فار گرانٹڈ لے رہے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

پہلا دروازہ کھولا تو وہ پرانا اور بوسیدہ سا ہونے کی سبب کھلتا چلا گیا۔ اندر پرانے میٹر، چینجر اور سائلینڈرز وغیرہ رکھے تھے۔ ایک مکمل جانچتی نظر اندر اس کمرے میں گھما کر وہ دروازہ بند کرتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔ اب دوسرے دروازے کی باری تھی۔ وہ قدم اس دروازے کی جانب بڑھاتا، آگے پیچھے بھی دیکھتا جا رہا تھا۔

دوسرا دروازہ بھورا، لکڑی کا تھا۔ خلاف توقع اس دروازہ پر لاک نہیں لگا ہوا تھا۔ اور وہ دروازہ بھی پہلے والے دروازے کی نسبت زیادہ مضبوط اور نیا معلوم ہو رہا تھا۔ ایسے جیسے کچھ سالوں پہلے لگایا گیا ہو۔ اچانک ہی سوکھے پتوں کی کھڑکتی سی مدھم آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ وہ جھٹکے سے مڑ کر چہرہ موڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا۔

"کون ہے؟"، ٹارچ لائٹ ادھر ادھر مارتے ہوئے وہ اچھی خاصی بلند آواز میں پکارا تھا۔ چہرہ پہ بے چینی کے آثار صاف نمایاں تھے۔ اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہو رہا تھا۔ محسوس ہو تا تھا گویا کوئی اس کے بالکل قریب کھڑا ہے مگر دکھتا نہیں ہے۔ اس نے بے اختیار ہی کچھ کپکپاہٹ کے زیر اثر ہاتھ میں تھامے موبائل کو آن کیا تھا۔

انگلیاں اب تیزی سے چلتیں، موبائل پر ایک نمبر ڈائل کر رہی تھیں۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے

Posted On Kitab Nagri

قطرے نمایاں ہو رہے تھے۔ایک بار پھر سے مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔یوں گویا وہاں کوئی زی روح موجود ہی نہ ہو۔اس نے بے حد بے چینی کے عالم میں فون کان سے لگایا تھا۔اگلی جانب گھنٹی جاتی جا رہی تھی۔https://www.kitabnagri.com

چوتھی گنتی پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔بے اختیار ہی اس کی جان میں جان آئی تھی۔

"ہیلو ہارون!"،وہ بولا تھا۔

"ہاں صفدر، بولو۔کیا ہوا؟"،وہ اگلی جانب سے مصروف سے انداز میں بولا تھا۔اس پر میوزیم کا اندرونی حصّہ چیک کرنے کی ذمے داری تھی۔سو وہ یقیناً وہیں موجود تھا۔

"ہارون!اوور ہیئر۔۔۔یہاں کچھ مسئلہ ہے۔۔کچھ ہے یہاں جو ٹھیک نہیں محسوس ہو رہا۔۔۔اور یہاں کوئی ہے بھی۔کوئی انسان۔۔۔"،صفدر تیزی سے پھولے تنفس کے ساتھ بولتا چلا جا رہا تھا اور اگلی جانب میوزیم کی راہداری سے گزرتا ہارون یکدم ہی رک کر سیدھا ہوا تھا۔

آنکھیں پھیلی تھیں۔اس کو سامنے راہداری کے آخری سرے پر کسی کے ہونے کا گمان ہوا تھا۔پھر بمشکل اپنا دھیان وہاں سے ہٹاتے ہوئے وہ صفدر کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"ہاں!کیا کہہ رہے تھے تم؟"،اوہ خدایا!اس نے نہیں سنا تھا۔اللہ اللہ!

Posted On Kitab Nagri

"ہارون، میں کہہ رہاہوں کہ یہاں کچھ ہے۔۔۔کوئی ہے یہاں۔"،اس نے حواس باختگی کے عالم میں ذرا چیخ کر کہاتوہارون ٹھہر سا گیا۔

"تم کہاں ہو؟"، اب کے اس نے بہت احتیاط سے قدم اس جانب بڑھاتے ہوئے دھیرے سے پوچھا تھا۔ نظریں اب بھی اسی دیوار پر جمی تھیں جس کی اوٹ سے اسے کچھ دیر پہلے کوئی جھانکتا نظر آیا تھا۔کوئی شناسا سا چہرہ جسے وہ ایک جھلک کے باعث دماغ میں پراسیس کر کے پہچان نہیں پایا تھا۔

"میں پچھلی جانب ہوں۔۔۔وہاں جہاں سے ہمیں جابر کی لاش ملی تھی۔"، صفدر نے جواب دیا توہارون رکا، پھر احتیاط سے اس کی بات سنتے ہوئے قدم اس دیوار کی جانب بڑھائے۔

"اوکے صفدر۔۔۔تم وہاں چیک کرو۔میں آتاہوں پانچ منٹ تک۔۔۔جب تک، بی کیئر فل۔دھیان سے، ہاں!"، کہہ کر اس نے بغیر کچھ مزید کہے، سنے فون رکھ دیا تھا۔ٹوں ٹوں کی آواز پہ صفدر نے بے بسی سے فون کی اسکرین کو دیکھ کر ایک گہرا سانس لیا تھا۔بہت زیادہ غصہ آیا تھا اس لمحہ ہارون پر۔

"واٹ دا ہیل!"، وہ بھن گیا تھا۔ بھلا یہ کیا طریقہ ہوا کہ بات بھی پوری نہ سنی۔ٹارچ پھر سے ادھر ادھر مارتے ہوئے وہ اس دروازے کی جانب مڑا اور ہاتھ سے اس کو ٹٹولا۔ہتھیلی پھیلا کر ادھر سے ادھر دروازے پہ پھیرتے ہوئے وہ بہت دھیان سے دروازہ کے لاک کو دیکھ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

پھر گول لاک پہ ہاتھ رکھ کر دھیرے سے گھمایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔دروازہ کھلا تو اندر ایک نیم اندھیرے میں ڈوبی چھوٹی سی جگہ تھی۔ سیمنٹ رنگ میں رنگی چار چھوٹی چھوٹی سی دیواریں جو اس کمرے کو ایک ڈربہ کا سالک دیتی تھیں۔وہ کچھ حیرت سے اس جگہ کو دیکھتا رہا۔۔۔وہاں کچھ قابل غور نہیں تھا۔ایک

Posted On Kitab Nagri

جانچتی نظر پوری جگہ پر تفصیلی انداز میں گھما کر وہ ابھی دروازہ بند کر کے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ کسی احساس کے تحت رک سا گیا۔

اس جگہ پر کوئی چیز تھی جو گویا چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ یہاں سے نہ جاؤ۔ یہاں کچھ ہے۔ کچھ اسٹریٹیجک۔ کچھ دلچسپ۔ کچھ گڑبڑ۔

ٹارچ کمرے میں گھماتے ہوئے اس نے قدم اندر کی جانب بڑھائے، پھر گردن اور ٹارچ گھما کر آگے پیچھے، دائیں بائیں ایک تفصیلی جائزہ لیا۔ ایسا کچھ نہیں تھا جس پہ غور کیا جاتا۔ کہ یکدم ہی اس کی نظر دروازے کے بالکل مقابل دیوار پر پڑی۔ سیمنٹ رنگی دیوار کے وسط میں وہ کچھ گہری سرمئی سی معلوم ہوتی تھی۔ ایک لمبی زمین سے اوپر کو آتی ریکٹینگل (چکور) سی جگہ۔

اس نے اس پہ ہاتھ رکھا تو وہ کچھ کھوکھلا سا معلوم ہوا۔ ہلکی سی دستک دی تو وہ باقاعدہ لکڑی بجنے کی سی آواز پیدا کرنے لگی۔ بس پھر کیا تھا؟ شک اختتام کو پہنچا اور یقین شروع ہو گیا۔ ایک ہی زوردار سی ٹکر پر وہ لکڑی کا دروازہ کھلتا چلا گیا تھا۔ اندر ایک بڑا وسیع سا کمرہ تھا جس کی ایک جانب ایک دیوار پہ بڑی سی اسکرین لگی تھی جس پر پورے میوزیم کی سی سی ٹی وی فوٹیجز چلی ہوئی تھیں۔

اسکرین کے سامنے ایک آرام دہ سا صوفہ پڑا تھا، جس کے سامنے ہی ایک میز پڑی تھی جس پر کچھ

Posted On Kitab Nagri

پھل وغیرہ رکھے تھے۔ میز کے بالکل آگے ایک ریوالونگ چیئر رکھی تھی۔ کمرہ اے سی سے یخ ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ سامنے دیوار پہ ایک اور لکڑی کا دروازہ تھا۔ سفید رنگ میں رنگی دیواریں ساکت وسن سی اس نووارد کو دیکھ رہی تھیں، جو خود بھی شاکڈ اور ساکت دروازے میں کھڑا تھا۔ جبھی اس کی نظر دور اسکرین کے برابر والی دیوار کے ساتھ لگی میز تک گئی تھی جس پر ایک سفید چڑیا سیٹ ہوئی فریم میں رکھی تھی۔

اسی چڑیا کے برابر میں ایک پنجہ نما چیز میں روبی ڈائمنڈ رکھا تھا۔ سرخ چمکتا ہوا، آنکھیں چندھیا دینے کی حد تک روشن اور چمکدار سا روبی ڈائمنڈ۔۔۔وہ جس کے پیچھے یہ پورا کھیل چلا ہوا تھا۔ وہی جس کے پیچھے وہ سب پانچ دنوں سے خوار ہوتے پھر رہے تھے۔ روبی ڈائمنڈ ایک شان سے اس پنجے میں سجا تھا۔

صفدر کا سانس گویا حلق میں اٹکا ہوا تھا۔ وہ سانس تھامے، آنکھیں جھپکائے بغیر اسے دیکھا جا رہا تھا۔ جبھی ایک دم ہی بہت تیزی سے قدموں کے دوڑنے کی آواز آئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر پیچھے دیکھتا، کسی نے اس کے سر پر پیچھے سے بہت زور سے وار کیا تھا۔ کوئی بہت بھاری چیز تھی جس سے اس کے سر کا پچھلا حصّہ بری طرح سے ٹکرایا گیا تھا۔

صفدر خان کا سر گھوم کر رہ گیا تھا۔ تکلیف کی شدت سے آنکھیں میچتے ہوئے اس نے سر کے پچھلے حصّہ

Posted On Kitab Nagri

پہ بے اختیار ہی ہاتھ رکھا تھا۔ہاتھ کسی چپچپے سے مائع سے گیلا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ سر چکرا رہا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ تبھی دوبارہ سے وہ شے اس کے سر پر پوری شدت سے ماری گئی تھی۔

ایک بالکل ہلکی سی درد بھری چیخ اس کے منہ سے نکلی تھی۔ آنکھوں میں نمی آٹھہری تھی۔ تکلیف حد سے زیادہ تھی۔اس کو اپنے ہوش جاتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ آنکھوں کے آگے چھاتا اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر وہ ہوش سے جاتا رہا۔ سارے جہاں میں جیسے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ وہ ہوش وخرد سے بیگانہ زمین پہ گرتا چلا گیا تھا۔ کسی کے قدموں میں۔ وہی قدم جو بھورے بوٹوں میں مقید تھے۔

چمکتے ہوئے بھورے بوٹ!

☆☆☆

وہ تیزی سے اس دیوار کی جانب بڑھا تھا۔ کسی کی تیز قدموں سے آگے دوڑنے کی آواز آئی تھی۔ بس پھر ہارون نے بھی رفتار تیز کر کے قدم اسی جانب بڑھائے تھے۔جب وہ اس دیوار کے پیچھے پہنچا تو اس سے آگے ایک راہداری میں مڑنے والے رستے پر کوئی غائب ہوتا نظر آیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہیئے۔۔۔اسٹاپ!"،وہ وہیں سے چیخ اٹھا تھا۔مقابل کے قدموں نے مزید رفتار پکڑلی تھی۔ہارون کی رفتار بھی بڑھتی چلی جارہی تھی۔

اسی راہداری میں مڑتے ہوئے اسے وہ سامنے آگے ہی آگے دوڑتا ہوا جاتا نظر آیا تھا۔سیاہ رنگ کی شرٹ اور نیلی جینز پہنے،وہ سیاہ بالوں والا دبلا پتلا سا لڑکا حواس باختگی سے دوڑتا جارہا تھا۔ہارون بھی کچھ ہی قدم پیچھے تھا جب وہ لڑکا بھاگتے بھاگتے رک گیا تھا۔ہارون بغیر رکے اس تک پہنچا تھا اور ایک ہی جست میں اسے گردن سے تھام کر اپنی جانب موڑا تھا۔

گندمی رنگت والا عام سے نقوش کا حامل وہ لڑکا سعد رضی تھا۔انشرہ کریم کا ٹیم ممبر۔ہارون نے ایک غصہ سے بھری نگاہ اس پر ڈال کر شدید بھرے ہوئے شیر کی مانند ایک زوردار چماٹ سے اس کا چہرہ لال کردیا تھا۔ہارون کا چماٹ تھا۔۔۔غصہ بھی شامل تھا۔اشتعال اتنا تھا کہ سعد کو اپنا گال دہکتا محسوس ہونے لگا تھا۔

"ہاؤ ڈیئر یو؟"،وہ دھاڑا تھا اور اس کی دھاڑ میں وہ اشتعال اور وہ جلال تھا کہ سعد رضی کپکپا گیا تھا۔

"م۔۔۔میں۔۔۔نے کچھ نہیں کیا۔"،وہ بوکھلایا ہکلایا سا لگتا تھا۔آنکھیں چھلک رہی تھیں۔آواز لڑکھڑا رہی تھی۔دل کی دھڑکن گولی کی سی رفتار پہ چل رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"بولو۔۔۔ کیا کر رہے تھے تم یہاں ؟"، ہارون اس کا گریبان تھام کر اب کے دھاڑا تو سعد کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔"، سعد روئے جا رہا تھا۔ وہ شدید خوف کے زیر اثر لگتا تھا۔

"میں نے پوچھا ہے کہ کیا کر رہے تھے تم ؟"، وہ چیخا تھا۔ بہت زور سے۔۔۔ اتنی زور سے کہ اس سے اگلی راہداری میں چلتی انشرہ بے اختیار اس کی آواز سن کر اسی طرف دوڑی چلی آئی تھی۔

"کیا ہوا ہے ؟"، وہ پریشانی سے ان تک آتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔ انداز میں نا سمجھی بھی تھی۔ اور کچھ کچھ حیرت بھی!

"سعد رضی۔۔۔ بولو!"، اب کے وہ غرایا تو سعد نے مدد طلب نگاہوں سے انشرہ کو دیکھا جس کی آنکھوں کی سختی دیکھ کر اگلے ہی پل وہ سیدھا ہوا تھا۔ سمجھ آ گئی تھی کہ وہ اس کی کوئی مدد نہیں کرے گی۔https://www.kitabnagri.com۔

"سعد۔۔۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کروں گی۔۔۔ غداری تم کرو گے تو سزا بھی تمہیں ہی بھگتنی پڑے گی، سمجھے ؟"، وہ سینے پہ بازو لپیٹے، ایک قدم قریب آتے ہوئے بولی تھی۔ ہارون کی مشتعل اور

Posted On Kitab Nagri

غصے سے بھری نظریں سعد پہ ہی گڑھی تھیں۔

"مجھے یہاں برہان سر نے بھیجا تھا۔۔۔"، وہ خوف کے زیر اثر ایک ہی سانس میں بولا تھا۔ پتلا دبلا سا جسم کپکپاہٹ کا شکار تھا۔

"برہان؟"، انشرہ نے کچھ بے یقینی اور شاک کے زیر اثر بولا تھا۔ آنکھیں شاک سے پھیلی تھیں اور سینے پہ لپٹے بازو یکدم ہی کھلے تھے۔

"ج۔۔۔جی۔۔۔برہان۔"، وہ ڈر کر بولا تو ہارون نے ایک جھٹکے سے اسے مزید قریب کیا۔ گریبان ہنوز تھام رکھا تھا۔ سرخ انگارہ آنکھیں اس کے سپید پڑتے چہرے پہ جمی تھیں۔

"وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ وہ تو ہسپتال نہیں گیا ہوا تھا؟"، انشرہ نے کچھ حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔ہارون نے ایک نظر اس کی اداکاری کو دیکھ کر سر جھٹکا تھا۔ جیسے اسے تو پتا ہی نہیں تھا کہ وہ یہیں میوزیم میں ہے۔

ایکٹر کہیں کی!

"نہیں، وہ کہیں بھی نہیں گیا تھا۔ میوزیم کے اگلے دروازہ سے جا کر پچھلے دروازہ سے اندر داخل ہو گیا تھا۔ پیچھے کی ہی طرف اس کا کمرہ بنا ہے۔۔۔ سر مجھے بچا لیں سر۔۔۔وہ مجھے بھی مار ڈالے گا۔۔۔ بالکل

Posted On Kitab Nagri

ویسے جیسے اس نے جابر کو مار ڈالا تھا۔۔۔میں مرنا نہیں چاہتا۔"، وہ ہاتھ جوڑے نیچے بیٹھتا چلا گیا تھا۔

ہارون نے بے طرح ٹھٹھک کر بے اختیار اس کو چھوڑا تھا اور بے یقینی سے ایک قدم پیچھے ہوا تھا۔

"ک۔۔۔کیا کہا تم نے؟"، اپنی آواز اسے کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔سانس رکتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔اندھیرا بصارتوں میں گھلتا محسوس ہونے لگا تھا۔ذہن میں کچھ دیر پہلے کہے گئے کسی کے الفاظ گونج رہے تھے۔ہمت جواب دینے لگی تھی۔

"ہارون، میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں کچھ ہے۔۔۔کوئی ہے یہاں۔"

صفدر کپکپاتی آواز میں اس سے کہہ رہا تھا۔ہارون زمان کا دماغ سن پڑ رہا تھا۔۔۔جسم بھی!وہ گویا بھیگتی رات میں تنہا کھڑا رہ گیا تھا۔

"میں پچھلی جانب ہوں۔۔۔وہاں جہاں سے ہمیں جابر کی لاش ملی تھی۔"

"سر وہ آدمی سائیکو ہے۔۔۔بہت زیادہ بے رحم بھی۔۔۔بہت زیادہ پاگل ہے وہ۔وہ مجھے مار دے گا۔"، سعد اب بھی روتے روتے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"ہیرا ابھی اسی کے پاس ہے، سر۔"

ہارون کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔اندر ہی اندر وہ خود کو ملامت کر رہا تھا۔کیوں وہ صفدر کی بات سن کر فورا

Posted On Kitab Nagri

اس کے لیے نہیں گیا!!!

اس نے بے اختیار اپنا سر دونوں ہاتھوں میں بھر کر چہرہ اوپر اٹھا کر سیلنگ کو دیکھا تھا۔

"ہارون؟ از ایوری تھنگ فائن؟"، انشرہ نے آگے بڑھ کر اسے تفکر سے دیکھ کر پوچھا تو وہ نم آنکھوں کے ساتھ نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں انشرہ۔۔۔کچھ ٹھیک نہیں ہے۔"، وہ دھندلی پڑتی بصارت کے ساتھ سر نفی میں ہلاتا اگلے ہی پل مڑا تھا۔۔۔اور پھر وہ دوڑا تھا۔۔۔ تیز رفتار سے۔ قدم میوزیم کے پچھلے حصّے کی جانب جا رہے تھے۔ حواس کھوتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ آنکھوں کے سامنے بار بار وہ اپنا اپنا سا چہرہ آرہا تھا۔

اس شخص کا چہرہ جو ہمیشہ ہر قدم پر، ہر مشکل میں ساتھ رہا تھا۔ دماغ سن پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ ساری آوازیں پس منظر میں جاتی محسوس ہو رہی تھیں۔ تبھی انشرہ بھی اس کے پیچھے ہی دوڑتی ہوئی اس تک آئی تھی۔

"کیا ہوا ہے، ایلفا؟ کچھ تو بتاؤ۔"، وہ بہت زیادہ پریشان و فکر مند لگتی تھی۔ چہرہ پہ نا سمجھی تھی۔

مگر وہ سن کہاں رہا تھا؟ وہ تو دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ وہ رک بھی کیسے سکتا تھا؟ رکتا تو پتھر کا ہو جاتا۔ رکتا تو آنسو ٹپک پڑتے۔ رکتا تو جیسے سانس بھی ساتھ ہی رک جاتا۔ کیسے رکتا وہ بھلا؟

Posted On Kitab Nagri

"ایلفا؟"،وہ دوڑتی ہوئی اس کے قدموں سے قدم ملانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ہارون کی رفتار ہر گزرتے لمحے تیز سے تیز ہوتی جارہی تھی۔۔۔بالکل اس کے دل کی دھڑکنوں کی طرح!

آخر کار انشرہ نے بھی اس سے پوچھنے کی کوششیں ترک کر کے خاموش رہنے کا فیصلہ کرلیا۔وہ خاموشی سے اس کے ساتھ دوڑتی ہوئی پچھلی جانب پہنچی تو وہاں بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔بالکل قبرستان کا سا سناٹا تھا۔موت جیسی خاموشی۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Posted On Kitab Nagri
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

ہارون اب بھی اس تاریکی میں بھی بغیر رکے آگے بڑھنے لگا تو انشرہ نے ایک ہی جست میں اس کا بازو تھام کر اسے روکا۔

"کیا ہو گیا ہے، ایلفا؟ اس کاٹھ کباڑ میں گرنے کا ارادہ ہے کیا؟"، وہ ڈپٹتی ہوئی بولتی ہوئی موبائل آن کرنے لگی۔ تب تک وہ اس کی گرفت سے اپنے بازو کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔ موبائل کی فلیش لائٹ آن کر کے انشرہ بھی اس کا بازو چھوڑتی اس کے ساتھ ہی اس کاٹھ کباڑ میں سے راستہ بناتی اس کے پیچھے پیچھے ہی بھاگی تھی۔

(اگلی جانب سن اور ساکت پڑی راہداری کے بیچ و بیچ زمین پہ بیٹھا سعد رضی گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ اس کا گال اب تک دہک رہا تھا۔ وہ سر جھکائے، کہنیاں گھٹنوں پہ ٹکائے، عجیب بھاری سانسوں کے درمیان بیٹھا تھا۔

جبھی اس نے سر اٹھایا تو آنکھوں میں ایک اشتعال، ایک بغاوت سی تھی۔ ایک تنفر سا تھا۔ شدید غصے

Posted On Kitab Nagri

کی ایک لہر سی تھی جو اسے اپنے دماغ اور دل کو مفلوج کرتی محسوس ہو رہی تھی۔وہ غصہ میں

تھا۔۔۔بہت زیادہ غصے میں۔

جبھی اس کی جیب میں پڑا اس کا موبائل تھرتھرایا تو اس نے لب بھینچ کر فون نکال کر اسکرین دیکھی۔

اسکرین پر "باس" کا نام چمک رہا تھا۔ایک تکلیف دہ سی مسکراہٹ اس کے چہرہ پہ نمودار ہو کر اگلے ہی

پل غائب ہوئی تھی۔بمشکل غصہ ضبط کر کے اس نے کال پک کر کے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو۔۔۔باس۔"،باس بولتے سمے جو تکلیف اور جو اذیت آنکھوں میں ابھری تھی،وہ اس کے اندر

کی نفرت کا اظہار کرنے کو کافی تھی۔اس "باس" سے اسے شدید نفرت تھی۔

"ہاں سعد۔۔۔آرہے ہیں وہ لوگ؟"،اگلی جانب سے سفاکیت سے کوئی پوچھ رہا تھا۔سعد نے چہرہ اٹھا

کر دور راہداری کے سرے کو دیکھا تھا جہاں سے وہ دونوں ابھی کچھ لمحے پہلے ہی غائب ہوئے تھے۔

"آرہے ہیں۔تیار رہیئے گا آپ۔"،اس نے نہایت سفاکی سے جواب دیا تھا۔آنکھیں جل رہی تھیں۔

"ہمم۔۔۔گڈ۔"،وہ محظوظ سے انداز میں بول کر اگلے ہی لمحہ فون کھٹاک سے بند کر کے رکھ چکا تھا۔

سعد رضی نے آنکھیں اٹھا کر راہداری کے سرے کو دیکھتے ہوئے ہتھیلی زمین پہ رکھ کر خود کو اٹھایا تھا۔

اس کے دماغ میں کچھ پک رہا تھا۔کچھ شیطانی۔

Posted On Kitab Nagri

ظاہر ہے، شیطان کے ساتھ رہ رہ کر انسان بھی شیطان بننے لگ جاتا ہے۔وہ بھی بن چکا تھا۔شیطانوں کے ساتھ رہ کر شیطان بن چکا تھا۔(https://www.kitabnagri.com)

"اب بولو۔۔۔ہوا کیا ہے؟"،وہ پھولے تنفس کے درمیان بولی تو ہارون نے نم آنکھوں سے آگے ہی آگے دیکھتے ہوئے آنسو روکنے کی ناکام کوشش کی تھی۔آنسو اگلے ہی پل بہتے چلے گئے تھے۔انشرہ پیچھے تھی سو اسے کا چہرہ نہیں دکھ رہا تھا۔

"صفدر مشکل میں ہے،انشرہ۔"،وہ کانپتی آواز میں بولا تو انشرہ یکدم ہی بری طرح ٹھٹھکی تھی۔پھر نہایت حیران اور شاکڈ سی مزید تیزی سے قدم اٹھاتی اس کے برابر میں آئی۔

"کیا بول رہے ہو یہ؟"،وہ شاکڈ سی بولی تھی۔ہارون نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔وہ بس کپکپاتا جسم لیے آگے بڑھ کر ایک ایک شے اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔جابر بھی تو یہیں کہیں ملا تھا۔کیا پتا صفدر بھی یہیں کہیں ہو۔

وہ پسینہ میں شرابور ہو رہا تھا۔ہاتھ پیر پھول رہے تھے۔انشرہ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی ادھر ادھر ڈھونڈ رہی تھی۔

"یہاں کوئی نہیں ہے،ہارون۔"،کافی دیر تک ادھر ادھر ڈھونڈتے رہنے کے بعد انشرہ نے تھک ہار

Posted On Kitab Nagri

کر اسے دیکھ کر کہا تھا۔ چہرہ پہ پسینہ تھا۔ آنکھوں میں پریشانی تھی۔ اس کی بات سن کر ہارون نے بے ساختہ ہی اپنا سر تھام کر چہرہ جھکا یا تھا۔ پھر وہ بے بسی کے عالم میں سر تھامے وہیں بیٹھتا چلا گیا تھا۔ بار بار صفدر کا مسکراتا چہرہ نظروں کے سامنے آرہا تھا۔

کوئی اس کے مضبوط جسم سے دھیرے دھیرے روح سینچ کر نکال رہا تھا۔ اسے اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ مگر بے بسی سی بے بسی تھی۔ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ سرمئی آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی۔ سانس عجیب پھولا ہوا تھا۔

"اب کیا کریں گے، ہارون ؟"، انشرہ بھی اس کے برابر میں ہی بیٹھتی، اس سے پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔ بھورے بال ہلکے ہلکے چہرے پر بھی آرہے تھے۔ پونی ڈھیلی ہو چکی تھی۔ چہرہ پر گرد سی لگی تھی۔

"انشرہ۔۔۔ صفدر کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ اسے کچھ ہوا تو میں تہلکہ مچا دوں گا۔"، نہایت غصے اور بے بسی کے مارے وہ خود سے بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ تنفس پھولا ہوا تھا۔ جسم بے جان ہو رہا تھا۔ "قسم خدا کی، برہان سلیم۔۔۔ تمہیں اپنے ہاتھوں سے ذلیل ترین اور خطرناک ترین موت نہ دی تو میرا نام بھی ہارون زمان نہیں۔"، وہ شدید ضبط اور غصے میں لگتا تھا۔ یوں جیسے اگر اس پل برہان سلیم اس کے

Posted On Kitab Nagri

سامنے آگیا تو وہ اسے جہنم واصل کرنے میں ایک لمحہ بھی نہ لگائے گا۔

"سب چھوڑو۔۔۔ یہ بتاؤ کہ ابھی اس وقت ہم کیا کریں؟"، انشرہ پریشانی سے بولی تو ہارون اسے عجیب نظروں سے دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ہارون کے چہرے سے کچھ دیر پہلے والی بے چینی غائب تھی۔

"وہ دونوں میوزیم میں ہی ہیں۔۔۔ اور صفدر کو یہیں آس پاس کسی کا گمان ہوا تھا، سو وہ یہیں کہیں ہوں گے۔ کہیں دور تو جا نہیں سکتے۔"، وہ تیزی سے کہتا جا رہا تھا۔ ساتھ ساتھ لائٹ ادھر ادھر مارتا، نظریں گھماتا، ہر شے اسکین بھی کر رہا تھا۔ اس کا دماغ اب کے تیزی سے چل رہا تھا۔

"انشرہ، اربیہ کو کال کر کے کہو کہ سیکیوریٹی ٹیمز کو پورے میوزیم میں پھیلا کر صفدر اور برہان کو ڈھونڈے۔۔۔ اب تک کی ہماری سب سے بڑی غلطی یہی تھی کہ ہم نے سب کچھ اکیلے کرنے کا سوچا۔۔۔ ہمیں سب کی مدد کی ضرورت ہے، انشرہ۔۔۔"، وہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔ انشرہ اس کے کہے کے مطابق فوراً اربیہ کو کال ملا چکی تھی۔

"ہیلو اربیہ۔۔۔"، اب وہ اسے وہی کرنے کو کہہ رہی تھی جو اس کے ایلفا نے اسے کرنے کو کہا تھا۔

ہارون آگے بڑھ کر مزید چیزیں ہٹا ہٹا کر دیکھ رہا تھا۔ اربیہ کو جلدی جلدی مختصر لفظوں میں پیغام پہنچا

Posted On Kitab Nagri

کروہ بھی اس کے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔

تبھی دور سے ہی انشرہ کو درخت کے پیچھے سے وہ تین دروازے نظر آئے تھے۔وہ اندھیرے میں گھرے پورشن میں موجود دروازے دور سے ویسے ہی بوسیدہ لگتے تھے جیسے صفدر کو لگے تھے۔

"اوور دیئر، ہارون۔۔۔وہ دیکھو۔"، وہ اسی جانب انگلی اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے بولی تو ہارون کی نگاہیں بھی ساختہ اسی جانب اٹھیں۔وہ تین دروازے ایک قطار میں کچھ کچھ فاصلے سے لگے تھے۔وہ پورشن نیم روشنی میں گھرا تھا۔

"کیا وہاں کچھ ہو سکتا ہے؟"، انشرہ نے کچھ اچھنبے سے دروازوں کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نم آنکھوں کے ساتھ اسی جانب قدم بڑھا گیا تھا۔

"بالکل، انشرہ۔وہاں ضرور کچھ ہو سکتا ہے۔"، وہ کہتا جا رہا تھا اور آگے بڑھتا جا رہا تھا۔انشرہ بھی اس کے ہم قدم ہوئی تھی۔وہ دونوں پھلانگتے، اچکتے ہوئے اسی جانب جا رہے تھے۔

وہ جیسے ہی آگے بڑھے، اچانک ہی ان کو احساس ہوا گویا آس پاس کوئی موجود ہے۔سوکھے پتوں کی کھڑ کھڑاہٹ کی آواز آئی تھی، جیسے ان پر کوئی قدم رکھ کر چڑھا ہو۔

"کون ہے؟"، وہ چیخ کر بولا تھا۔چہرہ پہ پریشانی کے ساتھ ساتھ ایک کھوج بھی ابھری تھی۔ایک

Posted On Kitab Nagri

حیرت بھی تھی۔

انشرہ بھی الرٹ سی اس کے برابر میں ہی دم سادھے کھڑی ہو گئی تھی۔ اب وہ دونوں چپ چاپ نظریں ادھر ادھر گھماتے، پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ لائٹ ادھر ادھر مارتے ہوئے وہ کافی پشیمان لگتے تھے۔

"آئی ریپیٹ۔۔۔ برہان سلیم۔۔۔ سامنے آؤ تم۔"، وہ دھاڑا تھا۔ اگلے ہی پل کسی کے تیز قدموں کی آوازیں اس اندھیرے میں سنائی دی تھیں۔ وہ دونوں مزید الرٹ ہو گئے تھے۔ ہر سو اندھیرا تھا۔ تا حد نگاہ صرف خاموش سی تاریکی چھائی تھی۔ وہ قاتلانہ تاریکی۔۔۔ وہی تاریکی جو اپنے اندر کئی گہرے راز دبائے بیٹھی تھی۔ قاتل کو بھی ساتھ ہی چھپائے ہوئے تھی۔

"برہان۔۔۔ سامنے آؤ۔"، اب کے انشرہ بھی چیخی تو دوبارہ سے کچھ تیز قدم دوڑتے ہوئے سنائی دیے۔ یوں جیسے وہ یہاں سے وہاں ہو رہے ہوں۔ ہارون ساکت سا دور بنے تین دروازوں والی دیوار کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس پر ایک کونے میں ایک بڑی الماری کی اوٹ میں کوئی سایہ صاف نظر آرہا تھا۔ یوں جیسے وہ وہیں کھڑا تھا۔ ساکت نظریں پھیر کر اس نے سر ہلکا سا موڑا تو کافی فاصلے پر ایک الماری کھڑی نظر آئی۔ اور اس الماری کے ایک پٹ کے ایک کونے پر ایک انسانی ہاتھ تھا۔۔۔ ہاتھ نے الماری کو پکڑ

Posted On Kitab Nagri

رکھا تھا۔

"برہان۔۔۔تم نظر آرہے ہو۔"، اب کے ہارون نے ایک تپتی مسکراہٹ سمیت دھیرے سے کہا تو الماری کی اوٹ میں چھپے بھوری آنکھوں والے شخص کی آنکھوں میں یکدم ہی شاک ابھرا۔ پٹ پہ رکھا ہاتھ ذرا ڈھیلا پڑا۔ دل زوروں کا دھڑکا تھا۔

"برہان، الماری کے پیچھے سے نکل آؤ۔"، ہارون نے پھر سے ذرا بلند آواز میں بولا تو برہان نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔۔اب وہ پکڑا گیا تھا۔ اب بچنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ گہری خاموشی میں اسے صرف اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں اور بھاری ہوتی سانسوں کی آواز آرہی تھی۔

مگر اتنی آسانی سے تو وہ دونوں اسے بھی نہیں پکڑ سکتے تھے۔ وہ برہان سلیم تھا۔ کوئی عام آدمی تھوڑی جو اسے پکڑا جا سکے۔ ایک سال کا پلان یوں ایک لمحہ میں تو ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اگلے ہی پل مسکراتا ہوا الماری کی اوٹ سے باہر نکل آیا تھا۔ ہاتھ پھیلائے، چہرہ پہ شیطانی مسکراہٹ سجائے، وہ بھوری آنکھیں انہی پر جمائے ہوئے تھا۔ ایک ادا سے قدم آگے بڑھاتا ہوا ان تک آتا، وہ عجیب سے انداز سے مسکرا رہا تھا۔

سیاہ رنگ کے جیکٹ کے نیچے سفید شرٹ پہنے، سیاہ پینٹ کی جیب میں ایک ہاتھ گھساتا ہوا وہ بڑی ادا

Posted On Kitab Nagri

سے ہاتھ نیچے کرتا ان کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔اس کے چہرہ پہ ایسی شیطانیت انشرہ نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔اس کے چہرہ کا سرد پن ریڑھ کی ہڈی میں ایک سنسناتی لہر دوڑا گیا تھا۔

"ہیلو مسٹر ہارون زمان۔"،وہ سرد سی آواز و لہجہ میں بولتا ہوا سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔اس کے چہرہ پہ اب کوئی خوف،کوئی ڈر نظر نہ آتا تھا۔https://www.kitabnagri.com

☆☆☆

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Posted On Kitab Nagri
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

بھورے دروازے کے پار بنے سفید رنگ کے کمرے سے منسلک باتھ روم میں وہ اس وقت سنک کے سامنے کھڑا تھا۔ سلور رنگ کے نلکے سے پانی کی تیز دھار بہتی جارہی تھی۔ برہان کے ہاتھ میں سرمئی رنگ کا بھاری سالوہے کا ایک شوپیس تھا جسے وہ اب رگڑر گڑ کر دھورہا تھا۔

اسے اب یہ سو دفعہ دھونا تھا۔ اسے او سی ڈی لاحق تھی۔ وہ ہر کام کو ایک بار نہیں، بار بار کرنے کا عادی تھا۔ ہر شے کو ایسا صاف کرنا چاہتا تھا کہ دیکھنے والے کو تو کیا، خود اس کو بھی اس شے کو دیکھ کر یقین نہ آئے کہ اس شے پہ کبھی کوئی خون بھی لگا تھا۔ کبھی اس سے کسی کا قتل بھی ہوا تھا۔ کبھی اس سے کسی کی سانسوں کے ڈور بھی توڑی گئی تھی۔

وہ کمال بے نیازی سے مسکراتا ہوا، سر جھکائے، شوپیس دھورہا تھا۔ جبھی باہر پڑا اس کا موبائل زوروں سے بجنے لگا تو اس نے بیزاری سے دانت پہ دانت جما کر اس شوپیس کو وہیں رکھا اور ہاتھ شرٹ سے پونچھتا ہوا باہر چلا آیا۔ میز پہ پڑا اس کا فون مسلسل بج رہا تھا۔ اس نے بیزاری سے دور زمین پہ پڑے

Posted On Kitab Nagri

خون میں نہائے صفدر پہ ایک نظر ڈال کر فون اٹھا کر کان سے لگایا تھا۔

"ہیلو۔"، وہ بولا تھا۔ انداز بے نیازی لیے ہوئے تھا۔

"وہ دونوں آرہے ہیں۔۔۔"، اگلی جانب سے سعد کی ڈری سہمی سی آواز گونجی تو وہ یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا مطلب؟ وہ کیوں آرہے ہیں؟ میں نے تمہیں ان کو بزی رکھنے کا کہا تھا نا!"، وہ یکدم ہی اشتعال سے دھاڑا تھا۔ اس کی دھاڑ نے دور میوزیم کی راہداری میں کھڑے سعد کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ تھر تھر کانپتا وجود لیے وہیں زمین پہ بیٹھتا چلا گیا تھا۔

"سر۔۔۔ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ وہ آرہے ہیں۔"، وہ بول کر اگلے ہی پل فون رکھ گیا تھا۔ برہان نے اشتعال سے بوٹ میں مقید پاؤں میز پر مارا تو میز بھی دور جا گری۔ میز پہ پڑا سیگار کا ڈبّہ اور لائٹر بھی وہیں کہیں زمین پہ گر گئے تھے۔

"گوٹو ہیل، سعد۔۔۔ گوٹو ہیل۔"، وہ دھاڑتا ہوا آگے بڑھ کر ایک نظر صفدر کو دیکھ کر اس کے بے سدھ پڑے وجود کو پیر سے ٹھوکر مارتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔ بھورا لکڑی کا دروازہ پار کر کے وہ باہر آکر ایک میز کے پیچھے نیچے بیٹھ کر چھپ گیا۔ نظریں ادھر آنے والے راستے پر ٹکی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

جبھی وہ دونوں پھولے تنفس کے ساتھ وہاں آتے دکھائی دیئے تھے۔اب وہ دونوں لائٹ ادھر ادھر مارتے صفدر کو ڈھونڈ رہے تھے۔وہ کافی دیر تک وہیں بیٹھا انہیں دیکھتا اور سنتا رہا۔

☆☆☆

"تم مر جاؤ، برہان سلیم۔"، ہارون دھاڑتا ہوا ایک قدم آگے بڑھا تھا۔خون آشام نگاہیں اس پر ہی جمی تھیں۔یوں جیسا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے موت کے گھاٹ اسی پل اتار دے۔

"ہونہہ۔۔۔یو نو واٹ، ہارون؟ میں تم سے ذرا سا بھی نہیں ڈرتا۔"، ٹھنڈے ٹھار انداز میں اسے کہتا وہ اسے مزید سلگا گیا تھا۔ہارون بپھر کر آگے بڑھنے لگا تھا کہ انشرہ نے اسے بازو سے تھام کر روک دیا۔

"صفدر کہاں ہے، برہان؟"، اب کے انشرہ نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا تو اس نے فرصت سے نظریں پھیر کر اسے دیکھا، پھر شانے ہلاتا ہوا ہنس پڑا۔

"تم بیچ میں نہ بولو، مسز رعنہ۔"، اس نے کہا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ بپھر کر آگے بڑھتی، ہارون کے جبڑے کی رگیں تنی تھیں۔ مٹھی بھینچ کر وہ اگلے ہی پل انشرہ کا ہاتھ بازو سے جھٹکتا ہوا آگے بڑھا تھا۔

"لعنتی انسان۔۔۔شٹ اپ۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔"، وہ دھاڑ کر اس کی قریب آیا تو برہان اگلے ہی پل پیچھے ہٹا تھا۔اس ہارون سے کچھ بعید نہ تھی کہ کیا کر دے۔

Posted On Kitab Nagri

"تم کیوں جل رہے ہو، ہاں؟"، وہ اس کو دیکھتے ہوئے استہزائیہ ہنستا ہوا پھنکارا تھا۔ انشرہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ اب برداشت سے باہر تھا۔ اگلے ہی پل وہ آگے بڑھی تھی اور زوردار جھٹکے سے برہان کو گریبان سے پکڑتی دھاڑی تھی۔

"بکواس بند کرو۔۔۔ اور بتو صفدر کہاں ہے؟؟؟"، وہ چیخ اٹھی تھی۔ آواز میں وہ اشتعال تھا کہ الامان! برہان کچھ ہل سا گیا تھا۔۔۔ مگر پھر سے شیر بن کر اسے دیکھتا ہوا نخوت سے اس کا ہاتھ گریبان سے ہٹاتا اسے زوردار طریقے سے جھٹک چکا تھا۔

"اپنی حد میں رہو، سمجھی؟"، وہ بھی جواباً اس سے زیادہ زور سے چیخا تھا۔ انشرہ اب بھی بغیر کوئی اثر لیے انگلی اٹھا کر اسے دیکھتی کہنے لگی تھی۔ لہجہ سخت تھا۔ آنکھیں مزید سخت تھیں۔

"صفدر کہاں ہے، برہان؟ اور روبی کہاں ہے؟"، وہ پوچھ رہی تھی یوں گویا یہ وہ آخری موقع تھا جو وہ برہان سلیم کو دے رہی تھی۔ برہان سلیم بغیر اثر لیے کھڑا اسے سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ چہرہ پہ ٹھنڈا اٹھار تاثر تھا۔

"میں تمہیں کسی بھی بات کے لیے جوابدہ نہیں ہوں۔ مسز رعنہ۔۔۔ سنا تم نے؟"، وہ اب کے پھر سے تپانے والی مسکراہٹ لیے بولا تھا۔ انشرہ نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اب تم پھنس چکے ہو، برہان۔ تم اب ہمارے شکنجے میں ہو۔ تم یہاں سے بھاگ نہیں سکتے۔ سو بہتر ہے کہ تم سرینڈر کر دو۔"، اب کے ہارون نے سخت سے لہجے میں اس کی کنڈیشن اسے باور کروائی تو خلاف توقع وہ ہنس پڑا۔ زور زور سے قہقہہ لگا تا وہ عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔

وہ دونوں حیرت اور نا سمجھی لیے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ کیوں ایسے ہنس رہا تھا؟ وہ خوب ہنستے ہوئے پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر جھک گیا اور مزید زوروں سے قہقہے لگانے لگا۔

"بہت اچھا جوک تھا، ہارون زمان۔ یقین کرو۔ میرا تو ہنس ہنس کر پیٹ درد کرنے لگا ہے۔ کامیڈین کیوں نہیں بن جاتے تم اس کیس کے بعد؟ ویسے بھی کریئر تو تمہارا تباہ ہو چکا ہے۔ کیوں؟"، وہ ہنستے ہوئے کہہ کر ابرو اچکا کر انشرہ کو دیکھ کر پھر سے ہنس پڑا تھا۔ وہ دونوں یک ٹک اس کو دیکھ رہے تھے۔

"برہان سلیم کو پھنسانا تم بچوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ برہان سلیم پھنس نہیں سکتا۔"، وہ بولتا ہوا دانت پہ دانت جما کر اب کے ان کو کڑی نظروں سے گھور رہا تھا۔ ہنسی رک چکی تھی۔ سنجیدگی بھرپور طریقے سے چھائی تھی۔

"اور ویسے بھی اب تم دونوں بھی اپنے ساتھی کے ساتھ ہی جہنم واصل ہو جاؤ گے۔"، اچانک ہی پیچھے سے ابھرنے والی اس آواز پہ وہ دونوں جھٹکے سے پیچھے مڑے تھے۔ یہ آواز شناسا سی تھی۔ انہوں نے

Posted On Kitab Nagri

یہ آواز کہیں سن رکھی تھی۔ کوئی اندھیرے میں سے چلتا ہوا ان تک آ رہا تھا۔ جوں ہی وہ چلتا ہوا روشنی کی حدود میں داخل ہوا تو ان دونوں کی آنکھیں شدید حیرت کے باعث پھیل گئی تھیں۔

بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ سانس رک سا گیا تھا۔ یہ یقین کرنا مشکل نہیں، ناممکن تھا کہ سامنے کھڑا وہ شخص بھی اس سارے کھیل کا حصّہ تھا۔ وہ کیسے اس سب میں ملوث ہو سکتا تھا؟ کیسے؟

"ہارون زمان اور انشرہ کریم۔۔۔ آپ دونوں اب مرنے کی تیاری کر لیں۔ اب آپ کا وقت آن پہنچا ہے۔"، وہ ابرو مٹکاتا، مزے سے شانے اٹھاتا، شیطانیت سے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا اور وہ دونوں ساکت بت بنے کھڑے رہ گئے تھے۔ یقین چاہ کر بھی نہیں آ رہا تھا۔ یقین آ بھی کیسے سکتا تھا؟

تبھی ایک زوردار گولی کی آواز آس پاس کی فضا میں گونجی تھی اور اگلے ہی پل انشرہ کریم کو اپنے ہاتھ میں کچھ تیزی سے پیوست ہوتا محسوس ہوا تھا۔ تکلیف اتنی تھی کہ بیان سے باہر تھی۔ وہ بازو پہ ہاتھ رکھے، چیخ پڑی تھی۔ پیچھے برہان ان پر بندوق تانے کھڑا تھا۔ آنکھوں میں انگارے دہک رہے تھے۔

برہان سلیم نے اس پر گولی چلا دی تھی۔ ہارون بھی اسی وقت پیچھے نہ ہوتا تو اسے بھی گولی لگ جاتی۔

جبھی ایک اور آواز گونجی تھی اور اب کی بار انشرہ کو اپنے پیٹ میں دھار سے کچھ پیوست ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ وہیں گرتی چلی گئی تھی۔ وہ بھی مر رہی تھی شاید۔۔۔ بالکل ویسے جیسے جابر مر گیا تھا۔ بالکل

Posted On Kitab Nagri

ویسے جیسے صفدر مر گیا تھا۔۔۔بالکل ویسے جیسے اس کے بابا سالوں پہلے مر گئے تھے۔وہ بھی مر رہی تھی۔حسیات مرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"انشرہ۔"،ہارون بے یقینی اور تفکر سے کہتا اس کے پاس ہی بیٹھتا چلا گیا تھا۔وہ اسے ہلا رہا تھا۔مگر وہ اٹھ نہیں رہی تھی۔وہ بے سدھ سی ہوتی جا رہی تھی۔ہوش جا رہے تھے۔ہارون مسلسل اسے ہلاتا شدید پریشانی کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔

جبھی اسے سر کی پچھلی طرف بہت زور سے کچھ مارا گیا تھا۔پورا میوزیم اس کے سر پہ گھوم کر رہ گیا تھا۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا ہوا ہر شے اور ہر منظر کو اپنے شکنجے میں لے چکا تھا۔سب ختم ہو رہا تھا۔شاید وہ خود بھی۔

وہ بھی گرتا ہوا زمین پہ ڈھے گیا تھا۔آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہو رہی تھیں۔بند ہوتی آنکھوں سے جو آخری چیز اس نے دیکھی تھی،وہ نووارد کا شیطانی چہرہ تھا۔بھوری آنکھوں والا۔۔۔بارعب سا چہرہ!

برہان اور وہ نووارد مسکراتے ہوئے آکر ان کے سر پہ کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے،جو ہوش و خرد سے بیگانہ لیٹے ہوئے تھے۔وہ اب کے مسکرا کر ہاتھ ملاتے ہوئے زور سے ہنس دیئے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

ان کا کھیل اختتام کو پہنچنے والا تھا۔ اب یہ سب ختم ہونا تھا اور ان کی نئی زندگی شروع ہونی تھی۔ وہ دو بھوری آنکھوں والے آدمی ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے شیطانیت سے ہنس رہے تھے۔ دونوں کا مقصد تکمیل کو پہنچنے والا تھا۔

ادھیڑ عمر سا بارعب آدمی جس کے بھورے بال اور بھوری آنکھیں تھیں، برہان سلیم کو عجیب سی مسکراہٹ لیے دیکھ رہا تھا۔ یہ چہرہ تو شناسا سا تھا۔ یہ آواز بھی۔۔۔ یہ انداز بھی۔۔۔ یہ رعب بھی۔

یہ چہرہ تو نوید درانی کا تھا۔۔۔ اسی نوید درانی کا جو اس ہیرے کا مالک مشہور تھا۔۔۔ یا شاید وہ صرف مالک "مشہور" تھا۔ اصل مالک تھا نہیں!

(ایک ہفتہ پہلے۔۔۔

منظر میوزیم کے کیفٹ ایریا کا ہے جو کہ پوری طرح سے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں بالکل خاموشی تھی۔ کوئی زی روح موجود نہیں تھا۔ رات کا تیسرا پہر شروع ہو چکا تھا اور آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ چاند غائب تھا۔ تازگی بخش ہواؤں نے چل کر موسم کو بھی تازہ اور خوشگوار کر رکھا تھا۔

جب سے ہیرا یہاں لایا گیا تھا، تب سے نوید درانی کے روز یہاں کے چکر لگ رہے تھے۔

ایسے میں کیفٹ ایریا کا شیشے کا دروازہ کھول کر دو لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔ دو بھوری آنکھوں اور

Posted On Kitab Nagri

بھورے بالوں والے لوگ۔ایک چالیس پینتالیس سال کا آدمی تو دوسرا اچھی خاصی بڑی عمر کا۔

وہ دونوں چلتے ہوئے جا کر ایک میز کے گرد آمنے سامنے بیٹھ گئے تھے۔مکمل خاموشی میں پہلے کرسیوں کے گھسیٹے جانے کی آواز گونجی تھی اور پھر ایک کھنکار کی۔

"ہاں تو برہان سلیم۔۔۔کیا تم تیار ہو میری بات سننے کے لیے؟"،نوید درانی نے ایک ہاتھ میز پر پھیلا کر دوسرا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ایک ادا سے گھساتے ہوئے بات کا آغاز کیا تو برہان لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا۔مٹھیاں بھی بھینچ کر پہلو میں گرا رکھی تھیں۔

"تیار ہی ہو گے۔۔۔خیر۔میں جانتا ہوں کہ تم روبی کے پیچھے ہو۔۔۔میں بھی ہوں۔"،ایک شان بے نیازی سے کہہ کر نوید درانی نے برہان کو دیکھا تھا جس کے چہرے پہ کچھ اچانک ہی اس بات پہ بے یقینی سی چھائی تھی۔آنکھیں یکدم ہی پھیلی تھیں۔بھینچی ہوئی مٹھیاں ڈھیلی پڑی تھیں۔

"دیکھو برہان۔۔۔میرے بغیر تم روبی کو چرا نہیں سکتے۔۔۔یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ تمہیں بھی کسی مضبوط ساتھی کی ضرورت ہے۔۔۔اور میں تمہارا وہ مضبوط ساتھی بننے کے لیے تیار ہوں۔"،اس نے بات جاری رکھتے ہوئے شاطرانہ مسکراہٹ لبوں پہ سجائے کہا تھا۔برہان لب بھینچے اب اس کی بات سن رہا https://www.kitabnagri.com تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"تم یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہو کہ یہ ہیرا میرے بھائی ساحل درانی کا ہے۔وہ چھ مہینے پہلے ہی انتقال کر گیا تھا اور اب یہ ہیرا میری بھابھی جہان آراء بیگم کے زیر نگرانی ہے۔انہوں نے بہت بھروسہ کر کے اس تقریب اور روبی کی ذمہ داری مجھ پہ ڈالی ہے اور میں اس ذمہ داری کو "نہ" نبھانے کی پوری کوشش کروں گا۔"، اس کے چہرہ سے شیطانیت ٹپکتی تھی۔چہرہ پر پھٹکار برس رہی تھی۔سفاکی سی سفاکی تھی۔برہان لب بھینچے اسے دیکھتا ہوا کچھ قریب ہو کر آگے میز پہ جھکا تھا۔

"اب مجھے یہ ہیرا چاہئے۔میں اسے بلیک مارکیٹ میں بیچوں گا۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اکیلے نہ تو میں کچھ کر سکتا ہوں اور نہ ہی تم۔۔۔سو بہتر ہے کہ ہم دونوں ایک مقصد کی تکمیل کے لیے ہاتھ ملا لیں۔۔۔کیوں؟"، وہ اب کے ابرو اچکا کر میز پر جھکے برہان کو دیکھ رہا تھا جو بات کرنے کا موقع نہ دیئے جانے پر غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟"، وہ دبے دبے غصے سے بولا تو نوید ہنس پڑا۔وہ محظوظ ہوا تھا۔پھر اس کے بالکل مقابل آکر میز پر جھکا۔

"ہیرا چرانے میں تمہارا ساتھ چاہئے۔۔۔اور کچھ نہیں!"، اس کی بات پہ برہان نے ایک گہرا سانس لے کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔ایک بے زار سی نگاہ اس پر ڈالی اور پھر اٹھ کر بغیر کچھ کہے سنے وہاں سے

Posted On Kitab Nagri

لمبے لمبے ڈگ بھرتا، وہ جاچکا تھا۔ پیچھے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسا کر ٹھوڑی تلے رکھے، کہنی میز سے ٹکائے، نوید درانی نے کافی پر سوچ نظروں سے اسے جاتا دیکھا تھا۔ ابرو اچکا کر وہ دھیرے سے مسکرا کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اب اس کا جواب کیا ہو گا۔ ظاہر ہے، اس کے پاس اور کوئی آپشن موجود نہیں تھا۔)

حال میں وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ دونوں کی بھوری آنکھوں میں شیطانیت بھری مسکراہٹ تھی۔ وہاں کوئی ندامت، کوئی احساس، کوئی بھی شرمندگی یا پچھتاوا نہ تھا۔ وہاں محض ایک شیطانیت تھی۔ ایک تپش سی تھی۔ ایک بھڑکتا الاؤ تھا۔

شیطان کیسے ہوتے ہیں؟

شیطان ایسے ہوتے ہیں!

ان دونوں جیسے!

سفاک!

بے لحاظ!

نافرمان!

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

دھوکے باز!

ایسے ہوتے ہیں شیطان!

ان دونوں کے جیسے!

☆☆☆

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

Posted On Kitab Nagri
whatsapp _ 0335 7500595

آٹھ سال پہلے۔۔۔

منظر ایک روشن صبح کا تھا۔ سورج آسمان پر پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ گرمی تو اچھی خاصی تھی مگر ہواؤں نے چل کر موسم کو قدرے بہتر کر رکھا تھا۔ لاہور یونیورسٹی کے دور دور تک پھیلے وسیع سرسبز لان میں بہت سے طلباء ادھر ادھر گھومتے نظر آرہے تھے۔ طلباء کا ایک رش تھا جو وہاں موجود تھا۔

اس وسیع سے لان میں موجود ایک درخت کے نیچے لگی بینچ پہ اس وقت دو لوگ بیٹھے تھے۔ ینگ ماڈرن سی بھورے بالوں اور سیاہ آنکھوں والی لمبی پتلی سی انشرہ رعنہ۔ اس وقت سیاہ گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ نیلی جینز پہنے، بالوں کو کھول کر شانے پہ ڈالے، وہ چمکتے چہرہ اور آنکھوں کے ساتھ اپنے برابر میں بیٹھے لڑکے کی بات سنتے ہوئے زور زور سے ہنس رہی تھی۔

گندمی رنگت کے حامل چہرہ پہ الوہی سی چمک اور خوشی رقم تھی۔ ایک مسکان تھی۔ زندگی سے بھرپور مسکان!

وہ پوری طرح سے اس کی جانب مڑی ہوئی تھی اور اس کی ہر ایک بات پہ دل کھول کر ہنس رہی

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

تھی۔ بمشکل اپنی ہنسی روک کر اس نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا۔ سیاہ چمکدار آنکھوں اور سیاہ سلکی بالوں والا وہ لڑکا تقریباً چوبیس پچیس سال کا لگتا تھا۔ چہرہ پہ ہلکی بڑھی ہوئی شیو تھی۔ خوبصورت سا۔ ہینڈسم سا۔ کھڑے مغرور نقوش کا حامل وہ لڑکا عمر رعنہ تھا۔

انشرہ کریم کا شوہر۔

"اچھا تم ایک بات تو بتاؤ۔"، بولتے بولتے وہ یکدم ہی رک کر اسے ابرو اٹھا کر شریر نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ چہرہ پہ شرارت سی تھی۔

"ہمم۔۔۔پوچھو۔"، انشرہ نے فراغ دلی سے گویا اسے پوچھنے کی اجازت دی تھی۔ وہ ہلکا سا ہنس دیا تھا، پھر ٹھوڑی تلے اپنی بند مٹھی رکھ کر وہ اسے دیکھنے لگا۔

"تین مہینے میں شادی ہے ہماری۔ تم نے ابھی تک اپنا برائیڈل سوٹ تو لیا ہی نہیں ہے۔"، وہ بولا تو انشرہ اگلے ہی پل شرم سے سرخ ہوئی تھی۔ رخساروں سے لے کر کان کی لوئیں تک سرخ ہو گئی تھیں۔ انگلیاں چٹخاتے ہوئے وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔

"میں نے تم سے کہا ہے نا، عمر۔ تم مجھ سے شادی کی باتیں مت کیا کرو۔"، وہ بولی تو وہ یکدم ہی زوردار قہقہہ لگا کے ہنس دیا۔ پھر بمشکل منہ پہ ہاتھ رکھ کر ہنسی کو کنٹرول کرتا ہوا اسے دلچسپ نظروں سے

Posted On Kitab Nagri

دیکھنے لگا۔

"تو پھر کس سے کروں؟ کہو تو عروبہ ناز سے کر لوں؟ تمہیں تو پتا ہی ہے ویسے بھی کہ وہ میری کتنی بڑی فین ہے۔"، اس نے مسکرا کر اسے تپانے کو کہا تو وہ جو شرم سے سرخ ہوئے جا رہی تھی، یکدم ہی تپ گئی۔ لب بھینچ گئے۔ بھنویں اکٹھی ہوئی تھیں۔ غصّے سے اس کے شانے پہ ایک دھپ رسید کیا اور خفا خفا سی رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔

"ارے کیا ہو گیا؟ میں تو یونہی پوچھ رہا تھا۔"، وہ مسکرا کر کہتا اس کے ساتھ ہی اس کے قریب ہو کر بیٹھا اور دلچسپی سے اسے چہرہ موڑ کر دیکھنے لگا۔ خفا خفا سی وہ بہت اچھی لگی تھی۔

جب وہ کافی دیر تک کچھ نہ بولی تو عمر نے مسکرا کر دھیرے سے اس کا شانہ ہلایا۔ اگلے ہی لمحہ اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"ہاتھ نہ لگاؤ مجھے۔"، اس نے غصے سے بولا تھا۔ عمر نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی۔ پھر دوبارہ سے اس کے شانے پہ ہاتھ لگا کر اسے ہلایا تو اس نے نخرے سے اسے منہ موڑ کر دیکھا۔

"پھر کس کو لگاؤں ہاتھ؟"، انشرہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اس نے بہت معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا تو انشرہ نے پھر سے لب بھینچے۔ پھر فرصت سے بازو سینے پہ لپیٹ کر اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"عروبہ ناز کو جا کر ہاتھ لگاؤ۔"، وہ شدید غصے سے بولی تو اگلے ہی پل عمر کا ایک جاندار قہقہہ چھوٹا تھا۔ وہ پیٹ پہ ہاتھ رکھتا، ہنستا چلا گیا تھا۔

اسے ہنستے دیکھ انشرہ کے لب بھی آپ ہی مسکراہٹ میں ڈھلتے گئے تھے۔ موڈ قدرے بہتر ہو گیا تھا۔

پھر جب وہ ہنستے ہی جا رہا تھا، تو کچھ اکتا کر اس نے ایک زوردار سی چیونٹی اس کے بازو پہ ماری تو وہ جو ہنستا جا رہا تھا، یکدم ہی اپنا بازو سہلاتا ہوا "آؤچ" کرنے لگا۔

"درندی۔۔۔ پاگل ہو کیا؟ ناخن دیکھے ہیں اپنے؟"، وہ درد سے سہلاتا ہوا اسے دیکھ کر بولا تو اب کے وہ ہنس دی۔ پھر بڑے مزے سے اپنے دونوں ہاتھ مٹکا کر لہراتے ہوئے اس کے سامنے کیے تو وہ بازو سہلاتے ہوئے یکدم ہی رک کر اسے دیکھنے لگا۔ کچھ نا سمجھی سے۔ کچھ سوالیہ نگاہوں سے۔

"کیا ہے؟"، اس نے کچھ نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"تم نے کہا نا کہ ناخن دیکھے ہیں اپنے۔ میں نے تو دیکھے ہیں۔ اب تم بھی دیکھ لو۔ اور اب اگلی بار کے لیے محتاط ہو جانا ذرا۔"، وہ مزے سے آنکھیں مٹکا کر بولی تو وہ بے ساختہ ہی ہنس دیا تھا۔ پھر ہنستے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال پکڑ کر ہلکے ہلکے بکھیر دیئے۔

"بڑی ذہین ہے میری بیوی۔"، وہ پیار سے بولا تو وہ بھی مسکرا دی۔ پھر ایک ادا سے شانے اچکائے۔

Posted On Kitab Nagri

"سو تو ہے۔"، وہ پھر سے ہنس دیا تھا۔

☆☆☆

یونیورسٹی کے وسیع اور لمبے کاریڈور میں سے اس وقت بہت سے لوگ بھاگتے چلے جارہے تھے۔ وہ تمام ہی طلباء تھے جو پتا نہیں کیوں اور کہاں بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ جونہی ان سب کا جم غفیر کچھ آگے بڑھ کر ایک جانب مڑ گیا تو پیچھے ہی دو لوگ بڑی فرصت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے، ایک دوسرے کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے، مزے سے اسی جانب جا رہے تھے جہاں وہ سب ابھی گ ئے تھے۔

"یار ہارون۔ وہ دیکھ۔ وہ رہ گیا ہے۔"، ہارون کے شانے پہ کہنی ٹکا کر چلتے ہوئے صفدر نے مزے سے کہہ کر ایک جانب اشارہ کیا جہاں ایک کلاس سے ایک چشمے والا لڑکا نکل رہا تھا۔ سوکھا سا۔ دبلا پتلا سا۔

"ابے چل چھوڑ۔ باقیوں کا حال تو دیکھ لیں ذرا۔ بیچارے سر۔ چچ چچ۔"، وہ مزے سے کہتا ہوا اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے منہ میں چیونگم چباتا ہوا بولا تھا۔

پھر وہ دونوں عجیب سے قہقہے مارتے ہوئے بھاگتے ہوئے اس جانب گئے تھے۔ کچھ آگے جا کر وہ ایک راہداری میں مڑے تھے۔ سامنے ہی نوٹس بورڈ کے سامنے ایک بڑا سا مجموعہ لگا تھا۔ طلباء کا ایک جم

Posted On Kitab Nagri

غفیر سا تھا جو ادھر لگا تھا۔ خوب شور ہو رہا تھا۔ دھیکم پیل تھی۔ مار دھاڑ تھی۔

وہ دونوں دیوار سے ٹیک لگا کر مزے سے بازو سینے پہ لپیٹے، سامنے لگے تماشے کو دیکھ رہے تھے۔ ہارون کے شانہ پہ صفدر نے کہنی ٹکا کر دوسرا ہاتھ پہلو میں گرا رکھا تھا۔ دونوں کے چہروں پہ مسکراہٹ تھی۔

جبھی کچھ فاصلے سے چل کر ان تک آتے ہوئے عمر رعنہ نے ان کو ایک نظر دیکھا، پھر چہرہ موڑ کر اس جم غفیر کو دیکھا۔ اسے کچھ کچھ شک تو ہوا تھا، تصدیق کے لیے تیزی سے چلتا ہوا وہ ان تک آیا تھا۔

عمران سے سینیئر تھا مگر تین سال سے ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھنے اور پھر ایک جیسے دماغی خلیے رکھنے کے باعث ان کی کافی دوستی ہو گئی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے کافی فرینک بھی تھے۔

"ہیئے بوائز۔۔۔ کیا ہو رہا ہے یہ؟"، وہ مزے سے پوچھتا ہوا ان تک آیا اور کہنی ہارون کے دوسرے شانے پہ رکھی۔ ہارون کے دونوں شانے جھک سے گئے تھے۔ مگر وہ پھر بھی چپ رہا۔

"وہ دیکھو، رعنہ۔"، صفدر نے مزے سے اس جھنڈ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمر سمجھ کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"ہاں وہ تو دیکھ لیا ہے میں نے۔ جبھی تو پوچھ رہا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے یہ؟"، اس نے ہارون کے سر پہ ایک چپت لگاتے ہوئے کہا تو بیچارے ہارون کے پاس سر سہلانے کے لیے ہاتھ بھی دستیاب نہ تھے۔

Posted On Kitab Nagri

دونوں ہاتھ اور بازو ان دونوں کے بوجھ تلے جو دبے ہوئے تھے۔

"ہم نے ڈیپارٹمنٹ کی گروپ چیٹ میں فلی فنڈڈ اسکالرشپ پروگرام کا نوٹیفیکیشن بھیجا ہے۔"، صفدر نے مزے سے بتایا تو عمر کو ایک جھٹکا سا لگا۔

"تو نوٹس بورڈ پہ کیا ہے؟"، اس نے حیرت سے پوچھا تھا۔ آنکھوں میں نا سمجھی تھی۔

"ان اسٹوڈنٹس کے نام جن کو اسکالرشپ ملی ہے۔"، اب کے ہارون نے بھی مسکراتے ہوئے بتایا تو عمر کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ اس نے ہارون کے سر پہ ایک چپت لگائی تھی۔

"مگر کوئی اسکالرشپ پروگرام تو آیا ہی نہیں ہے یونی کی طرف سے۔"، وہ تیزی سے بولا تھا۔ اسے جیسے یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی۔ کون سی اسکالرشپ تھی جس کے بارے میں اسے خبر نہیں تھی؟

"جانتے ہیں۔"، صفدر نے مزے سے کہا تھا۔ اب کے کچھ گڑبڑ تھی۔ عمر کو یہ احساس شدت سے ہوا تھا۔

"پھر؟ اوہ گاڈ! تم لوگ پاگل ہو گیا؟ تم لوگوں نے جھوٹا نوٹیفیکیشن بھیجا ہے؟ میرے خدایا! تم لوگ بہت بری طرح سے پھنس سکتے ہو، پاگلوں!"، اس نے ہارون کے سر پہ ایک اور چپت لگا کر جیسے ان کے عمل پہ ماتم کیا تھا۔ اب کے ہارون کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔ ایک جھٹکے سے وہ آگے ہوا تو ان

Posted On Kitab Nagri

دونوں کو سنبھلنے میں ذرا سی دقت ہوئی، پھر تنک کر اس کو دیکھا۔

"کیا ہے بے؟ پاگل ہے کیا؟ ہم گر جاتے تو؟"، صفدر نے غصے سے کہا تو ہارون نے اس سے زیادہ غصے سے اسے دیکھا تھا۔

"میرا کاندھا توڑ دیا تم دونوں نے، بے غیرتوں۔"، اس نے تپ کر جواب دیا تو صفدر منہ میں بڑبڑا کر رہ گیا۔ عمر اب تک اسی پریشانی میں گھرا تھا۔

"جواب دو تم لوگ۔ تم لوگ پھنس سکتے ہو، تم لوگوں کو اس بات کا علم ہے نا؟"، وہ جیسے انہیں خبردار کرنا چاہ رہا تھا کہ ان کے ساتھ بہت برا ہو سکتا ہے۔ مگر وہ ہارون اور صفدر ہی کہاں جو کبھی پریشان ہو جائیں؟

"ارے یار رعنہ۔ تو اب تک ہمیں پہچان نہ پایا۔ بہت افسوس ہوا جان کر۔"، ہارون نے مسکرا کر کہتے ہوئے اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔ عمر بہت ہی حیرت، بے یقینی اور شاک کے زیر اثر انہیں یک ٹک دیکھتا جا رہا تھا۔

"اب بکواس کر بھی دو۔"، عمر بالآخر اچھا خاصا تپ کر بولا تو وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تالیاں مارتے ہوئے ہنس پڑے۔

Posted On Kitab Nagri

"بیچارے پروفیسر منیر نیازی۔ وہ تو گئے کام سے۔"، ہارون نے صفدر کی جانب دیکھ کر کچھ افسوس اور اداسی سے کہا تھا۔ وہ افسوس اور اداسی بھی گھڑی گئی تھی۔ عمر اچھے سے ایک ہی لمحہ میں پوری بات جان گیا تھا۔

"اوہ گاڈ! پاگل ہو کیا تم لوگ؟"، وہ جیسے سر پکڑ کر ان کی عقل پہ ماتم کر رہا تھا۔ جو بھی تھا، ان سے اتنی بڑی حرکت کی امید تو خیر اسے نہیں تھی۔ مگر وہ ہارون اور صفدر ہی کہاں جو کسی کی امید پر پورے اتر جائیں۔ ان دونوں نے ہی ایک ادا، ایک شان سے شانے اچکائے تھے۔ کیا کمال بے نیازی تھی!

"ہر کلاس میں نکال دیتے ہیں ہمیں۔ ہمارے آنے سے پہلے سوچ کے بیٹھے ہوتے ہیں کہ آج اس وجہ سے کلاس سے بے دخل کرنا ہے۔۔۔ مطلب کوئی حد ہوتی ہے یار۔ کوئی انصاف ہوتا ہے۔۔۔ کوئی احساس ہوتا ہے۔"، صفدر نے بولنا شروع کیا تو وہ بولتا ہی چلا گیا۔ سب سے زیادہ غصہ اسے ہی تو تھا۔ روز ہارون کی وجہ سے کلاس سے جو نکلنا پڑتا تھا۔https://www.kitabnagri.com

"اللہ پوچھے تم لوگوں کو۔"، عمر کانوں کو ہاتھ لگاتا آگے بڑھنے لگا تھا جبھی ہارون پیچھے سے بول پڑا۔

"ہمیں تو اللہ پوچھے گا۔ اپنی بیوی کو ذرا تم پوچھ لو۔"، عمر نے اگلے ہی پل گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ چہرہ پہ نا سمجھی تھی۔ اسے جیسے اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ارے ہم نکلتے ہیں باہر تو وہ بھی روز ہی باہر نکلتی ہے۔۔۔کیوں؟ تمہیں نہیں بتایا کیا اس نے؟"، ہارون نے آنکھیں پٹپٹا کر گویا کافی حیرت کا اظہار کیا تھا۔ خلاف توقع عمر اگلے ہی پل مسکرایا تھا۔ پھر چلتے ہوئے ہارون کی جانب آکر اس کا شانہ دھیرے سے تھپتھپایا۔

"ڈونٹ وری۔ تم اپنی فکر کرو۔"، وہ مسکرا کر کہتا ہوا پلٹ گیا تھا۔

"ہاں جیسے میں تو اس چڑیل کی فکر میں گھلا جا رہا ہوں۔"، اس کی بڑبڑاہٹ عمر تک نہ پہنچی تھی، ورنہ وہ ابھی اسے بتاتا۔ بہت اچھی طرح سے!

☆☆☆

"انشرہ۔۔۔ تم بہت فری ہو گئی ہو۔" وہ آگے آگے چلتا ہوا کافی ناراضگی سے کہہ رہا تھا۔ بازو سینے پہ لپیٹ رکھے تھے۔ ماتھے پہ کچھ زبردستی کے ڈالے ہوئے بل نمایاں ہو رہے تھے۔ آنکھیں سیدھ میں رکھے وہ چلتا جا رہا تھا۔ اور وہ اس کے پیچھے پیچھے صفائیاں دیتی ہوئی چلی آ رہی تھی۔

"دیکھو۔ میں کچھ نہیں کرتی۔ سر نے مجھ سے فضول کا بیر پالا ہوا ہے۔"، وہ احتجاجاً بولی تو عمر نے سر فوراً نفی میں ہلایا تھا۔

"جھوٹ بول رہی ہو تم۔ میرے خدا! دیکھو تو ذرا۔ میں سر منیر کا پسندیدہ اسٹوڈنٹ تھا اور میری بیوی

Posted On Kitab Nagri

انہی کی کلاس میں میرا نام ڈبانے پہ تلی ہوئی ہے۔"، وہ قطعیت سے کہتا، آگے بڑھ رہا تھا۔ انشرہ بالآخر روہانسی ہو کر وہیں گھاس پہ بیٹھتی چلی گئی۔ گود بنا کر اپنے دونوں ہاتھ گود میں رکھے، منہ پھلائے، وہ بیٹھ گئی تو یکدم ہی عمر رک سا گیا۔ اسے جیسے احساس ہوا تھا کہ وہ اب پیچھے نہیں آ رہی ہے۔

مڑ کر اسے دیکھا تو یکدم ہی وہ دوڑتا ہوا اس تک آیا تھا۔

"انشرہ۔۔۔ پاگل لڑکی۔ اٹھو۔"، وہ اپنا ہاتھ اس کی جانب پھیلائے، گھرک رہا تھا۔ مگر اس پہ تو کسی شے کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ یونہی ضدی بنی بیٹھی، سر جھکائے ہوئے تھی۔

"انشرہ۔ یار دیکھو سب دیکھ رہے ہیں۔"، اس نے کچھ ہلکی آواز میں دھیرے سے کہا تو انشرہ نے گردن اٹھا کر آس پاس نگاہیں دوڑائیں۔ چند ایک آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹس واقعی اسے ہی دیکھ رہے تھے جو بیچ لان میں گھاس پہ آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔

"صرف اپنی ریپوٹیشن کی فکر ہے مجھے۔ سمجھ آئی؟ تبھی اٹھ رہی ہوں۔"، ایک ادا اور نخرہ سے کہتی وہ اس کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی تو عمر نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ یہ لڑکی بہت بڑی ڈرامہ تھی۔ اس کی سوچ سے بھی بڑی۔ وہ سر جھٹک کر ہنس دیا تھا۔

☆☆☆

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

حال۔۔۔

تاریک پڑے سرد سے کمرے میں محض کچھ بھاری ہوتی سانسوں کی آوازیں آتی تھیں۔ایک خواب سا تھا جو ٹوٹ رہا تھا۔ایک خاموشی سی تھی جو چھوٹ رہی تھی۔ایک زخم سا تھا جو ادھڑ رہا تھا۔حلق درد

Posted On Kitab Nagri

کررہا تھا۔ چہرہ اور پورا جسم پسینہ سے شرابور ہورہا تھا۔

اپنا آپ اسے زمین پہ بے سدھ و بے حرکت پڑا معلوم ہورہا تھا۔ آنکھیں بند تھیں۔ آس پاس اور کسی چیز کی آواز نہیں آرہی تھی۔ ہوش نہ تھا۔ دماغ سویا ہوا تھا۔

جبھی بھاری ہوتی پلکیں بمشکل الگ کیں تو سامنے نیم روشن سی ایک جگہ نظر آئی۔ ہلکی نیلی سی روشنی تھی جو ہر سو بکھری ہوئی تھی۔ بہت ہی مدھم سی روشنی تھی جس میں صرف اس کو اپنے سامنے ایک وجود سا زمین پہ بکھرا نظر آرہا تھا۔ ہوش آئے ہی تھے کہ پورے جسم میں ایسا شدید درد ہوا تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ گویا یہ اس کا دھرتی پہ آخری دن ہے۔

شدید تکلیف تھی جو بڑھتی ہی بڑھتی محسوس ہورہی تھی۔ ایک درد سا اس کے پورے وجود کو اپنے شکنجے میں لیے ہوئے تھا۔ پیٹ اور بازو میں ایسا درد ہورہا تھا جو ناقابل بیان تھا۔ ناقابل برداشت تھا۔ جسم کا ہر ہر اعضاء ٹوٹتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ تکلیف سے نڈھال اٹھنے کی ہمت بھی نہیں کرپارہی تھی۔ اپنے پیٹ پر جس جگہ اسے درد ہورہا تھا، وہاں اسے کچھ مضبوطی سے بندھا ہوا محسوس ہورہا تھا۔ بازو پہ بھی کچھ بندھا تھا۔ نیلی روشنی سے بھرے کمرے میں اسے کافی ٹھنڈ سی محسوس ہورہی تھی۔ شاید اے سی چلا ہوا تھا۔ مگر اس ٹھنڈ میں بھی درد

Posted On Kitab Nagri
سے اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔وہ بے دم سی پڑی تھی۔

کمرے میں اس کی بھاری ہوتی سانسوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہ آتی تھی۔سامنے پڑا وجود بھی بے سدھ تھا۔

بڑی مشکل سے اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر یہ اس زندگی میں،اس کے بس کی بات نہیں لگتی تھی۔اٹھنا جیسے ایک بڑا کام تھا جو اس کے لیے ناممکن لگتا تھا۔تکلیف کے مارے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔تواتر کے ساتھ ٹپکتے گرم گرم آنسو اس کے گالوں کو بھگو رہے تھے۔وہ تڑپ رہی تھی۔

سسک رہی تھی۔ہچکیاں کھاتا وجود شاید بخار میں بھی تپ رہا تھا۔

دہکتی،جلتی آنکھیں کھول کر اس نے ایک بار پھر اسے دیکھا تھا۔پتا نہیں کون تھا وہ؟کون تھا جو اس کے رونے کی آوازیں سن کر بھی نہیں اٹھ رہا تھا؟کیا وہ مر چکا تھا؟بالکل ویسے ہی جیسے جابر اور صفدر مر چکے تھے؟جیسے اس کے بابا کافی سال پہلے مر چکے تھے؟

کیا وہ بھی مرنے والی تھی؟تکلیف تو کم از کم یہی بتاتی تھی۔

رونے میں روانی آگئی تھی۔رونے کے باعث جو ہچکیاں اس کا درد کرتا وجود کھا رہا تھا،تکلیف ان ہچکیوں سے بھی بڑھتی معلوم ہو رہی تھی۔اس کا وجود کسی پھوڑے کی مانند درد کر رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

جبھی سامنے پڑے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوتی محسوس ہوئی تھی۔شاید اس کی سماعتوں میں اس کے رونے کی آوازیں پڑی ہوں۔شاید اس کو محسوس ہوا ہو گویا کوئی تکلیف میں ہے۔کوئی شدید اذیت میں مبتلا ہے۔

پلکوں پہ گویا سارے جہاں کا بوجھ پڑا معلوم ہو رہا تھا۔پلکیں ایک دوسرے سے جدا کرنا ناممکن لگ رہا تھا۔ماتھے پہ پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔سر کے پچھلے حصّے میں شدید قسم کا درد اٹھا تھا۔ایک تکلیف سی تھی جو پورے جسم میں سرایت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔اوپر سے کانوں میں پڑتی وہ رونے کی آوازیں اس کے حواس معطل کر رہی تھیں۔

وہ سسکیاں شناسا سی معلوم ہو رہی تھیں۔یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے اس کے جسم کا ہی کوئی حصّہ ہے جو شدید تکلیف میں مبتلا ہے۔بمشکل پلکیں جدا ہوئیں تو دھندلی سی نیلی روشنی آنکھوں کے سامنے آئی۔سیلنگ بھی اس نیم نیلی سی روشنی سے نیلی معلوم ہوتی تھی۔

ایک گہرا سانس خارج کر کے اس نے کہنی کے بل اٹھنے کی کوشش کی تو محسوس ہوا کہ اس کا مضبوط جسم پتلی دھار والی تاروں سے بندھا ہوا تھا۔مضبوطی سے۔وہ بے دم سا ہو کر پھر سے گر گیا تھا۔حلق میں کانٹے چبھ رہے تھے۔بے بسی سی بے بسی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

جبھی ایک بار پھر بہت ہی مشکلوں سے ٹانگوں پہ زور دے کر وہ بمشکل اٹھ بیٹھا تھا۔ سر بری طرح چکرا تا محسوس ہو رہا تھا۔ بند ہوتی آنکھوں کو اس نے زور سے موند کر کھولا تو دھندلا سا منظر نگاہوں کے سامنے آیا۔ سامنے فرش پر اس ہی کی طرح کوئی پڑا ہوا تھا۔ کوئی ایسا جو تکلیف سے سسک اور تڑپ رہا تھا۔ شاید اس کا جسم بھی ویسے ہی تاروں سے بندھا ہوا تھا۔

وہ شناسا سی معلوم ہوئی تھی۔ دماغ میں نجانے کیسے، کب سب پراسیس ہوا اور اگلے ہی پل وہ پکار اٹھا تھا۔ بہت ہی مدھم آواز میں۔

"ان۔۔۔انشرہ۔"، آواز کپکپائی تھی۔ حلق میں کانٹے چبھے تھے۔ سر کا درد بھی بہت زیادہ تھا۔۔۔ مگر اتنا نہیں کہ برداشت بھی نہ ہو سکے۔

"انشرہ۔۔۔تم۔۔۔تم ٹھیک ہو؟"، کچھ رک کر اس نے بمشکل دکھتے گلے کے ساتھ پوچھا تو اس نے بھی بمشکل سر کا رخ موڑ کر لیٹے لیٹے ہی اسے دیکھا تھا۔ اس کی دہکتی آنکھوں کی بے بسی اور درد دیکھ کر ہارون کو گویا اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا۔ وہ شاک کے عالم میں اس کو تڑپتے بلکتے دیکھے گیا۔ اسے یوں دیکھنا تکلیف دیتا تھا۔ پتا نہیں کیوں!

"ہا۔۔۔ہارون۔"، درد کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔ یا شاید بخار بھی تھا، اسی لیے۔ آنسوؤں

Posted On Kitab Nagri

سے تر چہرہ لیے اس نے ہارون کو دیکھا تھا۔ جسم گویا دہکتا محسوس ہو رہا تھا۔"میں۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہوں۔"، توڑ توڑ کر الفاظ ادا کرتی وہ شدید تکلیف اور اذیت میں لگتی تھی۔

ہارون کو بے اختیار ہی اپنی بے بسی پہ شدید غصہ آیا تھا۔ کیوں تھا آخر وہ اتنا بے بس؟ کہ وہ"اس" کے لیے بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

اسے اتنا بے بس نہیں ہونا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کر انشرہ کریم کی ساری تکلیفیں خود پر لے لے۔ پھر چاہے وہ ان تکالیف کو جھیلتے جھیلتے مر ہی کیوں نہ جائے۔ پتا نہیں کب اس نے انشرہ کے لیے ایسا محسوس کرنا شروع کر دیا تھا؟ پتا نہیں کب جذبات بدلنے لگے تھے؟ اسے اندازہ تو نہ ہو سکا تھا۔

وہ اب بھی تکلیف کے مارے زمین پہ لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ اور وہ اسے بے بسی سے دیکھ رہا تھا۔ نہ آگے بڑھ پا رہا تھا، نہ کچھ کر پا رہا تھا۔ ایک آگ سی تھی جو اسے اپنے اندر لگی محسوس ہوئی تھی۔ ایک ان دیکھی آگ میں اس کا وجود جھلستا محسوس ہو رہا تھا۔

"انشرہ۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟"، وہ ایک بار پھر تکلیف سے پوچھ رہا تھا۔ وہ تڑپ رہی تھی۔ اور وہ بے بس تھا۔ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

بہت ہی مشکل سے کاندھا ہلاتا، آگے پیچھے ہوتا ہوا، وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔ اپنی جگہ سے کسی حد تک

Posted On Kitab Nagri

آگے بڑھ بھی پایا تھا۔ وہ تڑپتے ہوئے بہت اذیت سے ہل جل رہی تھی۔ ہارون بمشکل کچھ ہی فاصلہ طے کر پایا تھا کہ اس کا تنفس بری طرح پھول گیا تھا۔ سانسیں بھاری ہونے لگی تھیں۔ پورے جسم کی مشقت استعمال کرنی پڑ رہی تھی، تب جا کر وہ ایک سینٹی میٹر ہل پا رہا تھا۔

انشرہ سامنے تڑپ رہی تھی۔ ویسے ہی!

کافی وقت تک ہلنے جلنے کے بعد وہ بالآخر اس تک پہنچ گیا تھا۔ مگر اس تک پہنچ کر بھی کیا ہی کر پا رہا تھا؟ صرف بے بس ہو کر اسے دیکھتا جا رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ تڑپ رہی تھی۔ بلک رہی تھی۔ مگر وہ ویسا ہی بے بس تھا۔ کچھ بھی نہ کرنے کے قابل!

کافی مشکلوں سے اس نے اپنے ہاتھوں کے گرد بندھا تار انگلیوں سے ٹٹولا۔ وہ کافی پتلی سی تار تھی جس پہ غالبا کوئی ربڑ کور بھی تھا۔ اس نے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے بہت ہی مشکلوں سے اس تار کے دائرہ میں ایک خلاء سا بنایا تھا۔ دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

یہ گویا وہ آخری موقع تھا جو وقت اسے دے رہا تھا۔ انشرہ کریم کو بچانے کا۔ یا پھر اس کے لیے کچھ بھی کرنے کا!

https://www.kitabnagri.com

اس کو اچھی طرح سے محسوس ہو رہا تھا کہ جس نے بھی اسے باندھا تھا، بہت ہی بے رحمی سے باندھا

Posted On Kitab Nagri

تھا۔ غصّہ عود کر آ رہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ برہان سلیم کا سر دیوار میں پٹختا رہے۔ تب تک پٹخے جب تک وہ مر نہ جائے۔

خلاء بنایا تو کلائیوں پہ شدید زور سا پڑنے لگا تھا۔ ہاتھ کلائیوں والی جگہ سے ہی باہم بندھے ہوئے تھے۔ اگر یہ کوئی رسّی ہوتی تو وہ کب کا اسے کھول بھی چکا ہوتا۔ مگر یہ ایک بہت ہی پتلا سا تار تھا۔ خیر، یہ بھی اس کی چند کوششوں کی ہی مار تھا۔ اس کی ٹریننگ کے دوران اس کو اس طرح کے تمام شکنجوں سے نکلنا سکھایا گیا تھا۔

وہ ہاتھ آگے پیچھے ہلاتا، انگلیاں گھماتا ہر کچھ دیر میں بڑا خلاء سا بناتا، دانت پہ دانت جمائے، پوری کوشش کر رہا تھا۔ کسی طرح بس یہ کھل جائے۔

"آہ۔"، جبھی ہلکا سا رخ موڑتے وہ زمین پہ پڑی بے اختیار ہی کراہی تھی۔ شدت درد سے آنکھیں میچی تھیں۔ ہارون کے ہاتھوں کی حرکت میں تیزی آ گئی تھی۔ وہ تکلیف میں تھی۔ وہ کیسے آرام سے رہ سکتا تھا؟

ایک دفعہ ہاتھ مروڑ کر بائیں جانب سے موڑا تو ایک ہی جھٹکے سے تار ٹوٹی تھی۔ تار ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی ہارون نے ایک سکھ بھرا سانس لیا تھا۔ اور پھر جلدی سے ہاتھوں کی مدد سے پیچھے بازوؤں کے

Posted On Kitab Nagri

گرد بندھے تار کو کھولا تھا۔ آہستہ آہستہ کر کے ساری تاریں توڑ اور کھول کر وہ جلدی سے انشرہ کی جانب مڑا تھا۔

اس تک پہنچ کر اس کا شانہ تھاما تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ بندھی ہوئی نہیں تھی۔ اس کا جسم تاروں سے نہیں بندھا ہوا تھا۔ وہ آزاد تھی مگر آزاد ہو کر بھی درد اور تکلیف کی قید میں تھی۔ ہارون نے اسے شانے سے تھام کر بے اختیار اٹھایا تو وہ درد کی شدت سے زور سے چیخ پڑی۔ ہارون نے اپنی گرفت بے ساختہ ہی نرم کی تھی۔ وہ بھول گیا تھا کہ ہاتھ میں کوئی لوہا نہیں، انشرہ کریم ہے۔

بے حد احتیاط سے اسے سہارا دے کر اٹھا کر اس نے اس کو کچھ پیچھے دیوار کی جانب گھسیٹا تھا۔ دیوار کے پاس پہنچ کر اس کی پشت دیوار سے ٹکائی تھی، پھر گھٹنوں کے بل بیٹھا، کچھ پل اسے دیکھے گیا، جو درد سے آنکھیں بند کیے، گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

ہلکی نیلی سے روشنی میں اس کا زرد پڑتا رنگ ہارون کو تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا۔ آنکھوں کے گرد گہرے حلقے تھے۔ بھورے بال پونی سے نکل کر بری طرح الجھے بکھرے ہوئے تھے۔ چہرہ پہ ایک جانب، آنکھ کے کچھ نیچے، نیل کا گہرا سا نشان بھی تھا۔ شاید اسے ادھر لاتے لاتے، پٹختے ہوئے کہیں سے لگ گیا ہو گا۔

Posted On Kitab Nagri

پتا نہیں کتنی دیر ہوئی تھی ان دونوں کو وہاں پر؟

کسی شے کا کچھ اتا پتا نہ تھا!

"تم ٹھیک ہو، انشرہ؟"۔ بہت ہی زیادہ پریشانی کے عالم میں اس نے انشرہ کو دیکھ کر پوچھا تو وہ بے اختیار ہی سر نفی میں ہلانے لگی۔ لب دانتوں تلے دبائے، وہ اپنی کراہیں روکنے کی کوشش میں ہلکان ہوئے جا رہی تھی۔ چہرہ پہ سوکھے آنسوؤں کے نشان تھے۔

"تم رولو، انشرہ۔"۔ بے ساختہ ہی اس کی حالت دیکھ کر اس کے منہ سے پھسلا تو وہ جو آنکھیں میچے بیٹھی تھی، یکدم ہی اس کی بند آنکھوں سے ہی آنسو ٹپکتے ہوئے گالوں پہ لڑھکتے گئے۔ لب دبائے دانت بھی ہٹے تھے۔ اور وہ تکلیف سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

ہارون زمان نے انشرہ کریم کو پہلی بار روتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور جس طرح تکلیف سے وہ رو رہی تھی، اس کے آنسو ہارون کو اپنے دل پہ گرتے محسوس ہوئے تھے۔ پتا نہیں کب اس کے احساسات بدلے تھے؟ کب اس کے جذبات بدلے تھے؟ کب اس کا دل بدلا تھا؟ وہ خود لاعلم تھا!

سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ ماتھے پہ اے سی کی ٹھنڈ میں بھی پسینے کی بوندیں چمکتی نظر آرہی تھیں۔ وہاں اچھی خاصی ٹھنڈک تھی اور انشرہ کا زخم تازہ تھا۔ ایک لمحہ لگا تھا اسے سمجھنے میں کہ کیوں

Posted On Kitab Nagri

اے سی کھولا گیا تھا۔

برہان اور نوید اچھے سے جانتے تھے کہ انشرہ کا زخم تازہ ہے، اسی لیے اسے مزید تکلیف سے دوچار کرنے کے لیے انہوں نے فل پر اے سی آن کر رکھا تھا۔ اسے اس پل، برہان سلیم کے شیطانی دماغ پہ بے حد غصّہ آیا تھا۔

لب بھینچ کر اس نے انشرہ کو دیکھا تھا جو تکلیف کے مارے پیٹ پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔

ہارون کے دماغ میں کچھ اچانک ہی لپکا تھا۔ اس نے بے اختیار ہی اپنی سیاہ بٹن شرٹ کو دیکھا تھا جس کے بٹن آگے سے کھلے ہوئے تھے۔ اندر پہنی سفید ٹی شرٹ بھی جھلک رہی تھی۔ ایک لمحہ کے اندر اندر اس نے سیاہ بٹن شرٹ اتاری تھی۔ شرٹ ہٹی تو اس کی سفید ٹی شرٹ کی چھوٹی آستینوں سے اس کے کسرتی بازو جھلکنے لگے تھے۔

اس نے انشرہ کی جانب شرٹ بڑھائی تو وہ بمشکل آنکھیں کھولے اسے دیکھے گئی۔

"تم یہ شرٹ اپنے زخم پہ لپیٹ لو۔ پتا نہیں گولی نکلی بھی ہے یا نہیں۔ مگر اس وقت جو ہو سکتا ہے، وہ تو کر لیں۔ اس سے زخم پھر بھی کچھ حد تک گرم رہے گا۔"، اس نے کافی نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو انشرہ نے ٹھیک والے بازو کو آگے بڑھا کر ہاتھ میں شرٹ تھامی، پھر آہستہ آہستہ اپنے پیٹ کے گرد وہ

Posted On Kitab Nagri

شرٹ لپیٹتی رہی۔

گو کہ ابھی فی الحال اسے سردی نہیں لگ رہی تھی، مگر وہ جانتی تھی کہ آگے جا کر اسے سردی بھی لگے گی، اور درد بھی زیادہ ہو گا۔ شرٹ کو لمبائی میں کر کے اس نے پیٹ کے گرد لپیٹا تھا۔ اتنی سی مشقت سے ہی اس کا تنفس بری طرح پھول گیا تھا۔

ہارون نے بے اختیار ہاتھ آگے بڑھا کر شرٹ کی دونوں آستینیں تھامی تھیں۔ شرٹ کا درمیان کا حصّہ اس کے گرد بندھا تھا۔ ہارون نے کس کر دونوں آستینوں کو کھینچا اور دونوں میں ایک گرہ باندھ لی۔ پھر گرہ مزید کسی۔ وہ بے اختیار ہی درد سے بلبلائی تھی۔ ہارون ایک بار پھر بھول گیا تھا کہ وہ لوہا نہیں، انشرہ کریم تھی۔

چاہے وہ کتنی ہی مضبوط تھی، مگر تھی تو ایک لڑکی ہی نا۔ اور سب سے بڑھ کر ایک انسان بھی۔ ہارون جانتا تھا کہ اگر گولیاں انشرہ کی جگہ ہارون کو لگی ہوتیں، اور تو اور ہسپتال کے بجائے، اسے ایک گمنام جگہ پر مرنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا، تب اس کا حال بھی کچھ مختلف نہ ہوتا۔

اسلام علیکم!

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یاشاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

روتے روتے اس نے آنکھیں کھول کر ہارون کو دیکھا تھا۔دھندلی نگاہوں کے پار وہ بہت پریشانی اور تفکر سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔چہرے پہ ماتھے کی جانب ایک گہرا نیل تھا۔اس کے چہرے کے تاثرات انشرہ کو یہ بتانے کے لیے کافی تھے کہ وہ واقعی اس کے لیے حد سے زیادہ فکر مند ہے۔

"تم مجھے کپڑا سمجھ کر نچوڑنا بند کرو،ایلفا۔"،وہ تکلیف میں تھی۔شدید تکلیف میں۔مگر تب بھی،جب

Posted On Kitab Nagri

بولی تو آواز میں کچھ شرارت کے ساتھ مسکراہٹ بھی گھلی محسوس ہوئی تھی۔ آنکھیں متورم تھیں۔

اس کی بات سن کر ہارون بے اختیار ہی نم آنکھوں کے ساتھ ہنس دیا تھا۔انشرہ کریم اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ یہ بات تو وہ بہت پہلے ہی قبول کر چکا تھا۔

"درد زیادہ تو نہیں ہو رہا؟"، پوچھ کر اس نے دل ہی دل میں خود کو کوسا تھا۔اسے تو جیسے پتا ہی نہیں تھا کہ وہ کتنے درد میں تھی!

"اونہوں۔ایسا لگ رہا ہے کہ صرف ایک سوئی چبھی ہے۔"، انشرہ نے متورم سرخ آنکھوں کے ساتھ سر ہلکا سا نفی میں ہلاتے ہوئے مسکرا کر کہا تو وہ خوب شرمندہ ہوا۔انشرہ۔۔۔اور طعنے مارنے سے باز آجائے، ایسا تو شاید جنت میں ہی ممکن ہو۔

انشرہ نے اسے دیکھتے ہوئے درد سے سر دیوار سے ٹکا دیا تھا۔ پھر چند گہری گہری سانسیں لی تھیں۔اس کی سانسیں بھی بھاری ہو رہی تھیں۔ جیسے اس کے درد کا پتا دیتی تھیں۔

ہارون نے نگاہیں یہاں وہاں گھما کر دیکھا تھا۔وہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ایک بھی چیز نہیں تھی وہاں سوائے ایک کونے میں پڑے ایک سیاہ بیگ کے۔بیگ پہ نظر پڑتے ہی وہ بے اختیار اٹھ کر اس جانب بڑھا تھا۔

انشرہ نے بھی اس کے پیچھے سے دیکھنا چاہا مگر ہارون زمان ایک بار پھر "ویو" بلاک کر رہا تھا۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

بیگ تک پہنچ کر اس نے اسے اٹھا کر ٹٹولا تھا۔ سیاہ رنگ کا بالکل دو ہاتھوں کے برابر کا وہ بیگ ایک ہی زپ رکھتا تھا۔ اس نے بے اختیار ہی وہیں بیٹھے بیٹھے اس زپ کو کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ پیچھے سے وہ کچھ تکلیف کے باوجود بول پڑی۔

"ادھر لے آؤ۔ ایلفا۔ مجھے بھی دیکھنا ہے۔"، ہارون نے ایک گہرا سانس لیا تھا اور اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا تھا۔ وہ بہت دلچسپی سے اس کے ہاتھ میں تھامے اس سیاہ بیگ کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں اب آنسو نہیں تھے مگر چہرہ پہ سوکھے آنسوؤں کے نشان صاف واضح تھے۔

وہ بیگ تھامے، آ کر اس کے برابر میں ہی اپنی سابقہ جگہ پر بیٹھا تھا۔ وہ یک ٹک اس کے ہاتھ میں تھامے سیاہ بیگ کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں تجسس تھا۔ وہ بیگ کو ٹٹولتا ہوا زپ کھولنے لگا تھا۔ آس پاس جیسے ہر شے ساکت ہو گئی تھی۔ وہ دونوں بس یک ٹک اس بیگ کو دیکھ رہے تھے، جو اب ہارون کھول رہا تھا۔ https://www.kitabnagri.com

زپ کھول کر اس نے بیگ میں جھانکا تو اندر ایک اور بیگ سا تھا۔ ایک چھوٹا سا ایک ہاتھ جتنا ہلکے سرمئی رنگ کا، کسی کیمرہ بیگ کے جیسا۔

"یہ کوئی پرینک تو نہیں ہے؟"، اچانک ہی انشرہ نے حیرت سے منہ کھولے، کہا تو ہارون نے نہایت

Posted On Kitab Nagri

افسوس سے اسے دیکھا تھا۔ پھر سر جھٹک کر ہلکا سا مسکرایا۔

"برہان سلیم اب اتنا بھی فارغ نہیں ہے کہ اس طرح کے پرینک کرتا پھرے، پاگل عورت۔"، وہ افسوس سے بولا تھا۔ اسے جیسے انشرہ کی کم عقلی پہ افسوس ہوا تھا۔ انشرہ کے لب اپنے آپ ہی بھینچ گئے تھے۔ بھنویں اکٹھی ہوئی تھیں۔

"عورت ہوگے تم!"، اس نے تنک کر شدید درد کے باوجود کہا تو وہ بھونچکارہ گیا۔ یہ کیا کہہ رہی تھی وہ؟ دماغ چل گیا تھا، یقیناً۔ "میں تو لڑکی ہوں۔"

ایک گھوری دکھاتے ہوئے وہ بولی تھی۔ ہارون کو بے ساختہ ہی زور سے ہنسی آئی تھی۔ بمشکل اپنے ہنسی کا گلا گھونٹتا ہوا، وہ سنجیدہ بنا بیٹھا رہا۔

ہارون نے ہاتھ میں تھامے سرمئی بیگ کی زپ کھولی تو اندر سے ایک موبائل فون نکلا۔ سیاہ رنگ کا چھوٹا سا، شاید موبائل فون ہی تھا۔ شاید!

www.kitabnagri.com

ہارون نے بے ساختہ ہی انشرہ کو اور انشرہ نے بے ساختہ ہی اسے دیکھا تھا۔ نظریں مل کر اگلے ہی پل جدا ہوئی تھیں۔

"موبائل کیوں دیا ہے اس نے ہمیں؟"، انشرہ کی زبان سے پھسلا تھا۔ ہارون نے ایک بار تفصیلی انداز

Posted On Kitab Nagri

میں موبائل فون گھما پھرا کر، ٹٹول کر دیکھا تھا۔ سیاہ اسکرین تاریک پڑی تھی۔ نیلی روشنی میں گھرے کمرے کے در و دیوار دم سادھے اس موبائل کو دیکھ رہے تھے۔ جبھی اس کے پچھلے سائیڈ پہ بنا ایک سیاہ نگاہوں سے اوجھل ہوتا بٹن ہارون کی انگلی کے پور تلے آیا تھا۔

وہ بے اختیار ہی رکا تھا اور انگلی ہٹا کر اس جگہ کو دیکھا تو ایک سیاہ بٹن کا عکس سا جھلکتا نظر آیا۔ اگلے ہی لمحہ اس نے وہ بٹن پریس کر دیا تھا۔ موبائل کی تاریک پڑی اسکرین اگلے ہی لمحہ روشن ہوئی تھی۔

"برہان اتنا پاگل تو ہو نہیں سکتا کہ ایک موبائل یوں ہی ہمارے حوالے کر دے۔ اور یہ موبائل تو لگ بھی نہیں رہا۔"، وہ پر سوچ نگاہوں سے اسے تکتا، گھماتا ہوا کہہ رہا تھا۔ انداز میں کچھ تجسس بھی تھا۔

انشرہ بھی سر ہنوز دیوار سے ٹکائے، اس موبائل کو دیکھ رہی تھی، جس پہ اب نیلی سی اسکرین روشن تھی۔

خالی اسکرین پہ ایک کونے میں ایک نارنجی رنگ کی فائل تھی۔ ہارون کا ہاتھ بے ساختہ ہی اس پہ گیا تھا اور اگلے ہی لمحہ اسکرین پہ ایک ویڈیو چلنے لگی تھی۔ ویڈیو میں نظر آتا چہرہ برہان سلیم کا ہی تھا۔ سیاہ شرٹ اور پینٹ پہنے، بھورے بال ماتھے پہ بکھیرے، وہ مغرور سے نقوش کا حامل آدمی مغرور انداز میں ایک ادا سے کیمرہ میں دیکھ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"السلام علیکم۔ کیسے ہو؟"، وہ اپنی بھاری سی آواز اور متوازن لہجے میں کہہ رہا تھا۔ آنکھوں میں ڈھیروں سنجیدگی چھائی تھی۔ چہرہ پہ بھی بلا کا اطمینان تھا۔ یوں جیسے وہ اپنے کسی بھی عمل پہ ذرا بھی نادم نہ ہو۔ نادم تھا بھی نہیں وہ!

"آج تمہیں ایک اہم بات بتانی تھی مجھے۔ جبھی مجبوراً یہ ویڈیو ریکارڈ کرنی پڑی۔ ورنہ میں یہ بات راز رکھنے کا ہی سوچے ہوئے تھا۔۔۔ خیر۔۔۔ چلو بتا دیتا ہوں۔"

وہ کہتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہوا اور ایک جانب دیکھنے لگا۔ سامنے شاید کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی ایسا جس کو دیکھ کر برہان کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے۔ ہلکے سے سر کے اشارے سے اس نے اس سامنے بیٹھے شخص کو وہاں آنے کا اشارہ کیا تھا۔ اگلے ہی پل بھاری بوٹوں کی آوازیں آئی تھیں۔ اور پھر کیمرہ کو پکڑ کر کسی نے دائیں جانب موڑا تھا۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر ان دونوں کا سانس تھما تھا۔ چہرہ پہ ایک ساتھ کئی رنگ آ جا رہے تھے۔ ہاتھ بے دم سے ہو گئے تھے۔ وہ دونوں خود بھی! ایک عجیب سی خاموشی نے ان دونوں کو اپنے شکنجے میں لے لیا تھا۔ وہ بے حس و حرکت وہاں بیٹھے رہ گئے تھے۔

"السلام علیکم میرے بچوں۔"، رعب دار سی شخصیت کا مالک وہ کلر ہینڈسم سا شخص اپنی متوازن آواز

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

میں کہہ رہا تھا۔ سیدھ میں کیمرہ کے اندر دیکھتے ہوئے۔ محسوس ہو رہا تھا گویا وہ اس وقت واقعی میں ان کے سامنے بیٹھا انہیں اصل میں خود کی جانب متوجہ کر رہا ہے۔

(ایک سال پہلے۔۔۔

ایک تاریک پڑے کمرے کی ایک دیوار پر ایک بڑی سی اسکرین نصب تھی جس پہ اس وقت ایک بڑے سے محل نما گھر کے حصّوں کی فوٹیجز چل رہی تھیں۔ رات کا پہر تھا۔ کمرہ اے سی سے سرد سا ہو رہا تھا۔ اسی سرد سی خاموشی میں کھٹ کھٹ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ کوئی اسکرین کے سامنے بیٹھا کی بورڈ پہ ٹائپ کرتا جا رہا تھا۔

جبھی پیچھے سے دروازہ لمبی سی چرچراہٹ سے کھلا تھا۔ دروازہ سے کسی نے اندر کمرے میں قدم بڑھائے تھے۔ وہ لمبا سا تھا۔ تاریکی کے باعث چہرہ وغیرہ تو صحیح سے نہ دکھتا تھا، البتہ جسامت سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کافی محنت کش سا آدمی تھا۔ کسرتی جسامت کا مالک، لمبا چوڑا۔ بھوری آنکھوں میں تپش سی لیے وہ اندر داخل ہوا تھا۔

"دروازہ بند کر دو، برہان۔"، اسکرین کے سامنے بیٹھے آدمی نے کچھ رعب دار سی سنجیدہ آواز میں کہا تھا۔ برہان فرمانبرداری سے دروازہ بند کرتا، ہاتھ پشت پہ باندھے، قدم قدم چلتا اس تک آیا تو اسکرین

Posted On Kitab Nagri

سے جھلکتی روشنی میں اس کا لمبا سراپا واضح ہوا تھا۔ سفید بٹن شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہنے، بھورے بال پیچھے کو سمیٹے، وہ کافی سنجیدہ سا لگ رہا تھا۔

لب سختی سے آپس میں پیوست کر رکھے تھے۔ گردن ایک ادا اور شان سے اٹھائے، وہ بہت الگ سا لگ رہا تھا۔ ممتاز سا!

"تمہارا اگلا ٹاسک یہ ہے۔"، اسکرین پہ بیٹھے آدمی نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا اور ایک ہاتھ سے اسکرین کی جانب اشارہ کیا۔ برہان کی نظریں بے ساختہ ہی اسکرین کی جانب اٹھی تھیں۔ اسکرین پہ ایک بڑے سے محل نما قصر کے مختلف پورشنز کی فوٹیجز بیک وقت چلی ہوئی تھیں۔ منظر رات کا تھا۔ سخت سیکیوریٹی سے مزین وہ قصر بڑی شان و شوکت رکھتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

Posted On Kitab Nagri

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"یہ ساحل درانی کا گھر ہے۔"، اس شخص نے بات کا آغاز کیا تو برہان سر تاپا کان بنا انہیں توجہ سے سننے لگا۔ چہرہ کے تاثرات میں گھلی سنجیدگی اب بھی برقرار تھی۔

"ساحل درانی نے پچھلے ہفتے تھامس رچرڈ کا ایک بیش قیمتی ہیرا چروایا ہے۔"، کہتے ہوئے اس آدمی نے میز پہ پڑے لیپ ٹاپ کی اسکرین برہان کے سامنے کی تو لیپ ٹاپ کی اسکرین پہ ایک ڈائمنڈ کی تصویر نظر آئی۔

سرخ رنگ کا چمکتا دمکتا ساوہ ہیرا "روبی ڈائمنڈ" تھا۔ سرخ، آنکھوں کو چندھیا دینے کی حد تک روشن اور چمکدار۔ برہان کی نظریں بھی اس ڈائمنڈ پہ گویا کچھ پل کے لیے واقعی اٹک کر رہ گئی تھیں۔ وہ آدمی

Posted On Kitab Nagri

اب بھی بول ہی رہا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں سنجیدگی کے پہاڑ تھے۔ لہجہ اس سے بھی زیادہ سنجیدہ اور سخت تھا۔

"ابھی کچھ ہی عرصے بعد وہ اس ہیرے کو اپنے نام سے میڈیا پہ اوپن کرے گا۔۔۔ اور تھامس رچرڈ کچھ بھی نہیں کر پائے گا۔"، وہ شخص بولتا جا رہا تھا کہ اچانک ہی برہان کی زبان سے پھسلا تھا۔

"کیوں؟"، اس کے پوچھنے پر اس شخص نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ لمبی، سیاہ اور گھنی داڑھی اور مونچھیں۔۔۔ شانے سے اوپر تک آتے گہرے سیاہ بال، گندمی رنگت کا حامل چہرہ، ابرو ہلکی سی اچکا رکھی تھی۔

"میں بتا رہا ہوں نا!"، اس نے سنجیدگی اور کچھ سختی سے جواب دیا تو برہان شرمندہ سا ہو گیا۔ اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں گویا بات جاری رکھنے کا کہا تو انہوں نے چہرہ پھر سے اسکرین کی جانب موڑ لیا۔

"تھامس رچرڈ کو ابھی پچھلے ہفتے اچانک ہی فالج ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تھامس کے خاندان میں اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ فرینڈ سرکل بھی اتنا گہرا نہیں ہے، سو کسی کو ابھی اس ہیرے کے بارے میں نہیں پتا۔ تھامس نے یہ ہیرا لندن کے ایک بزنس مین، مارٹن جیمز، سے خریدا تھا۔ جس ملاقات میں اس نے یہ ہیرا خریدا تھا، اس کے بارے میں بھی کسی کو علم نہیں ہے۔"، وہ ہنوز

Posted On Kitab Nagri

اسی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔ برہان بھی اسی سنجیدگی اور توجہ سے انہیں سن رہا تھا۔ کمرے کی ہر شے، ہر دوسری چیز جیسے پس منظر میں چلی گئی تھی۔

"تھامس رچرڈ کے اس ہیرے کے بارے میں مجھے خبر دینے والا مارٹن جیمز ہی تھا۔ اس کو ساحل درانی پہ شک تھا۔ اس نے مجھے بتایا اور مجھے کچھ ہی دن لگے اس بات کو کنفرم کرنے میں کہ ہیرا واقعی ساحل درانی نے ہی چرایا ہے۔"، وہ بولتے جا رہے تھے اور برہان چپ چاپ سر دھیرے سے سمجھتے ہوئے ہلاتا جا رہا تھا۔ وہ جیسے ان کی بات بہت زیادہ غور سے سن رہا تھا۔

"اب تمہارا نیا ٹاسک یہ ہے کہ تمہیں اس ہیرے کو صحیح اسٹریٹیجی اور صحیح پلان کے ساتھ واپس لانا ہے۔ تھامس رچرڈ تو اب ناکارہ ہو چکا ہے۔ اس کا علاج کیا جا رہا ہے مگر اب تک ڈاکٹرز نے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا ہے۔ ہمیں وہ ہیرا اس تک واپس پہنچانا ہے۔"، وہ بولے تو برہان نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر ان کو گویا ایک تسلی، ایک یقین دہانی سی کروائی۔ وہ اس کے یوں یقین دلانے پر ہلکا سا مسکرائے تھے۔

"میں تمہیں اسٹریٹیجی بتا دوں گا۔ آگے کا کام تمہارا ہے۔ اور ہاں! ایک بات یاد رکھنا۔ یہ کیس سب سے الگ اور اہم ہے۔ سمجھے؟"، وہ بول کر اسے ایک ابرو اچکا کر اپنے مخصوص انداز میں دیکھ رہے

Posted On Kitab Nagri

تھے۔چہرہ پہ سنجیدگی کے پہاڑ رقم تھے۔

"یس سر۔"،اس نے ایک عزم سے مضبوط لہجہ میں کہا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلانے لگے۔

پھر مڑ کر دوبارہ سے اسکرین کو دیکھنے لگے۔یہ اس بات کا عندیہ تھا کہ گفتگو اب اختتام پذیر ہوئی تھی۔

برہان مڑ کر جانے کے لیے ابھی قدم آگے بڑھا ہی رہا تھا کہ یکدم ہی رکا،پھر مڑ کر انہیں دوبارہ سے

دیکھا جواب پھر سے سنجیدہ چہرہ لیے،کھٹ کھٹ ٹائپ کرتے جا رہے تھے۔

"سر۔۔آفیسر ہارون اور آفیسر انشرہ کو بھی انوالو کرنا ہے؟"،اچانک ہی اس نے پوچھا تو وہ چہرہ ہنوز

اسکرین کی جانب موڑے،ہلکا سا مسکرائے۔پھر سر اثبات میں ہلایا تھا۔برہان بھی مسکرا کر سر ہلاتا،

باہر چلا گیا تھا۔دروازہ کے باہر آتے ہی اس نے ایک نظر سامنے وسیع سے پھیلے سیاہ آسمان کو دیکھا تھا،

پھر مڑ کر بند دروازہ کو دیکھا تھا جس پر ایک سلور رنگ کی پلیٹ لگی تھی۔

سلور پلیٹ پہ بڑا بڑا اجلی حروف میں گہرے رنگ سے لکھا تھا۔

"ادریس زمان خان"

وہ مسکرا کر سر جھٹکتا وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا تھا۔)

وہ دونوں ساکت نگاہوں اور رکے ہوئے سانس کے ساتھ اسکرین پہ چلتی اس ویڈیو کو دیکھ رہے تھے

Posted On Kitab Nagri

جس پہ رعب دار سے چہرہ والے ادریس خان بڑے تحمل سے پوری بات ان دونوں کے گوش گزار کر رہے تھے۔ وہ ساکت تھے۔ دم سادھے ہوئے۔ پلکیں جھپکانا دو بھر ہو گیا تھا۔ چہرے سپید پڑ رہے تھے۔

ایک حیرت اور شاک میں ڈوبی خاموشی تھی جس نے ہر شے کو اپنے شکنجے میں لے رکھا تھا۔ ان دونوں ساکت وجودوں کو بھی۔ یقین چاہ کر بھی نہیں آ رہا تھا۔ پورے ساکت پڑے کمرے میں محض ان کے دل کی دھک دھک کی آواز تھی۔ وہ بھی صرف ان کو اپنے کانوں میں آتی محسوس ہو رہی تھی۔

ادریس خان اب بھی بول رہے تھے۔

"بھائی تھے اس سب کے پیچھے ؟"، ہارون کی بہت ہی زیادہ شاک میں ڈوبی آواز نے خاموش پڑے کمرے میں گونج کر خاموشی میں خلل پیدا کیا تھا۔ وہ واقعی حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ انشرہ کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا۔ وہ بھی اتنے ہی شاک میں تھی جتنے کہ وہ!

"سر نے ہمارے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" انشرہ نے بھی بے یقینی سے اپنی گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ کچھ تحمل بھری خاموشی کے بعد وہ پھر سے بولنے لگے تھے۔ شفیق سے رعب دار چہرے پہ ویسی ہی سنجیدگی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"تم دونوں ویسے شارپ نہیں ہو جیسے میرے باقی ٹرینیز ہیں۔ تم دونوں کو اس ٹرینگ کی اشد ضرورت تھی۔ تم لوگوں کو اسی لیے میں نے اس سب میں انوالو کیا۔"، وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کیمرہ میں دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ "میری تین سال کی انتھک محنت اور ٹریننگ کے بعد بھی تم دونوں باقی ٹرینیز کی طرح شارپ نہیں ہو سکے تھے۔ تم دونوں کو اس سب میں ڈالنے کا صرف ایک یہی مقصد تھا۔ امید ہے کہ تم دونوں مجھ سے ناراض تو بالکل نہیں ہوئے ہو گے۔ (یہاں وہ مسکرائے تھے۔ کھل کر!) اس سب میں تم لوگوں کی انویسٹیگیشن اور سیکیوریٹی تکنیکیں کافی اپروو ہوئی ہیں۔ البتہ ابھی بھی مزید محنت کی ضرورت ہے۔"، اب کے برہان بھی آکر انہی کے ساتھ صوفے پہ کچھ ہی فاصلے پہ بیٹھ گیا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ان دونوں کو لگا تھا کہ جیسے وہ ان دونوں کی بیوقوفی پر ہنس رہا ہو۔ ان کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"یہ برہان سلیم ہے۔ میرا بہترین اسٹوڈنٹ اور دوست۔ سب سے زیادہ قابل! ہونہار!"، وہ برہان کی پشت تھپکتے ہوئے نہایت فخر سے بولے تھے۔ "ہاں البتہ اس بات پہ میں نے اسے ڈانٹا ضرور ہے کہ میری پیاری سی ٹرینی کو اس نے پیٹ پہ گولی کیوں ماری۔ میں نے اس سے صرف بازو پہ گولی مارنے کا کہا تھا۔"، وہ نہایت آرام سے بولتے ہوئے انشرہ کے سر پہ بم پھوڑ چکے تھے۔ وہ شدید شاک میں مبتلا انہیں دیکھے گئی۔ تو یہ بھی ان کا پلان تھا؟

Posted On Kitab Nagri

"سر، میں بازو کا نشانہ ہی لیے ہوئے تھا۔وہ تو یہ ہی ڈگمگاتے ہوئے گری تو اس کے پیٹ پہ گولی لگ گئی۔"، اس نے شانے اچکا کر نہایت لاپرواہی سے جواب دیا تھا۔انشرہ اور ہارون تو ان کی باتوں پہ عش عش کر اٹھے تھے۔ اتنے آرام سے وہ اس پہ گولی چلانے کی بات کر رہے تھے۔ جیسے کوئی بات ہی نہ تھی۔

"ایڈیٹ!"، ہارون کے منہ سے بے ساختہ ہی نکلا تھا۔نہایت بے بسی کے عالم میں اس نے اپنے سیاہ و سرخ بالوں میں انگلیاں گھمائی تھیں۔ایک تو وہ انہیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔اور نہ ہی کچھ کر سکتا تھا۔دل چاہ رہا تھا کہ اپنا ہی سر دیوار میں دے مارے۔بے بسی سی بے بسی تھی!

"میں نے تو ہارون پہ گولی چلانے کا بھی کہا تھا۔مگر یہ وقت پہ سائیڈ ہو گیا۔چلو خیر، تھوڑی سی چوٹ ہے۔ تھوڑا عرصہ علاج ہو گا، پھر تم صحیح ہو جاؤ گی۔"، انشرہ کو ان پہ اس پل بہت غصہ آیا تھا۔وہ واقعی عجیب ہی تھے۔اور ہارون کا تو پوچھو ہی مت۔کون کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص اس کا سگا بھائی ہے؟

"چلو، آپ دونوں کو اب ادریس زمان خان کی طرف سے "گیٹ ویل سون" اور خدا حافظ!"، وہ ایک آنکھ دباتے، باقاعدہ ہاتھ ہلاتے ہوئے خدا حافظ کہہ رہے تھے۔اگلے ہی پل اسکرین تاریک ہوئی تھی۔وہ دونوں اب بھی ساکت بیٹھے تاریک پڑی اسکرین کو دیکھ رہے تھے۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"تمہارے بھائی بھی تمہاری ہی طرح ہیں۔۔۔بالکل عجیب!"، خاموشی میں انشرہ کی غصّے سے بھری آواز گونجی تھی۔ وہ واقعی میں بہت زیادہ غصّہ میں تھی۔ اس کا چہرہ بخار کے ساتھ ساتھ اب کے غصّہ سے بھی سرخ پڑ رہا تھا۔ دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ ہارون بھی ساکت سا بیٹھا تھا۔ کیا کہتا وہ؟ کوئی ری ایکشن بھی اب اس سچوئیشن میں سوٹ نہیں کر رہا تھا۔

"مجھے اتنا زخمی کر ڈالا ہے۔ اب اگر میں خون کی کمی سے مر گئی تو؟"، وہ بپھرے شیر کی مانند کہہ رہی تھی۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ادریس زمان صاحب کا گلا گھونٹ دیتی۔ مگر بس تو اس کا یہاں سے نکل جانے کے بعد بھی نہیں چلنا تھا۔

"اب ہمیں یہاں کیا کرنا ہو گا؟"، جبھی ہارون نے اچانک ہی پوچھا تو انشرہ نے دکھتے بازو کو ہلکے سے دباتے ہوئے اسے دیکھا۔

"انتظار۔ تمہارے بھائی صاحب کے آرڈر کا۔"، وہ تنک کر بولتی ہوئی سر دیوار سے ٹکاتی، آنکھیں موند گئی تھی۔ چہرے پہ دبی دبی غصہ کی لکیریں تھیں۔ ابرو بھینچی ہوئی تھی۔ لب بھی سختی سے سی رکھے تھے۔ مگر وہ بے بس تھی۔ وہ ان کے سامنے واقعی بے بس تھی۔ وہ اس کے استاد تھے۔ اور وہ۔۔۔وہ ایک نالائق اسٹوڈنٹ تھی۔https://www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اب کے اس قید خانہ نما کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی تھی۔ محض ان کی بھاری ہوتی سانسوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ اب کے وہ دونوں پہلے سے کئی زیادہ پر سکون سے ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ ان کے چہرے پہ کچھ دیر پہلے تک پھیلا اضطراب اور پریشانی کچھ کم تھی۔

ادریس سر انشرہ کی جان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، سو وہ جان گئی تھی کہ یہ پیٹ اور بازو میں لگی گولیاں اسے کوئی جانی یا بڑا نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ اسے زخموں پہ پٹی بھی اسی وجہ سے لگائی گئی تھی۔ البتہ درد بہت زیادہ تھا۔ سو وہ لب دانتوں تلے دبائے، شدید ضبط کے باوجود بھی اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔

ایک بار پھر آنسو تیزی سے گالوں پہ پھسلنے لگے تھے۔ گالوں پر سے لڑھکتے وہ آنسو اس کی شرٹ میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔ اس کا درد دیکھ کر ہارون کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ اذیت سی اذیت تھی جو اسے دیکھ کر ہو رہی تھی۔ وہ تکلیف میں تھی اور وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔

"انشرہ، کچھ دیر صبر کر لو۔ یہ تو اب تم بھی جانتی ہو کہ جب تک بھائی نہیں چاہیں گے، ہم دونوں یہاں سے نہیں نکل سکتے۔ پھر چاہے ہم کچھ بھی کر لیں۔" ہارون نے اسے دیکھتے ہوئے افسوس سے کہا تھا۔

وہ آنکھیں موندے سر اثبات میں ہلانے لگی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"تمہارے بازو میں بھی زیادہ درد ہو رہا ہے کیا؟" اچانک ہی اس نے پوچھا تو انشرہ بند آنکھوں سے ہی سر اثبات میں ہلانے لگی۔https://www.kitabnagri.comتکلیف بڑھ رہی تھی ہر گزرتے لمحہ کے ساتھ۔

ہارون پاؤں سیدھے کرتا، اس کے برابر میں ہی دیوار سے سر ٹکا کر ٹانگیں سیدھی کرتا، بیٹھ گیا تھا۔ پھر یونہی سر اٹھا کر چھت کو تکا تو چھت پہ لگا گول سا ہلکے نیلے رنگ کا بلب نظر آیا۔ بلب کے اوپر ہلکا سرمئی سا ایک کور سا لگا تھا جس کے باعث گہری نیلی سی روشنی پورے کمرے میں منعکس ہو رہی تھی۔

"ایک بات تو بتاؤ۔"، اچانک ہی اس نے انشرہ کو مخاطب کیا تو انشرہ نے آنکھیں کھول کر چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ سیدھ میں دیکھتا، ہاتھ پہلو میں گرائے، سر دیوار سے ٹکائے ہوئے تھا۔ چہرہ پہ تکان تھی۔

"ہوں۔ پوچھو۔"، وہ بھی بمشکل کچھ سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔ ایک ہاتھ سے دوسرے بازو کو بہت ہی احتیاط سے ہلکے ہلکے دبا رہی تھی۔ چہرہ پہ تکلیف دہ آثار تھے۔

"اربیہ یوسف زئی سے تمہاری کیا لڑائی ہے؟"، اس کے پوچھنے پر انشرہ نے ایک گہرا سانس لے کر چہرہ پھر سے موڑ کر سیدھ میں دیکھنا شروع کر دیا۔

"تھی کوئی۔ چھوڑو تم۔"، اس نے ہولے سے کہا تھا۔ آنکھوں میں ایک تکلیف سی ابھری تھی۔ ساتھ

Posted On Kitab Nagri

ہی تکلیف کے علاوہ ایک غصّہ بھی دماغ میں ابلا تھا۔

"تم اب بھی عمر کو یاد کرتی ہو؟"، اچانک ہی پوچھا جانے والا یہ سوال انشرہ کے اندر باہر گہرا سناٹا پھیلا گیا تھا۔ وہ ساکت سی، بے دم ہوئی بیٹھی رہ گئی تھی۔ یہ سوال اس نے بھی خود سے کافی سالوں پہلے پوچھا تھا اور جواب اب بھی وہی تھا جو اتنے سالوں پہلے تھا۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔"، اس نے کسی خیال کے زیرِ اثر جواب دیا تو ہارون نے بے اختیار ایک طمانیت سے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔

"کیا ہوا تھا؟"، اگلا سوال آسان تھا۔ صرف پہلا ہی سوال مشکل تھا۔ جب مشکل سوال کا جواب دے چکی تھی، تو آسان سوال کا جواب بھی آسان تھا۔

"عمر سے میرا نکاح ہم دونوں کی پسند اور رضامندی سے ہوا تھا۔ پرپوز اس نے کیا تھا۔ پسند بھی اس نے پہلے ظاہر کی تھی۔"، وہ بولنے لگی تو چہرہ پہ کوئی تاثر نہیں تھا۔ چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے خالی تھا۔ آنکھوں میں کوئی ملال، کوئی اذیت نہیں تھی۔ صرف ایک غصّہ سا تھا۔ ایک اشتعال۔

"ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت خوش تھے۔ تین سال رہا تھا ہمارا نکاح۔"، وہ بولی تو نگاہوں کے پردے پہ کافی سالوں پرانا کوئی منظر جھلملایا تھا۔ آنکھوں کی تپش مزید بڑھی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

(کافی سالوں پہلے۔۔۔

لاہور یونیورسٹی کے وسیع و عریض لان کے وسط میں رکھی ایک بنچ پہ اس وقت انشرہ اور عمر آمنے سامنے پالتی مارے بیٹھے تھے۔ آسمان پر سرمئی بادل چھائے تھے۔ بارش ہونے والی تھی شاید۔ جبھی حبس سا تھا۔

"اچھانا۔ اب بس بھی کر دو۔ میں نے سوری کر تو دیا ہے۔"، عمر اس کے سامنے بیٹھا روہانسے انداز میں اسے دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔ اور وہ۔۔۔ وہ تو بازو سینے پہ لپیٹے، چہرہ موڑے لان کی گھاس کو دیکھ رہی تھی۔ چہرہ پہ غصہ اور ناراضگی صاف دکھائی دیتی تھی۔ ہلکی سرمئی رنگ کی گھٹنوں تک آتی کرتی کے ساتھ جینز پہنے، بھورے بال ہائی پونی میں باندھے، وہ ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ کافی اچھی اور پیاری سی لگ رہی تھی۔

"مسز عمر رعنہ۔"، اب کے عمر نے کچھ جتا کر زور دیتے ہوئے، مسکراتی آنکھوں کے ساتھ کہا تو انشرہ نے لب بھینچ لیے۔ چہرہ مزید موڑ لیا۔ ایک تو ویسے ہی اتنی غصہ تھی، اوپر سے وہ اسے اور تپا رہا تھا۔

"مسز رعنہ۔"، اب کے عمر نے رخ پوری طرح سے موڑ کر، ٹانگیں بنچ سے نیچے لٹکاتے ہوئے، اس کے کچھ قریب آتے ہوئے آنکھیں مٹکا کر مزے سے کہا تھا۔ انشرہ سرخ ہوئی تھی۔ شرم سے نہیں، غصّہ

Posted On Kitab Nagri

سے۔

"کیا مسئلہ ہے، عمر؟ کیوں تنگ کرر کھا ہے مجھے؟ جاؤ، تم عروبہ ناز کے پاس جاؤ۔"، وہ تنک کر بولی تو عمر نے بیچاری سی شکل بنا کر اس کا ہاتھ تھاما جس نے اسے پہلی ہی فرصت میں زور سے جھٹک کر پرے کیا تھا۔

"یار میری بات تو سنو۔"، اب کے عمر نے اس کا شانہ تھام کر اس کا رخ اپنی جانب موڑا تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ واقعی بہت زیادہ خفا تھی۔ اس کو بے اختیار ہی مزید شرمندگی نے آگھیرا تھا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

Posted On Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"آئی ایم سوری، انشرہ۔ میری طرف تو دیکھو یار۔"، اس سے معذرت کرتے ہوئے اس کی ادھر ادھر گھومتی نظروں سے خائف ہو کر اچانک ہی تنگ آ کر بولا۔ انشرہ نے آنکھوں میں اڈ کر آتی نمی کو پرے دھکیلا تھا اور اس کی طرف چہرہ موڑا اور اسے دیکھا تھا۔

"بکو۔"، وہ تنک کر بولی تو عمر مسکرایا۔ پھر اس کو شانے سے پکڑ کر پوری طرح سے اپنی جانب موڑا تھا۔

"میں اپنی غلطی مان رہا ہوں۔ میں نے بہت غلط کیا۔ مجھے عروبہ ناز سے ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا۔"، وہ اپنی غلطی تسلیم کر رہا تھا اور انشرہ کریم کا دل تو اس کے معاملے میں ویسے ہی بہت رعایت کر دیا کرتا تھا۔

"بات یہ نہیں ہے، عمر۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے وہ لڑکی بالکل نہیں پسند۔ پھر بھی، اس سب

Posted On Kitab Nagri

کے باوجود تم نے اس سے یہ کہا کہ میری بیوی تو پاگل ہے۔ چھوڑو اسے۔"، وہ چیخ پڑی تھی اور عمر نے بے اختیار ہی اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ کر آنکھیں میچی تھیں۔ وہ اس رد عمل کے لیے پہلے سے تیار تھا۔

"اگر میں پاگل ہوں تو کیوں رہ رہے ہو میرے ساتھ، ہاں؟ جاؤ، اسی عروبہ ناز سے شادی کرو۔"، وہ پھر سے چیخی تو عمر نے بے ساختہ ہی اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر ادھر ادھر نگاہیں گھما کر دیکھا۔ یوں تو آس پاس کوئی نہ تھا، البتہ دور سے کیفے میں بیٹھے ایک دو لوگوں نے ضرور چہرہ موڑ کر انہیں دیکھا تھا۔

"دیکھو۔ تم سے شادی کا فیصلہ میرا اپنا تھا۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں یار۔ تمہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی؟"، اب کے وہ بھی بیزار ہو کر کچھ بلند آواز میں اس پر چیخا تھا۔ انشرہ کریم عرف انشرہ رعنہ ساکت ہوئی تھی۔ ہاتھ بے دم سے ہو کر پہلو میں گرے تھے۔ چہرہ پہ ایک کرب سا ابھرا تھا۔

"عمر۔۔۔ دیکھو عمر، میری بات سنو۔"، وہ اب کے آرام سے کہتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی۔ چہرہ اٹھا کر خود سے کافی انچ لمبے عمر رعنہ کو دیکھا تھا۔ وہ کچھ خفا سا تھا۔

"تم جانتے ہو مجھے ہمیشہ سے۔"، وہ بولی تو عمر بھی چپ سا ہو کر اسے دیکھے گیا۔ وہ واقعی پچھتایا تھا اپنی جلد بازی پہ۔ وہ اچھے سے جانتا تھا انشرہ کو کہ وہ کتنی جلد باز تھی۔ کتنی جذباتی اور اس کو لے کر کتنی پوسیسو۔ پھر بھی کیا ضرورت تھی یہ بکواس کرنے کی محض دوسروں کو ہنسانے کے لیے؟

Posted On Kitab Nagri

"اچھا، میں مان رہا ہوں نا۔ اب آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"، وہ اب کے کچھ ٹھہرے ہوئے لہجے میں اطمینان سے بولا تھا۔ آواز ویسی ہی گھمبیر تار کھتی تھی۔ انشرہ کے چہرے کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے۔ اس نے ایک گہرا سانس لے کر اسے دیکھا تھا۔

"اچھا معاف کیا۔"، وہ بول کر چپ سی ہو کر اسے دیکھے گئی تھی۔)

"عمر اور میری لڑائیاں اور بحثیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ عروبہ ناز ہمارے درمیان پھوٹ اور فساد ڈال رہی تھی اور عمر۔۔۔ وہ اسے یہ کرنے کے لیے ایک اوپن اسپیس پرووائڈ کر رہا تھا۔"، وہ بول رہی تھی اور ہارون چہرہ موڑے اسے خاموشی سے سن رہا تھا۔

"پھر آخر کار ایک دن عمر کو عروبہ اور اربیہ نے بری طرح سے ٹریپ کیا۔ اسے میرے خلاف اتنا کچھ بولا کہ اس نے آکر میرے ساتھ بہت زیادہ لڑائی کی۔ تم مجھے جانتے ہی ہو۔ میں بھی غصّہ کی تیز ہی تو ہوں۔۔۔ میں بھی آگے سے بولنے لگی تھی۔ اور پھر، اسی لڑائی میں وہ اتنا زیادہ غصّہ ہو گیا کہ اس نے مجھے ایک ساتھ ہی تین طلاقیں دے ڈالیں۔"، آنکھوں کے سامنے عمر رعنہ کا چہرہ آیا تو اندر شدید قسم کی نفرت کا ابال اٹھا تھا۔

(شدید غصّے سے سرخ ہوتا عمر آنکھوں میں بے پناہ بے یقینی لیے شاک کی کیفیت میں گھرا رہ گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ ابھی کچھ پل پہلے کہے گئے الفاظ سماعت میں گونجتے، اس کے دماغ کو زہر آلود کرنے لگے تھے۔ اس نے یہ کیا کر دیا تھا؟

"جاؤ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔"

کوئی عمر چیخ کر کسی انشرہ سے کہہ رہا تھا۔ اسے آزاد کر رہا تھا۔ پس منظر جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔ تھی تو بس وہ ایک لڑکی جو ابھی کچھ پل پہلے تک اس کے نام تھی اور اب۔۔۔ وہ اس سے بہت دور جا چکی تھی۔۔۔ بہت، بہت زیادہ! ایک لمحہ کی بات تھی بس!

اس نے انشرہ کو۔۔۔ اپنی انشرہ کو طلاق دے دی تھی؟ وہ ایسا کر بھی کیسے سکتا تھا؟ بے یقینی اور دماغ ماؤف ہونے کے باعث اس کی آنکھوں سے ایک تواتر کے ساتھ آنسو بہنے لگے تھے۔ وہ سن پڑتے دماغ اور جسم کے ساتھ کھڑا، اپنے سامنے کھڑی خود سے بھی زیادہ بے یقینی میں ڈوبی انشرہ کو دیکھنے لگا تھا۔

وہ ساکت بت بنی کھڑی آنکھوں میں نمی کے ڈھیروں پہاڑ لیے، بہت ہی زیادہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ بے دم ہو کر پہلو میں گرے ہوئے تھے۔ چہرہ پہ ایک ایسا تاثر تھا کہ عمر کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ اس کی خود کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ان۔۔۔انشرہ۔۔۔"،وہ یکدم ہی پتا نہیں کس غیر ہوتی حالت میں کہتا اس کے قریب آیا تھا۔وہ جنگلی شیرنی کی طرح اگلے ہی لمحہ پیچھے ہوئی تھی۔ہاتھ اس بری طرح جھٹکا تھا کہ خود کی کہنی میں بھی بہت برا جھٹکا https://www.kitabnagri.com آیا تھا۔

"تم۔۔۔تم نے مجھے خود پر حرام کر دیا ہے، عمر۔"،اس کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔ایسی گہری کھائی کہ جس کے اندر گر کر اس کی خوشیاں، مسکراہٹیں،اس کا اپنا آپ،اس کا شوہر،اس کا رشتہ، کہیں کھو گیا تھا۔وہ سرہانے پہ اکیلی کھڑی رہ گئی تھی۔بالکل اکیلی!

عمر کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔وہ گویا ایک شکست خوردہ سا انسان،بت بنا کھڑا رہ گیا تھا۔وہ بھی اکیلا تھا!بالکل اکیلا!)

اب وہ عمر رعنہ کے لیے صرف ایک جذبہ محسوس کرتی تھی۔۔۔اور وہ تھا" نفرت"۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

صرف اور صرف نفرت۔

"تمہیں تکلیف ہوئی ہو گی نا بہت؟"،ہارون نے اسے دیکھ کر دھیرے سے پوچھا تو وہ ہلکا سا تلخی سے مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں ہوئی تھی تکلیف۔بہت تکلیف۔بہت اذیت۔بہت درد ہوا تھا۔"،وہ تلخی سے مسکراتے ہوئے

Posted On Kitab Nagri

بول رہی تھی۔ "مگر اب وہ تکلیف جیسے ختم ہو گئی ہے۔ اب کوئی تکلیف، کوئی اذیت نہیں محسوس ہوتی۔ اب صرف ایک غصّہ محسوس ہوتا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ "، وہ بڑے آرام سے بغیر کچھ بھی کہے سنے کہہ رہی تھی۔ ہارون نے اس کے چہرے پہ کوئی تکلیف، کوئی اذیت، کوئی دکھ اور غم تلاشنا چاہا تھا۔ مگر وہاں صرف ایک غصّہ سے بھرا تاثر تھا۔

"عمر نے کبھی دوبارہ تم سے کوئی بات نہیں کی؟ "، ہارون نے پوچھا تو انشرہ کے چہرے پہ اب کے ایک گہری مسکراہٹ رقصاں ہو گئی۔ پھر وہ مزے سے لب گول کیے سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"کی تھی۔ بالکل کی تھی۔ مگر میں نے اس کو صحیح والا ذلیل کر دیا۔ وہ تھا ہی اسی قابل۔ "، اس نے مزے سے بتایا تو ہارون اس کے اطمینان اور اس کی مسکراہٹ کو دیکھ کر نجانے کیوں پر سکون ہوا تھا۔ ایک انجانہ سا اطمینان ہوا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"کیا کہا تھا اس نے؟ "

"کہہ رہا تھا کہ پھر سے شادی کر لوں اس سے۔ فتوی لے لوں۔ فلانہ کام کر لوں۔ فلانے مولوی کے پاس چل لوں۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ وہ اب مجھ پر حرام ہو چکا تھا۔ اور حرام ہوئی چیز کبھی حلال نہیں ہو سکتی۔۔۔ کم از کم میرا ماننا تو یہی ہے۔ (اس نے شانے اچکائے تھے) "، وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے

Posted On Kitab Nagri

ساتھ بول رہی تھی۔ہارون نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔اسے اچھا لگا تھا یہ سن کر۔نجانے کیوں؟

"ویسے تمہیں کیسے پتا چلا کہ اربیہ اور میرے درمیان کوئی مسئلہ ہے؟"،انشرہ نے اچانک ہی پوچھا تو ہارون کچھ ٹھہر کر بے اختیار ہی مسکرا دیا۔ایک منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

(ایک دن قبل۔۔۔

"تم؟"،اربیہ بہت ہی حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔وہ شرمندہ سا سر جھکا گیا تھا۔

درخت کے پیچھے کھڑا وہ اچھا خاصا شرمندہ تھا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو تم؟"،اربیہ نے ہلکا سا سر جھکا کر،آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا تھا۔انداز اور لہجہ تفتیشی تھا۔بھنویں اٹھا رکھی تھیں۔آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیل دی تھی۔

"تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔"،ہارون نے بے ساختہ ہی جھوٹ بولنے کے بجائے سچ کہنے کو چنا تھا۔

اربیہ یوسف زئی کا رنگ بے اختیار ہی پھیکا پڑا تھا۔کیا اس نے ساری باتیں سن لی تھیں؟

زمین میں گڑھ جانے جیسا اگر کوئی محاورہ تھا تو وہ اربیہ یوسف زئی پر صادق اترا تھا۔

"پوری بات بتاؤ مجھے۔"،ہارون نے کچھ سنجیدگی سے چہرہ موڑ کر اس سمت دیکھا تھا جہاں سے ابھی کچھ

Posted On Kitab Nagri

ہی پل پہلے انشرہ کریم غائب ہوئی تھی۔ پھر چہرہ موڑ کر بازو سینے پہ باندھ کر اربیہ کو دیکھا تھا۔ ابرو اٹھا رکھی تھی۔ آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔

"وہ۔۔۔"، اربیہ نے بولنا شروع کیا تھا اور پھر وہ بنا رکے تب تک بولتی رہی تھی جب تک اس نے پوری بات ہارون کے گوش گزار نہیں کر دی تھی۔ ہارون حیرت میں ڈوبا، درخت کے تنے پہ ہاتھ رکھے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ افسوس بھی تھا اور دکھ بھی۔ وہ اربیہ کو کم از کم ایسا تو نہیں سمجھتا تھا۔)

" تھی کوئی چھپکلی۔ ایک چھپکلی اور ایک چڑیل آپس میں بات کر رہی تھیں۔ میں نے ساری گفتگو سن لی تھی۔ پھر اچانک ہی چھپکلی نے مجھے دیکھ لیا تو میں نے اس سے باز پرس کی اور اس نے فر فر سب اگل دیا۔"، وہ مزے سے ہلکے سا مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ گال کا گڑھا واضح ہوا تھا۔ انشرہ اب کے پیٹ پہ ہاتھ رکھے کچھ درد سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ اس لمحہ پتا نہیں کیوں، یوں مسکراتے ہوئے بہت اچھا لگا تھا!

"ہاہ انشرہ۔ کیا سوچ رہی ہو یہ ؟"، اندر ہی اندر خود کو ڈپٹ کر اس نے سر جھٹکا تھا، پھر یونہی پہلو بدلنے لگی تو درد کی ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔ پورا جسم پھوڑے کی مانند درد کر رہا تھا۔ ہارون یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ پھر اس کی طرف پوری طرح سے مڑ کر اسے افسوس اور اذیت سے دیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"میں بے بس ہوں، انشرہ۔ میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر پا رہا۔ میں کیا کروں؟"، وہ لب کاٹتے، ہلکی نم آنکھوں سے سر جھکائے دھیرے سے بولا تھا۔ انشرہ نے یکدم ہی ٹھہر کر اسے دیکھا تھا۔ پیٹ پہ رکھے ہاتھ میں یکدم ہی مضبوطی سی دوڑی تھی۔

"ہارون، تم ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟"، اس نے اس سے زیادہ دکھ سے پوچھا تو ہارون نے نم نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ انشرہ کا حلق تک سوکھ گیا تھا۔ ہارون زمان کی سرمئی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ انشرہ کریم نے بے اختیار نگاہیں چرائی تھیں۔ وہ نہیں دیکھ پائی تھی ان سرمئی آنکھوں میں!

"پتا نہیں۔"، وہ یونہی نم نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر یکدم ہی سر جھکا کر دھیرے سے ہنس دیا تھا۔ ہاتھوں کی پشت سے چہرہ اور آنکھیں رگڑ کر اس نے نمی کو پونچا۔ پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ سرمئی آنکھوں میں کسی نئے جذبے کے جگنو رقصاں تھے۔ سیاہ آنکھوں میں نرمی سے جھانکتا وہ مسکرایا تھا۔

پھر دوبارہ سے مڑ کر وہ سر ویسے ہی دیوار سے ٹکا کر بیٹھ گیا۔ گھٹنوں پہ کہنیاں رکھے اب کے جب وہ بولا تو آواز گھمبیر تھی۔ لہجہ سلجھا ہوا متوازن سا تھا۔

"میں جب چھوٹا تھا، تقریباً چار یا پانچ سال کا، تب میری ماں جی مجھے، بھائی اور بابا جان کو چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ انہوں نے میرے بابا جان کو صرف اس لیے چھوڑا کیونکہ وہ کافی پست خیالات کے مالک تھے،

Posted On Kitab Nagri

بقول میری ماں جی کے۔ وہ ماں جی کو ان کے مطابق زندگی گزارنے نہیں دیتے تھے، بقول ان کے۔"، آواز کی گھمبیرتا انشرہ کے کانوں کو ماؤف کیے دیتی تھی۔ وہ ساکت بیٹھی اسے سن رہی تھی جو بغیر کسی اذیت، بغیر کسی تکلیف کے بولتا جا رہا تھا۔ چہرہ پہ سوائے افسوس کے اور کوئی تاثر نہ تھا۔

"وہ جب ہمیں چھوڑ گئیں تو میرے بابا جان نے مجھے ماں اور باپ، دونوں بن کر پالا۔ وہ آفس جاتے تھے، پھر گھر آکر کھانا بناتے تھے۔ میں چھوٹا تھا، ایک ماں کی طرح مجھے رات میں سوتے وقت کہانیاں سناتے تھے۔ بھائی اور مجھے اسکول کے لیے تیار کرتے تھے۔ تم جانتی ہو انشرہ؟(اس نے چہرہ اس کی جانب موڑا تھا۔ سر ہنوز دیوار سے ٹکا رکھا تھا۔) وہ ہمیں ہمیشہ ہمت کی، وقت کی، انسانوں کی قدر دانی کی اہمیت پہ کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ اور میں جیسے ان کی تمام باتیں ذہن میں نقش کر لیا کرتا تھا۔"

انشرہ اسے کچھ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے تو کبھی ہارون کے بارے میں ایسا کچھ سنا ہی نہیں تھا۔ اسے تو وہ ہمیشہ سے ہی بہت کمپلیٹ، مکمل اور خوش سا لگا کرتا تھا۔

"میں ہمیشہ اس سب کے باوجود بہت خوش رہا کرتا تھا۔(اس نے جیسے انشرہ کی سوچ پڑھ لی تھی) کیونکہ میرے پاس میرے بابا جان تھے۔ میرے ہیرو۔ میرے سب سے پسندیدہ شخص۔ وہ بہت اچھے تھے، انشرہ۔ میرا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔"، اس کے لہجے میں اب کے بہت زیادہ محبت اور انسیت

Posted On Kitab Nagri

سی در آئی تھی۔ آنکھوں میں عقیدت جھلکنے لگی تھی۔ وہ واقعی اپنے باپ سے بہت محبت کرتا تھا۔

"میرے بابا جان ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں بہت اچھی پوسٹ پر کام کرتے تھے۔ ہمارے گھر میں ہماری ہر پسندیدہ شے ہوا کرتی تھی۔ وہ ہمارا بہت خیال رکھتے تھے بالکل ایک ماں کی طرح، بلکہ شاید ایک ماں سے بھی زیادہ! پھر اٹھارہ سال https://www.kitabnagri.com بعد اچانک ہی ہارٹ اٹیک کی وجہ سے ان کی ڈیتھ ہو گئی تھی، مگر جانتی ہو؟ ان کی ڈیتھ سے پہلے میری ماں جی نے آکر ان سے معافی مانگ لی تھی۔ اپنی تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کی۔ انہیں چھوڑ جانے کی، ساتھ رہنے کے تمام وعدے اور قسمیں توڑنے کی۔ وہ نادم تھیں۔۔۔ اور میرے بابا جان۔۔۔(وہ دکھ اور تلخی سے مسکرایا تھا) وہ اتنے اچھے تھے کہ انہوں نے بغیر کچھ جتائے، ماں جی کو معاف کر دیا تھا۔ میرے بابا جان نے ساری زندگی ماں جی سے محبت کی تھی۔ ان کے چلے جانے کے بعد بھی۔ وہ دور تھیں مگر ان کا نام تو ساری زندگی ان کے نام کے ساتھ ہی جڑا تھا۔ وہ ان کے ساتھ نہیں تھیں مگر دور کہیں ان کے دل کا کوئی سیکریٹ گوشہ یہ بات اچھے سے جانتا تھا کہ روحیلہ زمان کے دل میں صرف اور صرف زمان خان تھے۔ اور کسی کی تو گنجائش ہی باقی نہ تھی۔ تبھی تو انہوں نے ملک چھوڑ جانے کے باوجود بھی کبھی ان سے طلاق کا مطالبہ نہ کیا تھا۔ آج تک کسی اور مرد کے بارے میں سوچا نہ تھا۔ وہ صرف اسی میں خوش

Posted On Kitab Nagri

تھیں کہ زمان خان کانام آج بھی ان کے نام کے ساتھ جڑا تھا۔"، اب کے اس کی سرمئی آنکھوں میں ماں کے ذکر پہ بھی محبت نظر آنے لگی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرا بھی رہا تھا۔ چہرہ کے تاثرات میں نرمی تھی۔

"میری ماں جی واقعی میں ایسی تھیں، اس بات کے گواہ میں اور بھائی، دونوں ہیں۔ ماں جی اچھی ہیں، بہت اچھی ہیں۔ بس اس وقت ان سے ایک بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی جس پہ وہ آج بھی نادم ہیں۔ کبھی کبھی اچھے لوگوں سے بھی بہت کچھ غلط ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ برے بن جاتے ہیں۔"، اب کے اس نے بول کر انشرہ کو دیکھا تھا۔ وہ پرشوق نگاہیں لیے، شوق سے اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔ اپنا درد تو وہ جیسے اس کی زندگی کی کہانی سنتے ہوئے بھول ہی گئی تھی۔ اس کی کہانی تھی ہی اتنی دلچسپ!

"اچھا اب جو کچھ میں نے کہا ہے نا، اسے بھول جاؤ۔"، ہارون نے اچانک ہی چہرہ پھیر کر کہا تو انشرہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اب بھی بول رہا تھا۔

"یہ پوری کہانی میں نے ابھی ابھی گڑھی ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ میرے ماں باپ ہمیشہ سے ساتھ ہی رہے ہیں۔ یہ تو میں نے تمہاری دلچسپی دیکھ کر کہانی کو طول دینے کو یہ سب گڑھ دیا۔"، وہ مزے سے شانے اچکاتے ہوئے بولا تو انشرہ کو اچھوسا لگا۔ وہ نہایت ناسمجھی اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات

Posted On Kitab Nagri

لیے اسے بہت حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ہارون زمان اتنانان سیر یئس تھا کیا؟

"ہارون۔۔۔ہاؤ کین یو ڈو دس؟"،وہ بہت زیادہ شاکڈ سی تھی یعنی اتنی دیر سے جو کہانی وہ اتنی ہمدردی اور دلچسپی سے سن رہی تھی،وہ سب ایک گڑھی ہوئی کہانی تھی؟

"تف ہے تم پہ،ہارون!"،وہ جل بھن کر کہتی رخ موڑ گئی تھی۔وہ پیچھے افسوس کے سے انداز میں مسکرایا تھا۔پھر سر جھٹک کر ہلکا سا ہنس دیا تھا۔

"اچھا خیر،تم چھوڑو۔تم یہ بتاؤ کہ تمہیں درد تو نہیں ہو رہا؟"،اس نے دھیرے سے مسکرا کر پوچھا تو انشرہ نے لب بھینچے تھے۔بھنویں بھی اکٹھی ہوئی تھیں۔ماتھے پہ شکنوں کا جال بچھتا چلا گیا تھا۔

"ہر کچھ سیکنڈز میں پوچھ تو ایسے رہے ہو جیسے ابھی مجھے لے کر ہسپتال جاؤ گے۔خود میرے ساتھ یہاں پھنسے بیٹھے ہو اور باتیں سنو مہاراج کی۔"،وہ انتہائی تپے ہوئے انداز میں دانت پہ دانت جما کر بولی تو ہارون کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اب ہنسو مت۔سخت زہر لگ رہے ہو۔"،وہ اس کے ہنسنے پر مزید تپ گئی تھی۔چہرہ سرخ بھبھوکا ہو رہا تھا۔ایسے میں پیٹ میں پھر سے درد کی ایک ٹیس سی اٹھی تو بے اختیار ہی اس کے منہ سے ایک کراہ نکلی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

☆☆☆

ایئرپورٹ میں موجود لوگوں کے جم غفیر میں سے راستہ بناتا ہوا وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔لوگوں کی بھیڑ میں سے گزرتا،وہ بھوری ٹی شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے،بالوں کو سلیقے سے پیچھے کو جمائے،کافی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔دائیں ہاتھ کو پہلو میں گرائے،اس نے اسی ہاتھ میں ایک سیاہ بریف کیس تھام رکھا تھا۔

باہر رات چھا گئی تھی۔تیز ٹھنڈی تازگی بخش ہواؤں نے چل کر موسم کو ٹھنڈا سا کر رکھا تھا۔سیاہ آسمان پر دور تارے جھلملاتے ہوئے دھرتی کو دیکھ رہے تھے۔ایسے میں وہ جیسے ہی ٹرمنل بلڈنگ سے نکل کر پلین کی جانب بڑھا تو کسی نے یکدم ہی اس کا راستہ روکا تھا۔

وہ کوئی لمبا چوڑا سا نوجوان تھا جس نے سیاہ جیکٹ پہن رکھا تھا۔سیاہ بالوں والا وہ آدمی چہرے کو سیاہ ماسک سے ڈھکے ہوئے تھا۔سیاہ آنکھیں اسی کو تک رہی تھیں۔چہرہ کی رنگت سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی انگریز تھا۔آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور ماسک کے نیچے چھپے اس کے لب بھی۔

"ہیئر۔"،وہ خالص امریکی لہجے میں بولا تو برہان رک سا گیا۔پھر بھوری آنکھوں کو سکیڑے بغور اس کا سرتاپا جائزہ لیا اور پھر بالآخر مسکرا دیا۔

Posted On Kitab Nagri

"تھینک گاڈ!"، کہتے ہوئے اس نے وہ بریف کیس اس کی جانب بڑھایا تھا جسے مقابل نے اگلے ہی پل بغیر کسی تردد کے تھام لیا تھا۔ پھر سر تک ہاتھ https://www.kitabnagri.com لے جاتا اسے الوداع کہتا وہ اگلے ہی پل مسکرا کر مڑ گیا تھا۔ اس کے آگے بڑھتے ہی برہان نے ایک لمبی تشکر بھری سانس خارج کر کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ پھر مڑ کر قدم پیچھے کی جانب بڑھائے تھے۔

ایک ہاتھ سے پینٹ کی جیب میں موجود پلین کا ٹکٹ نکالا اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتا، وہ اسے پھاڑتا جا رہا تھا۔ پھاڑتے ہوئے یکدم ہی نظر قریب پڑے کوڑادان پر پڑی تو اچھال کر وہ سارے ٹکڑے اس میں پھینکے اور ہاتھ جھاڑتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ابھی وہ ٹرمنل بلڈنگ سے نکل کر پارکنگ لاٹ کی جانب بڑھا ہی تھا کہ جیب میں پڑا فون تھرتھرایا تھا۔ اس نے دائیں ہاتھ سے فون نکال کر دیکھے بغیر ہی کال یس کی اور فون کان سے لگایا۔

"ہوں؟"، اگلی جانب سے گھمبیر سی بس ایک یہی آواز آئی تھی۔ برہان سلیم مسکرایا تھا۔

"ڈن سر۔"، مسکرا کر جواب دیا تو اگلی جانب اسکرین کے سامنے بیٹھے ادریس زمان بھی مسکرائے تھے۔ فخر سے!

"کون آیا تھا لینے؟"، انہوں نے اگلا سوال یہ پوچھا تھا۔ ساتھ ہی ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ کی کیز کھٹ

Posted On Kitab Nagri

کھٹ پریس کرتے جا رہے تھے۔

"نیلسن جیمز۔"، گاڑی تک پہنچ کر اس نے جواب دیا تو وہ پھر سے مسکرا دیئے۔ ادریس زمان کو جیسے تسلی سی ہوئی تھی۔

"اچھا اب تم جا کر ان دونوں کو باہر نکلواؤ۔ انشرہ زخمی ہے۔"، ادریس نے اب کے ہلکا سا مسکرا کر کہا تو وہ سر ہلاتا گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور اگنیشن میں چابی گھما کر دروازہ بند کیا۔

"سر۔ ڈونٹ وری۔ اربیہ نے اب تک انہیں نکال دیا ہو گا وہاں سے۔"، وہ مطمئن تھا۔

"پھر بھی۔ تم پوچھ لو اس سے۔"، انہوں نے اگلی جانب سے کہہ کر فوراً ہی فون رکھ دیا تھا۔ اب کے وہ اربیہ کو کال ملا رہا تھا۔ پھر فون کان سے لگایا تو پہلی ہی گھنٹی پہ فون اٹھا لیا گیا۔ وہ جیسے اسی کی کال کی منتظر تھی۔

"ہاں اربیہ؟ ان کو نکال دیا وہاں سے؟"، اس نے مصروف سے انداز میں گیئر ڈالتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں سر۔ ابھی کمرے کے نیچے ہی کھڑی ہوں۔ نکالتی ہوں۔"، وہ بہت ہی فرمانبرداری سے کہتی، ساتھ کھڑے اپنے ساتھی کو اشارہ کرنے لگی تو اس نے سر ہلایا۔

"اوکے۔ فاسٹ!"، برہان نے کہہ کر اگلے ہی لمحہ فون کاٹا تھا اور زن سے گاڑی پارکنگ لاٹ سے نکالتا

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اڑاتا ہوا آگے لے گیا تھا۔اوپر چمکتے جھلملاتے ہوئے تاروں نے اس مشن کی کامیابی پر سکھ کا سانس لیا تھا۔وہ پچھلے ایک سال سے اس ایک شخص کو روز راتوں کو جاگ کر محنت کرتے دیکھ رہے تھے۔بالآخر آج وہ سکون کی نیند سونے والا تھا۔انہیں خوشی ہوئی تھی۔

☆☆☆

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

Posted On Kitab Nagri
whatsapp _ 0335 7500595

اچانک ہی کھٹ پٹ کی آواز سی گونجی توان دونوں کی تھکاوٹ سے موندی آنکھیں جھٹ سے کھلی تھیں۔ انہوں نے سر سیدھا کر کے بے اختیار ہی ادھر ادھر چہرہ موڑ کر دیکھا تھا۔ کہیں بھی، کوئی بھی دروازہ یا کھڑکی نہ تھی۔

"یہ کیسی آواز ہے؟"، انشرہ نے کسی احساس کے تحت ہارون کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا تھا۔

ہارون نے لاعلمی سے شانے اچکائے تھے اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جبھی اچانک زمین الگ ہوئی تھی۔ ہاں! شاید واقعی میں زمین ہی الگ ہوئی تھی۔

نیچے موجود فرش کے بالکل بیچ و بیچ ایک چکور سا بڑا ڈبہ نیچے کی جانب کھلتا چلا گیا تھا۔ وہ دونوں حیرت اور بے یقینی میں گھرے اس خالی حصّہ کو دیکھے گئے۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

اگلے ہی پل اربیہ یوسف زئی کا چہرہ اوپر آیا تو ان دونوں کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ دونوں منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے، جواب کونوں پہ ہاتھ رکھے، اوپر کی جانب زور لگاتی اوپر آئی تھی اور اب دوڑتی ہوئی ان کی جانب چلی آئی تھی۔

"ہارون۔ تم دونوں نیچے آجاؤ۔ کار تیار ہے۔ انشرہ کو ہسپتال لے جانا ہوگا۔"، وہ پریشانی سے خود کو

Posted On Kitab Nagri

حیرت سے دیکھتی انشرہ کو دیکھ کر بولی تھی۔ہارون کی حالت بھی کچھ الگ نہ تھی۔وہ بھی اتنا ہی بے یقین تھا۔تو کیا اربیہ بھی اس سب میں شامل تھی؟

"آؤ، انشرہ۔"، اس نے کہتے ہوئے انشرہ کو کمر سے تھاما تھا اور اس کا بوجھ اپنے اوپر لیتی اب کے وہ اسے کھڑا کر چکی تھی۔ انشرہ بے اختیار ہی بہت زور سے چیخ پڑی تھی۔اس کا زخم تازہ تھا۔درد شدید تھا۔اور اب اچانک ہی اسے اتنی تیزی سے اس نے اٹھایا تھا کہ زخم ادھڑتا محسوس ہوا تھا۔

"آہستہ بھئی، پاگل لڑکی۔"، اچانک ہی ہارون بلبلا کر اس کے قریب آیا تو اربیہ ایک عجیب سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھے گئی۔ آنکھوں میں یاسیت سی تھی۔ہارون زمان کو واقعی اس کے علاوہ باقی سب کی فکر ہوا کرتی تھی!

☆☆☆

ہسپتال کے اس کمرے میں گہری خاموشی چھائی تھی۔ایک جانب ایک بیڈ پر ایک لڑکا آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔پژمردہ سا چہرہ لیے وہ بہت زرد سا لگ رہا تھا۔آنکھوں کے گرد گہرے حلقے تھے۔لب نیلے نیلے سے ہو رہے تھے۔اس کے سر کے گرد سفید پٹیاں بندھی تھیں۔

ہاتھ کی پشت پہ لگی ڈرپ کی سوئی کے ذریعے ڈرپ کا مائع قطرہ بہ قطرہ اس کے جسم میں سرایت کرتا جا

Posted On Kitab Nagri

رہا تھا۔وہ ہلکی سانسیں لیتا، بہت پر سکون سالگتا تھا۔یوں جیسے اب جا کر وہ کچھ پر سکون ہوا ہو۔

بیڈ کے سامنے لگی کھڑکی پر دبیز سفید پردے گرے تھے۔سفید دیواروں سے مزین وہ کمرہ خاموش سا تھا۔جبھی دروازہ اندر کی جانب دھیرے سے کھلا تو خاموشی میں ایک خلل سا پیدا ہوا۔وہ سرمئی آنکھوں سے افسوس سے بیڈ پہ لیٹے لڑکے کو دیکھتا، اندر داخل ہوا تھا۔

بیڈ کے قریب پہنچ کر اس نے پاس پڑی ایک کرسی گھسیٹی اور اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔نگاہیں اسی پر جمی تھیں۔نگاہوں میں افسوس تھا۔

"صفدر۔"، کمرے میں اگلے ہی لمحہ اس کی آواز گونجی تھی۔وہ بہت دھیرے سے، افسوس اور دکھ کے ملے جلے تاثرات چہرے پہ سجائے اسے پکار رہا تھا۔آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی چھلک رہی تھی۔

"صفدر۔۔۔اٹھو۔"، اس نے اب کے ہولے سے اس کا ڈرپ والا ہاتھ ہلایا تو اس کی پلکیں لرزی تھیں۔اگلے ہی پل بہت دھیرے سے اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔آنکھوں میں تکلیف دکھ رہی تھی۔بمشکل چہرہ موڑ کر اس نے اپنے پاس بیٹھے ہارون کو دیکھا تھا جس کے سر پہ بھی ایک سفید پٹی بندھی تھی۔صفدر کی آنکھوں میں یکدم ہی پریشانی سی ابھری تھی۔

"تمہیں۔۔۔کیا ہوا۔۔۔ہے؟"، بہت ہی مشکل سے اٹک اٹک کر اس نے سوال مکمل کیا تو ہارون ایک

Posted On Kitab Nagri

اداس سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتا سر دھیرے سے نفی میں ہلانے لگا۔اس ہسپتال کے بستر پہ لیٹے ہوئے بھی وہ اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں میں۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟ درد تو نہیں ہو رہا ہے؟"،اس نے نرمی سے اس کی پیشانی پہ بندھی پٹی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تو صفدر ہلکا سا مسکرایا۔اس کی اس مسکراہٹ سے اس کی تکلیف صاف جھلکی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔"،اس نے آہستہ سے کہا تو ہارون کچھ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا اور اسے آنکھوں میں محبت لیے تکنے لگا۔ہاتھ پہلو میں گرا رکھے تھے۔چہرہ پہ تکلیف ابھری تھی۔

"تم میری زندگی کا سب سے خوبصورت حصّہ ہو،صفدر۔ تمہیں کھونے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ جانتے ہو؟"،کہہ کر اس نے سر جھکایا تو آنکھوں میں ٹھہری نمی آنسو بن کے گال پہ بہتی چلی گئی۔ تکلیف سی تکلیف تھی۔شکر گزاری سی شکر گزاری تھی۔اس کے لیے سامنے لیٹا صفدر مرنے کے بعد گویا دوبارہ زندہ ہو کر اس کی زندگی میں لوٹ آیا تھا۔"تمہیں کھوتا دیکھ کر مجھے میرا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔محسوس ہو رہا تھا کہ ملک الموت دھیرے دھیرے اذیت دیتا،میری روح سینچ رہا ہے۔مگر مکمل طور پر مجھے مار بھی نہیں رہا اور زندہ بھی نہیں رہنے دے رہا۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ تکلیف سے بولتا جارہا تھا اور آنسو لڑیوں کی سی صورت گالوں پر سے بہتے جارہے تھے۔ وہ اس کے آگے ہمت ہار جایا کرتا تھا۔ ساری دنیا کے سامنے باہمت اور مضبوط سا کھڑا ہارون زمان صفدر خان کے آگے ہمت ہار جایا کرتا تھا!

"تم میری زندگی کا ایک اہم جزو ہو۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں، صفدر۔ تم میرے لیے شاید ادریس بھائی سے بھی زیادہ اہم ہو۔"، وہ کہتا جارہا تھا اور صفدر آنکھوں میں اذیت لیے اسے دیکھتا جارہا تھا۔ سنتا جارہا تھا۔ ہارون زمان اس کے سامنے ٹوٹ بھی جایا کرتا تھا۔

"تم میرے ساتھ تب تھے جب کوئی میری تکلیف کے بارے میں جانتا تک نہ تھا۔ تم نے تب مجھے حوصلہ اور ہمت دی جب سب مجھے اعلیٰ حوصلے اور ہمت والا سمجھتے تھے۔ میں نہیں تھا اعلیٰ حوصلے والا، صفدر۔ شکریہ میرے ساتھ ہونے کا۔"، وہ کہتا ہوا اس کا ڈرپ والا ہاتھ تھامے دھیرے دھیرے اس کے ہاتھ پہ نرمی سے انگلیاں پھیرنے لگا تھا۔ https://www.kitabnagri.com

"بابا جان کا انتقال۔۔۔ماں جی کو قبول کرنا۔۔۔یہ سب میرے لیے مشکل تھا، مگر تم نے آسان بنا دیا۔ تم میرے ساتھ ہر پل کھڑے رہے، کسی چٹان کی طرح، کسی ستون کی طرح۔ ہارون زمان پر تمہارا بہت بڑا قرض ہے، صفدر۔"، اس کی آنکھوں سے گرتے گرم گرم آنسو صفدر کے ہاتھ کی پشت پہ

Posted On Kitab Nagri

گرتے جارہے تھے۔وہ بھی آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بس کر دے، یار۔"، نم آواز میں صفدر نے اگلے ہی پل کہا تو ہارون سر نفی میں ہلاتا، مزید جھک کر اس کے قریب ہوا۔

"مجھے معاف کر دو، یار۔ تم میرے لیے ہمیشہ آتے تھے۔ میں تمہارے لیے نہیں آیا۔ آئی ایم سوری۔ آئی ایم ریئلی سوری۔"، وہ کہتا جارہا تھا اور سر نفی میں ہلاتا جارہا تھا۔ ایک تکلیف تھی جس نے اسے جکڑ رکھا تھا۔ اس کے وجود کو دہکا رہی تھی یہ تکلیف!

"ہارون۔ بس!"، صفدر نے کہتے ہوئے دوسرا ہاتھ اٹھا کر بمشکل اس کے ہاتھ پہ رکھا تھا اور دھیرے سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

https://www.kitabnagri.com☆☆☆

ہسپتال کی طویل راہداری میں اس وقت گہری خاموشی سی چھائی تھی۔ رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔ جبھی کم ہی لوگ ہسپتال میں موجود تھے۔ ایسے میں پرائیویٹ روم کے باہر لگی نشست پر وہ بیٹھا کسی غیر مرئی نقطے کو تک رہا تھا۔ چہرے پر افسوس تھا۔

جبھی خاموش پڑی راہداری میں اگلے ہی پل بھاری بوٹوں کی آوازیں گونجنے لگیں تو اس نے یکدم ہی

Posted On Kitab Nagri

سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ سامنے سے ایک ادا اور شان سے چلتے ادریس زمان خان اسی کی جانب آرہے تھے۔ وہ یکدم ہی تعظیماً کھڑا ہو کر سیدھا ہو گیا تھا۔ وہ آتے ہوئے ہلکا سا مسکرائے تھے۔ اس تک پہنچ کر انہوں نے سر ہلکا سا ہلا کر گویا سلام کیا تھا۔

"کنڈیشن کیسی ہے اس کی اب؟"، انہوں نے کمرے کے بند دروازہ کو ایک نظر دیکھتے ہوئے پوچھا تو برہان نے ایک گہرا سانس لے کر انہیں دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے۔ کچھ ہی ہفتوں میں پہلے جیسی فٹ ہو جائے گی۔"، اس نے متوازن لہجے میں جواب دیا تو ادریس سر ہلاتے اس کے ساتھ والی نشست پر ہی بیٹھ گئے تھے۔ برہان بھی ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ اب کے وہ دونوں گہری خاموشی کے بیچ بیٹھے سامنے بند دروازہ کو دیکھ رہے تھے۔

"صفدر کیسا ہے؟"، اب کے ادریس نے پوچھا تو برہان نے سر موڑ کر انہیں دیکھا۔ ان کے چہرے پہ ایک شفیق سا تاثر تھا۔ ٹریننگ اپنی جگہ، مگر وہ اپنے تمام اسٹوڈنٹس سے پیار بہت زیادہ کرتے تھے۔

"وہ بھی ٹھیک ہے۔"، برہان نے نرمی سے بتاتے ہوئے چہرہ موڑ لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگلا سوال کس کے بارے میں ہونے والا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اور ہارون ؟"، انہوں نے اب کی بار مسکرا کر پوچھا تھا۔ برہان ان کے سوال پہ سر جھٹک کر ہنس دیا تھا۔ پھر مسکراتی نگاہوں سے چہرہ موڑ کر انہیں دیکھا تھا۔

"بپھرا ہوا پھر رہا ہے۔ یقین نہیں آرہا کہ آخر آپ ان کے ساتھ ایسا کر بھی کیسے سکتے ہیں۔"، اس نے مسکرا کر بتایا تو ادریس سر جھٹک کر ہنس دیے تھے۔ ان کا یہ چھوٹا بھائی کبھی کبھار انہیں بلکل کسی چھوٹے بچے جیسا لگتا تھا۔ لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ اتنی بڑی ٹیم کو لیڈ کرتا ہے۔

"ہے کہاں ابھی ؟"، اب کے انہوں نے مسکراتے لہجے میں چہرہ ہنوز اسی کی جانب موڑ کر پوچھا تھا۔

"یہاں ہے۔"، جبھی پیچھے سے آواز آئی تو وہ کچھ ٹھہر کر سر جھٹک کر ہنس دیے تھے۔ پھر چہرہ جھکا کر چہرے پہ ہاتھ پھیرتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سامنے ان کے بالکل مقابل کھڑا وہ سر پہ بندھی پٹی اور بھینچی ہوئی مٹھی کے ساتھ انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ چہرہ دبے دبے سے غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔ آنکھوں میں خفگی تھی۔

ادریس نے اپنے سیاہ آنکھیں اس کی سرمئی آنکھوں میں گاڑھ کر ایک ادا سے بازو سینے پہ لپیٹے تھے اور اسے ایک ابرو اچکا کر دیکھا تھا۔

"ہوں ؟ جینٹلمین ؟ واٹ از یور پرابلم ؟"، نہایت کڑکتی آواز میں انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے

Posted On Kitab Nagri

خفگی سے چہرہ پھیرا تھا۔ پھر سر جھٹکتا ہوا وہ چلتا ہوا بند دروازے کے پاس گیا تھا اور دروازہ کے اوپری طرف لگے ایک چکور شیشے سے کمرے کے اندر دیکھنے لگا جہاں وہ سکون آور دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی۔ اس کی گولیاں نکال دی گئی تھیں۔ کوئی خطرہ والی بات نہیں تھی۔

"شی ازمائی پرابلم، بھائی۔"، وہ یکدم ہی کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولا تو برہان اور ادریس نے شرارتی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔ ادریس گلا کھنکارتے اس کے پاس قدم قدم چلتے آئے تھے۔ پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تو وہ کچھ ہل سا گیا۔ یاد آیا کہ وہ تو ان پر غصّہ تھا۔ چہرہ کے تاثرات تانے اور مڑ کر انہیں دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"آپ ہمارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں، بھائی؟"، وہ جیسے غصّہ ہونے کے ساتھ ساتھ شدید بے یقین بھی تھا۔ بے بس بھی!

"ایک اور دفعہ کر کے دکھاؤں کہ کیسے کر سکتا ہوں؟"، ادریس نے ابرو اٹھا کر مسکرا کر اس کو تپانے کو کہا تو وہ چہرہ پھر سے خفگی سے موڑ گیا۔

"آپ کو پتا بھی ہے کہ وہ کتنی تکلیف میں ہے؟"، اسے رہ رہ کر اسی کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ ابھی تک تو انشرہ کی امی کو بھی اس کی حالت کا نہیں پتا تھا۔ وہ تو ویسے ہی اس کے اس پیشے کے سخت خلاف تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

اوپر سے ان کو اگر یہ پتا چلتا کہ اسے دو گولیاں لگی ہیں تو وہ تو اسے یہ جاب چھوڑنے پر مجبور ہی کر دیتیں۔

"ہاں پتا ہے مجھے۔"، انہوں نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اس سے کہا تو وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔ وہ چاہ کر بھی انہیں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ان کے سامنے بے بس تھا۔

"سب چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ صفدر کو کیوں مارا؟ اور جابر کو؟"، اب کے اس نے یکدم ہی ذہن میں کچھ کلک ہونے پر گردن موڑ کر ان دونوں کو دیکھ کر پوچھا تو ان دونوں کے چہروں پر اب کے ایک افسوس سا لہرایا تھا۔ پھر ادریس ایک گہرا سانس لیتے مڑ کر چلتے ہوئے برہان کے پاس گئے تھے اور نشست پر براجمان ہوئے تھے۔ کہنیاں گھٹنوں پہ ٹکائے انہوں نے سر اٹھا کر برہان کو آنکھوں سے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ https://www.kitabnagri.com

برہان فرمانبرداری سے ساتھ آ بیٹھا تو ہارون بھی سامنے دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ بازو سینے پہ لپیٹ کر اس نے ان دونوں کو دیکھا تھا۔

"صفدر کو ہم میں سے کسی نے نہیں مارا۔ یہ نوید کا کام ہے۔ اور جہاں تک بات جابر کی ہے، تو وہ پہلے دن سے ہی نوید درانی کے ساتھ تھا۔ ہم سے دھوکا کر کے وہ چھپ کر اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ اسے نہ

Posted On Kitab Nagri

مارتے تو وہ ہمارا پلان تباہ کر دیتا۔"، اب کے برہان نے دھیرے دھیرے سے بتانا شروع کیا تو وہ شاک زدہ سا کبھی اسے تو کبھی ادریس کو دیکھنے لگا۔

"آپ لوگ ایک انسان کی جان کیسے لے سکتے ہیں؟"، اس کا حیران ہونا بنتا تھا۔ ہاں اس کی ٹریننگ کے دوران اسے کسی بھی قسم کی خطرے والی سچوئیشن میں سامنے والے کو مارنا اور بے ہوش کرنا سکھایا گیا تھا، مگر اس نے کبھی کسی کو مارا نہیں تھا۔ وہ تکنیک صرف ایمر جنسی سچوئیشن کے لیے تھی۔

"جابر ویسے بھی کرمنل ہی تھا۔ نوید نے اسے اس کیس کے شروع ہونے سے پہلے سے خرید لیا تھا۔ اب اتنے عرصے سے وہ ہماری جاسوسی کر رہا تھا۔ اور ہمارے ساتھ ہونے کی اداکاری کر رہا تھا۔"، ادریس نے مزید کہا تو ہارون نفی میں سر ہلانے لگا۔ اس کے لیے کسی بھی شخص کو مارنا بہت بڑی بات تھی۔ قتل ہمیشہ ایک بہت بڑی بات ہی ہوا کرتی ہے، پھر چاہے قاتل کوئی عادی کرمنل ہو یا پھر کوئی پانچ وقت کا نمازی۔

https://www.kitabnagri.com

"جابر کو مارنا ضروری تھا، ہارون۔ اس کی آخری وجہ ہمیں تمہیں بتانا بھی الاؤ نہیں ہے۔ تم بس یہ سمجھ لو کہ اسے مارنا ضروری تھا۔"، اب کے ادریس نے سیدھے ہوتے ہوئے پشت کرسی سے ٹکاتے ہوئے بولا تو وہ کچھ ٹھہرنے کے بعد سمجھ کر سر ہلانے لگا۔ ادریس پاکستان انٹیلجنس میں کام کرتے تھے۔ یہ

Posted On Kitab Nagri

ضرور ان کے کسی مشن کا حصّہ تھا۔

☆☆☆

یہ ایک حسین روشن سی صبح تھی۔ پرندے درختوں پر چہچہاتے ادھر سے ادھر اڑتے جارہے تھے۔ ہر شے گویا کسی فلم یا داستان کا حصّہ معلوم ہو رہی تھی۔ ایسے میں لاہور کی ایک سڑک کی ایک طرف بنے ایک کیفے کے اندر دیکھا جاتا تو ایک بیچ والی میز پر ہارون زمان بیٹھا نظر آتا۔

بھورے رنگ کی ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہنے، سرخ اسٹروکس والے بالوں کو سلیقے سے پیچھے کو جمائے، وہ بہت ہینڈسم سا لگ رہا تھا۔ چہرہ پہ تازگی تھی۔ لبوں پہ مسکان تھی۔ ہاں سرمئی آنکھوں میں کچھ نروسنس سی نظر آتی تھی۔ جبھی کیفے کا دروازہ اندر کی جانب کھلا تھا اور انشرہ کریم اندر داخل ہوتی دکھائی دی تھی۔

سرخ رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ سرخ ہی دوپٹہ سر پر لے کر شانوں پہ پھیلائے، وہ ہلکے پھلکے میک اپ میں بہت حسین لگ رہی تھی۔ ہارون نے اسے مشرقی لباس میں پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ منہ کھولے حیرت اور ستائش سے اسے دیکھتا جارہا تھا۔

اسے دیکھ کر وہ مسکراتی ہوئی چلتی ہوئی، بیگ کا اسٹریپ تھامے اس تک آئی تھی اور کرسی گھسیٹ کر

Posted On Kitab Nagri

اس پر بیٹھتے ہوئے اس نے اسے سلام کیا۔ہارون نے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں سلام کا جواب دیا تھا۔https://www.kitabnagri.com

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

https://www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"ہمم۔۔۔کس لیے بلایا ہے تم نے مجھے ؟"، انشرہ نے بیٹھتے ہی سر سے دوپٹہ ہٹاتے ہوئے پوچھا تو ہارون نے گویا ٹرانس سے باہر آتے ہوئے دھیرے سے سر جھٹکا۔ پھر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم ایسے اچھی لگ رہی ہو۔"، اچانک ہی ہارون کے کہے جانے والے اس جملے پر انشرہ کا رنگ کپڑوں ہی کے رنگ کی طرح سرخ ہوا تھا۔ وہ مسکراہٹ بمشکل روکتی سر جھکا گئی تھی۔ پھر سر اٹھا کر بات ہوا میں اڑانے کو ہشاش بشاش سے لہجے میں بولی۔

"امی نے تو مجھے گھر سے باہر نکلنے سے ہی منع کر دیا ہے بھئی۔ ابھی بھی بول کر آئی ہوں کہ دوست کے گھر پہ میلاد ہے، تبھی آنے دیا ہے۔"، وہ ہنستی ہوئی بولی تو ہارون بھی سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"خیر، تم بتاؤ کہ مجھے کس لیے بلایا ہے ؟"، انشرہ نے پرس میز پر رکھتے ہوئے، کہنی میز پر ٹکا کر چہرہ ہتھیلی کے پیالے میں گراتے ہوئے دلچسپی سے اسے دیکھ کر پوچھا تو ہارون مسکرا کر ہاتھ باہم ملاتا آگے کو ہوا۔ وہ آج بات بات پہ مسکرا رہا تھا۔

"میری ماں جی تمہارے گھر آنا چاہتی ہیں، انشرہ۔"، اس کی اگلی بات نے انشرہ کے اندر باہر ایک سناٹا سا پھیلا دیا تھا۔ وہ بنا پلک جھپکے، سانس روکے اسے دیکھنے لگی تھی۔ یوں جیسے وہ کوئی مجسمہ ہو۔ وہ ہارون کی بات کا مطلب اچھے سے سمجھ گئی تھی، جبھی گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

الفاظ متجمع کر کے اس نے ہارون کو ایک نظر دیکھا تھا۔ پھر گلا صاف کر کے دھیرے سے بولی۔

"اوکے۔"، اور ہارون زمان بھی اب اتنا بچہ تو نہ تھا کہ اس کی بات کا مطلب سمجھ نہیں پاتا۔ ایک گہری مسکراہٹ اس کے چہرے پر اگلے ہی پل نمودار ہوئی تھی۔ وہ پرجوش سا آگے ہو بیٹھا تھا۔ پھر انشرہ کی سیاہ چمکتی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا تھا۔

"تھینک یو، انشرہ۔"، اس نے بہت ہی تشکر اور خوشی سے کہا تو انشرہ بھی اب کی بار جواب میں مسکرا دی۔ پھر پرس اٹھا کر کھولا اور سر جھکائے یکدم ہی اندر کچھ ڈھونڈنے لگی۔ ہارون اسے منہمک سا پرس کھوجتے دیکھ رہا تھا۔ جبھی وہ مسکرا کر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ ہاتھ اب بھی پرس میں ہی تھا۔ پرس میں سے دھیرے سے ہاتھ نکال کر ہارون کے سامنے کیا تو ہارون کی آنکھوں میں پہلے بے یقینی، پھر شاک اور پھر آخر میں ایک چمک سی چمک در آئی تھی۔ ہلکی سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔ بے اختیار ہی اس نے نظریں اس کے ہاتھ سے اٹھا کر اس کے چہرے پہ جمائی تھیں، جو سرخ سرخ سا ہوا جا رہا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"تمہارے پاس۔۔۔ یہ۔۔۔ ابھی تک ہے؟"، بہت ہی حیرت میں گھرا، وہ اس کے ہاتھ میں تھامی انگوٹھی کو دیکھتا دیکھتا اٹک اٹک کر پوچھ رہا تھا۔ منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

انشرہ نے محض مسکرا کر سر ہلانے پہ اکتفا کیا تھا۔وہ اس انگوٹھی کو دیکھتا جا رہا تھا۔

سرخ رنگ کے پتھر کے گرد سنہری سی تاروں سے جڑی وہ انگوٹھی نہایت خوبصورت تھی۔اس کو دیکھ کر ذہن پیچھے جاتا محسوس ہوا تھا۔ماضی کی یادوں نے گویا اسے اپنے شکنجے میں لے لیا تھا۔

کافی سال قبل۔۔۔

درخت کے نیچے بیٹھا ہارون زمان اپنے ساتھ بیٹھے صفدر سے کچھ کہہ رہا تھا۔سفید شلوار قمیض پہنے، آستینیں کہنیوں تک موڑے، وہ بال پیچھے کو کیے بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ہلکی ہلکی شیو تھی۔چہرے پہ شیطانی سی مسکراہٹ تھی۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو، ہارون؟"، صفدر نے اس کی پوری بات سن کر بہت ہی زیادہ حیرت اور شاک سے پوچھا تھا۔اسی کی طرح سفید شلوار قمیض پہنے، وہ بھی اچھا لگ رہا تھا۔گود میں بستہ رکھا ہوا تھا۔ بہت ہی زیادہ حیرت کے مارے اس کا منہ بھی کھلا ہوا تھا۔

"کیا مطلب، کیسے کر سکتا ہوں؟ میں کیوں نہیں کر سکتا ایسا؟ وہ بھی تو دماغ چاٹتی رہتی ہے۔"، ہارون نے بڑے مزے سے شانے اچکا کر جواب دیا تو صفدر نے حیرت سے سر دوسری جانب موڑا تھا۔پھر اچانک ہی اس کی طرف پھر سے مڑا۔

Posted On Kitab Nagri

"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا۔ ان دونوں کے نکاح کے بعد یہ ان کا پہلا لنچ تھا جو ساتھ تھا۔ اور تم نے اس کا بھی بیڑا غرق کر دیا، ہارون۔ تمہیں ذرا سا بھی احساس ہے؟"، صفدر نے پوچھا تو ہارون نے بہت ہی سہولت سے سر نفی میں ہلایا تھا۔ صفدر افسوس سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ کون پہنچ سکتا تھا اسے؟

"اللہ میرے۔ اگر اس بھوتنی کو علم ہو گیا کہ وہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے تو جانتے ہو نا کہ وہ تمہیں کچا چبا جائے گی؟"، اب کے صفدر نے اسے وارن کرنے والے انداز میں جتایا تو اس نے گویا ناک سے مکھی اڑا کر اسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ، اور میرا کچھ بگاڑ لے؟ ایسا ممکن ہی کہاں ہے؟

"ویسے تم نے کیا کیا؟ صحیح سے بتاؤ پوری بات؟"، اس نے اب کے کچھ دلچسپی سے ٹانگیں فولڈ کر کے بینچ پر رکھتے ہوئے اس کی جانب پوری طرح سے مڑتے ہوئے پوچھا تھا۔ آنکھوں میں ایک تجسس سا تھا۔ ہارون نے بھی پوری طرح سے اس کی جانب مڑ کر آنکھیں میچ کر جوش سے بتانا شروع کیا۔

"وہ دونوں ریسٹورنٹ میں بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ میں اتفاقاً وہیں تھا اور کچھ ٹیبلز چھوڑ کر بیٹھا انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ جبھی ایک ویٹر میرے پاس سے گزرا تو میں نے اسے روکا اور کچھ پیسے دے کر اس سے کہا کہ جا کر ان دونوں کی ٹیبل پر عمر سے کہے کہ صاحب جی، آپ کے ساتھ جو دوسری لڑکی اکثر یہاں آتی رہتی ہے، وہ کیوں نہیں آئی آج؟"، ہارون مزے سے صفدر کو بتا رہا تھا اور

Posted On Kitab Nagri

صفدر آنکھیں حیرت سے پھیلائے، اسے دیکھ رہا تھا۔

"اوہ گاڈ! اور اس نے جا کر بول بھی دیا؟"

"تو اور کیا؟ پھر کیا تھا، انشرہ نے کافی دیر ہنگامہ کیا۔ عمر بیچارہ اس کو سمجھا رہا تھا مگر تجھے تو پتا ہے نا اس خر دماغ کا۔۔۔ سنتی کہاں ہے کسی کی؟ پھر اس ویٹر کو میں نے بات سے پلٹنے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً بات سے پلٹتا یہ کہنے لگا کہ ارے نہیں، شاید مجھے غلط فہمی ہو گئی ہے، صاحب۔ وہ آپ نہیں تھے۔ آپ سے مشابہت رکھتے کوئی دوسرے صاحب تھے۔"، ہارون اب کے پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر ہنسی سے بے حال ہوتا ہوا کہتا جا رہا تھا۔ صفدر بھی زوروں سے ہنستا جا رہا تھا۔ وہ دونوں ہنستے، ایک دوسرے کے ہاتھوں پہ تالیاں مارتے، عجیب نمونے لگ رہے تھے۔

ان کی ساری باتیں سنتی، پیڑ کے پیچھے چھپی انشرہ رعنہ نے لب بھینچے تھے۔ مٹھیاں جکڑ کر اس نے بہت ہی مشکلوں سے اپنے اندر اٹھتے ابال کو دبایا تھا اور پیر پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

اب کے منظر دو دن بعد کا ہے۔۔۔

کیفٹ ایریا میں داخل ہوتے ہوئے اس کے کان اچانک ہی کچھ فاصلے پر میز پہ بیٹھے ہارون اور صفدر کی جانب لگے تھے جو کھسر پھسر کے سے انداز میں ایک دوسرے کی جانب جھکے بہت آہستہ آواز میں کچھ

Posted On Kitab Nagri

کہہ رہے تھے۔وہ آہستہ آہستہ نامحسوس سے انداز میں چلتی، ان کے پیچھے والی میز کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ تھی۔ یہاں سے اسے ان دونوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

"یہ کس کی انگوٹھی اٹھالایا ہے، پاگل ؟"، صفدر دبے دبے غصّے سے ہارون سے پوچھ رہا تھا۔ انشرہ کی نگاہیں بے اختیار ہی ہارون کے ہاتھ میں تھامے سرخ ململ کے بکسے کی جانب اٹھی تھیں، جو وہ اب کھول رہا تھا۔ اس کے اندر پڑی انگوٹھی کو دیکھ کر اس کی نگاہیں جیسے رخ موڑنا بھول ہی گئی تھیں۔ وہ بہت خوبصورت سی سرخ چمکتے نگینے والی انگوٹھی تھی۔

"اوہ جاہل۔ یہ اوریجنل نہیں ہے۔ ایک اسٹال پہ دیکھی تھی میں نے۔ بہت حسین لگی تھی۔ سوچا کہ پرپوز اس سے کر دوں گا۔ باقی تو پھر بعد میں دلاتا رہوں گا نا اسے انگوٹھیاں اور زیور۔"، ہارون نے اب کے صفدر کے سر پہ ایک چپت مارتے ہوئے دھیرے سے دبی دبی آواز میں کہا تو انشرہ کی سیاہ آنکھیں چمک اٹھیں۔ تو مسٹر ہارون زمان کسی لڑکی کے چکر میں تھے ؟ واؤ!

"اچھا یہ بتا کہ کس طرح پرپوز کرے گا اسے ؟ کوئی یونیک طریقہ سوچا ہے ؟"، صفدر نے اب کے فرصت سے ہتھیلی کے پیالے میں چہرہ بھر کر کہنی میز سے ٹکا کر اسے دیکھا تھا۔ انشرہ کے کان بالکل کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ لب کترتی اسے سننے کو بے تاب ہوئے جا رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"نہیں یار۔ میں اس طرح کا بندہ تو ہوں نہیں۔ سادہ سا جا کر تین لفظ بولوں گا اسے۔"، ہارون نے شانے اچکا کر بہت ہی بے نیازی سے جواب دیا تو صفدر بد مزہ ہو کر پیچھے کو ہو بیٹھا۔ اسے اب صرف اور صرف اس "اسے" کا نام جاننا تھا۔ آخر کون تھی وہ جس پر ہارون زمان کا دل آ گیا تھا؟

"ارے ارے وہ دیکھ، آ گئی۔"، اچانک ہی صفدر دبی دبی سی چیخوں کی صورت اس کا بازو زور سے ہلاتے ہوئے بولا تو ہارون کی نظریں بھی بے ساختہ ہی کیفے ایریا کے دروازے پر پڑی تھیں، جس کو کھول کر ابھی وہ داخل ہو رہی تھی۔ انشرہ نے بھی بے اختیار ہی اسے دیکھا تھا۔

اس کے لب یکدم ہی اوہ کی سی صورت گول ہوئے تھے۔ وہ دلچسپی سے آگے ہو بیٹھی تھی اور اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ لمبی پتلی سی بھورے بالوں اور ہیزل رنگ آنکھوں والی وہ لڑکی تقریباً اکیس بائیس سال کی لگتی تھی۔ سادہ سے فیروزی رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ فیروزی ہی دوپٹہ سر پر ڈال کر شانوں پہ اوڑھے، وہ سفید و گلابی سی کسی گڑیا کی جیسی معلوم ہوتی تھی۔ دوپٹہ کی اوٹ سے ہلکے بھورے رنگ کے بال جھانک رہے تھے۔ https://www.kitabnagri.com

معصومیت اس کے چہرے پر درج تھی۔ اس کا چہرہ معصوم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت حسین بھی دکھتا تھا۔ انشرہ کو وہ شروع سے ہی بغیر کسی وجہ کے بھی بہت پیاری لگا کرتی تھی۔ اچانک ہی اس کی آنکھیں

Posted On Kitab Nagri

حیرت سے پھیلی تھیں۔

"اوہ مائی گاڈ! تو وہ المیرہ حسین تھی جس پر ہارون زمان کا دل آیا تھا!"، اس نے بے اختیار ہی دل ہی دل میں کہا تھا، پھر ان کا کپل ساتھ سوچ کر جیسے مسکرائی تھی۔ وہ دونوں اسے ساتھ بہت پیارے لگے تھے۔ المیرہ کی ہارون کے لیے پسندیدگی سے وہ تو کیا، بہت سے لوگ اچھے سے واقف تھے۔ حالانکہ وہ صرف اپنے خول میں رہنے والی نہایت خاموش سی لڑکی تھی۔

پھر بھی اس کی آنکھوں میں رقص کرتے جگنو جو کہ ہارون کو سامنے دیکھ کر نظر آتے تھے، وہ کئی بار انشرہ نے خود بھی دیکھے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ المیرہ کا جواب ہاں میں ہی ہونے والا ہے۔ چلو، اچھا جوڑ ہے۔ اس نے بے اختیار سوچا تھا۔

المیرہ اپنی جگہ، مگر انشرہ کو ابھی ہارون سے اپنا لنچ خراب کرنے کا بدلہ بھی لینا تھا، سو اس نے ایک ہی سیکنڈ میں فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ لب دبا کر امڈ کر آتی مسکراہٹ کو روکتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ میلز واش روم کے دروازے پہ ذرا فاصلے پہ کھڑی، پشت دیوار سے لگائے، ہاتھ میں کی چین گھماتی، ادھر ادھر دیکھتی، کسی کی منتظر نظر آتی تھی۔ جبھی واش روم کا دروازہ اندر کی جانب کھلا تھا

Posted On Kitab Nagri

اور ایک دبلا پتلا سا لڑکا باہر آتا دکھائی دیا تھا۔ وہ تیزی سے انشرہ ہی کی جانب بھاگتا ہوا آیا تھا۔

اس تک پہنچ کر جلدی سے اپنے جیکٹ کے نیچے چھپایا مخملی ڈبہ نکال کر اس کے سامنے کیا تو انشرہ نے جھپٹنے کے سے انداز میں ڈبہ لے کر اپنے بیگ میں ڈال دیا۔

"تھینک یو روبن۔"، وہ تشکر سے بولی تو سوکھے دبلے سے روبن نے شان نے ایک ادا سے ہلائے اور کالر سے ان دیکھی گرد جھاڑی۔

"مینشن ناٹ، انشرہ بھابھی۔ ویسے بھی، مجھے اس ہارون سے اس دن والی بے عزتی کا بدلہ لینا ہی تھا۔"، وہ مسکرا کر کہتا، اس کی جانب الوداع کے سے انداز میں ہاتھ ہلاتا، مزے سے چلا گیا تھا۔ پیچھے وہ شیطانی انداز میں مسکرا کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

کچھ ہی لمحوں بعد ہارون نے پوری یونیورسٹی میں تہلکہ مچایا ہوا تھا۔ وہ ہر ایک کو روک روک کر اس کے بیگ کی تلاشی لیتا جا رہا تھا۔ سب اسٹوڈنٹس اسے گالیوں اور القابات سے نوازتے، کوستے ہوئے جا رہے تھے، مگر وہ پاگلوں کی طرح ہر ایک کو روکتا، ہر ایک کا بستہ چھانتا جا رہا تھا۔

جبھی اس کی نظر دور پلر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی انشرہ رعنہ پہ گئی تھی۔ وہ بہت ہی مزے سے سینے پہ بازو لپیٹے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اپنا سیاہ بیگ شانے پہ لٹکا رکھا تھا۔ ہارون

Posted On Kitab Nagri

لمبے ڈگ بھرتا ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔

"اپنا بیگ چیک کرواؤ۔"، اس نے ہاتھ آگے کر رکھا تھا۔ ہتھیلی کھولے وہ اسے کڑی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

انشرہ نے مزے سے ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑے ہوئے ابرو اچکائی تھی، پھر بے نیازی سے شانے اچکا کر بیگ اتار کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ہارون اگلے ہی پل جارحانہ انداز میں اس کے بیگ کی ہر ایک زپ کھولتا، بیگ چیک کر رہا تھا۔ وہ بہت مزے سے بازو سینے پہ لپیٹے اسے دیکھ رہی تھی۔

جب بیگ میں کچھ بھی نہ ملا تو اس نے اسی جارحانہ انداز میں بیگ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں تھمایا اور ایک قدم اس کے قریب ہوا۔

"انشرہ رعنہ، میری انگوٹھی کہاں ہے؟"، وہ بہت ضبط سے پوچھ رہا تھا۔ مٹھی بھینچ رکھی تھی۔ چہرہ سرخ بھبھوکا ہو رہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی گردن مروڑ دے۔ انشرہ نے لاعلمی سے شانے اچکائے https://www.kitabnagri.com تھے۔

"میرے بیگ میں تو نہیں ہے۔"، اس کا انداز تھا یا کیا، ہارون ٹھٹھک کر رکا تھا، پھر تیزی سے ایک قدم مزید قریب آیا تھا۔ جبڑے کے رگیں تنی ہوئی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"بیگ میں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے؟ہاں؟تمہارے پرس میں؟یا پھر تمہارے شوہر کے بیگ میں؟"، وہ دبے دبے غصّے سے بمشکل اپنی آواز کو دھیما رکھے پوچھ رہا تھا۔انشرہ مسکرائی تھی، پھر بازو سیدھے کیے ایک قدم مزید قریب آئی تھی۔

"ڈھونڈ سکتے ہو تو ڈھونڈ لو۔۔۔بلکہ میں تو کہوں گی کہ فارگیٹ اباؤٹ اٹ۔"، مزے سے کہتی وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئی تھی۔ہارون نے لب بھینچے تھے۔"اور ویسے تو تمہارا کچھ کہنا بنتا بھی نہیں ہے، میرا لنچ خراب کرنے والے۔"وہ نخوت سے کہہ رہی تھی۔ہارون کو ایک لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ وہ اس کی حرکت کے بارے میں جان چکی ہے۔آنکھیں غصّے سے بند کرکے اس نے کھولی تھیں۔

"انشرہ۔"، دانت پہ دانت جما کر اس نے کہا تو انشرہ ہنس کر ایک ادا سے مڑتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔ہارون پیچھے صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

حال۔۔۔

حالیہ لمحہ وہ اس انگوٹھی کو دیکھتا، بے حد شاکڈ لگ رہا تھا۔انشرہ نرمی سے مسکرائی تھی۔

"تم لے لو یہ۔تمہیں دینی تو بہت عرصے سے تھی مجھے یہ۔مگر بھول جاتی تھی ہمیشہ۔"، انشرہ مسکرا کر کہتی اسے حیرت میں ڈوبا دیکھ رہی تھی۔ہارون کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔آنکھوں میں نمی

Posted On Kitab Nagri

ابھری تھی۔

"تھینک یو انشرہ۔"، وہ انگوٹھی اس کے ہاتھ سے لیتا، انگلیوں سے ٹٹولتا ہوا، پر شوق انداز میں انگوٹھی کو دیکھتا بول رہا تھا۔ انشرہ اسی نرمی سے اسے دیکھے گئی تھی۔

"المیرہ کو کیا ہوا تھا، ہارون؟"، اچانک ہی اسی نرمی سے ہارون کو دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تو وہ ساکت ہوا تھا، پھر بمشکل نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ اچانک ہی بہت تکلیف میں گھرا نظر آیا تھا۔

"ہم دونوں یونیورسٹی کے آخری دن پر یونیورسٹی سے ساتھ ہی واپس جا رہے تھے۔ میں ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ ساتھ ہی بیٹھی ہماری کچھ دن پہلے ہی ہونے والی منگنی کے بارے میں پٹر پٹر بولتی جا رہی تھی۔۔۔

(وہ دن جیسے آج تک اس کے ذہن میں نقش تھا۔ المیرہ کا گلابی سادہ لباس جو اس کی اپنی رنگت میں گھلتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح سر پر دوپٹہ اوڑھے، سامنے سیدھ میں دیکھتی بولتی جا رہی تھی۔ وہ مسکرا کر اس کی ساری باتیں سنتا جا رہا تھا۔ وہ کرتی ہی اتنی پیاری باتیں تھی!)

اچانک ہی مجھے پتا نہیں کیسے چکر سے آئے تھے۔ میں اپنا سر پکڑتا خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اچانک ہی زور زور سے چیخنے لگی تھی۔ میرا نام پکار رہی تھی۔ مجھے پتا نہیں کیا کہہ رہی تھی، مجھے کچھ

Posted On Kitab Nagri

سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

("ہارون۔۔۔اٹھیں۔۔۔دیکھیں سامنے۔۔۔سوزو کی آ رہی ہے۔"،وہ اسے شانے سے ہلاتی بول رہی تھی۔وہ سر جھکائے،دونوں ہاتھوں سے سر تھامے،خود کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اللہ اکبر،ہارون۔اٹھیں۔"،اچانک ہی وہ بہت زور سے چیخی تھی۔اور اسی پل سب اتھل پتھل ہو گیا تھا۔ہارون کہاں تو المیرہ کہاں۔بہت زور کا جھٹکا اور ٹکر لگی تھی کہ اب کے وہ پوری طرح سے بے ہوش ہو گیا تھا۔)

جب میں اٹھا تو پتا چلا کہ وہ موقعے پہ ہی دم توڑ گئی تھی۔میری سانسیں چل رہی تھیں سو مجھے ہسپتال لے جایا گیا تھا۔مجھے آج تک پچھتاوا ہوتا ہے۔یہ سب میری وجہ سے ہوا تھا۔اگر میں پچھلی رات صحیح سے نیند لیتا تو دن کے وقت یوں چکر نہ آتے۔غلطی ساری میری ہی تھی۔"،وہ خود کو مجرم گردانتا،سر جھکائے گہری شرمندگی اور پچھتاوے میں گھرا بیٹھا تھا۔انگلیاں چٹخائے جا رہا تھا۔

انشرہ اسے چپ چاپ،گہری خاموش آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔چہرہ پہ افسوس کے ساتھ ساتھ ہمدردی بھی تھی۔سیاہ آنکھیں نم ہو کر چمک سی رہی تھیں۔آنکھوں کی سیاہی بڑھ گئی تھی۔ہارون زمان نے ایک نم سانس خارج کر کے چہرہ جھکا کر ہاتھوں میں چھپا لیا تھا۔انشرہ اسے دم سادھے دیکھے گئی

Posted On Kitab Nagri

https://www.kitabnagri.com-تھی

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

کچھ ہی پل بعد ہارون کی دبی دبی سی سسکی گونجی تھی۔وہ رو رہا تھا۔وہ تڑپ کر رو رہا تھا۔اس کا دل مچل

Posted On Kitab Nagri

رہا تھا۔ انشرہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اسے بے اختیار ہی ہارون کے لیے بہت دکھ اور افسوس ہوا تھا۔

"ہارون، پلیز۔۔۔ رومت۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ ایسے مت روؤ۔"، وہ نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو ہارون نے آہستہ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ آنکھوں میں پریشانی اور تفکر لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ ہارون نے بے ساختہ ہی ہاتھوں سے آنکھیں رگڑ کر سر اٹھایا تھا۔ پھر گلا کھنکار کر سر اٹھا کر دھیرے سے مسکرایا تھا۔

پھر ہاتھ آگے بڑھا کر انشرہ کا ہاتھ تھامنا چاہا تو انشرہ نے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا تھا۔ وہ دوسرے ہاتھ میں انگوٹھی لیے اسے انگوٹھی پہنانے لگا تھا۔ کچھ حیرت اور ناسمجھی سے اسے دیکھے گیا۔ وہ دھیرے سے نرمی سے مسکرائی تھی۔

"نہیں، ہارون۔ اس انگوٹھی پر المیرہ کا نام لکھا ہے۔ میں یہ لے کر اس کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتی۔ تم بھلے یہ انگوٹھی کسی کو بھی دے دو۔ مگر میں یہ نہیں لے سکتی۔ یہ انگوٹھی اس کے لیے ہی لی گئی تھی۔ یہ اسی کی ہے۔"، وہ سر ہلاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہی تھی۔

"مگر وہ تو اب نہیں ہے۔"، ہارون کی زبان سے بے ساختہ ہی پھسلا تھا۔

"مگر محبت تو ہے نا۔ انسان مر جاتے ہیں۔ کھو جاتے ہیں۔ مگر ان سے جڑے جذبات ہمیشہ زندہ رہتے

Posted On Kitab Nagri

ہیں۔"، وہ اسی نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو ہارون بھی ہولے سے مسکرا دیا۔ یہ چڑیل اچھی بھی ہو سکتی تھی کیا؟ یقین کرنا مشکل تھا!

"تم خوش ہو اب زندگی کی اس نئی شروعات سے؟"، ہارون نے مسکراتی نظریں اس پر جمائے پوچھا تو وہ مسکرا کر ہلکے سے سر اثبات میں ہلا گئی۔ وہ دل سے مسکرایا تھا۔

☆☆☆

لندن کے ایک فلیٹ میں بند کمرے میں وہ بیٹھا کش پہ کش لگا رہا تھا۔ ہاتھ میں سگریٹ تھام رکھی تھی۔ کوزی کاؤچ پہ پیچھے ہو کر بیٹھے، سامنے کھڑکی کے شیشے کے پار نظر آتے لندن کو دیکھتا ہوا، وہ بھوری آنکھوں سے ہر شے کو دیکھتا ہوا کافی پر سوچ انداز میں دوسرا ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھ کر کچھ سوچ رہا تھا۔

اس درمیانے سائز کے کمرے میں نیم اندھیرا چھایا تھا۔ ایک سکوت سا تھا جو فضا میں گھلا محسوس ہوتا تھا۔ جبھی اس نے اپنی بچی ہوئی سگریٹ پاس پڑی میز پہ پڑی ایش ٹرے میں مسلی تھی اور ایک جمائی لیتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ چلتے ہوئے وہ واش روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا تھا۔

کچھ ہی منٹوں بعد جب وہ باہر نکلا تو تازہ دم سا لگ رہا تھا۔ بھورے بالوں کو گیلا کر کے پیچھے کو کومب کیا

Posted On Kitab Nagri

ہوا تھا۔ ہلکے بھورے رنگ کے سوئیٹر کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے، گلے کے گرد مفلر لپیٹے، ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے، دوسرے سے موبائل پینٹ کی جیب میں اڑستا وہ باہر کے دروازے کی جانب بڑھا تھا۔

چہرہ پہ سنجیدگی سی چھائی تھی، البتہ ایک سکون اور اطمینان سا بھی چہرہ سے جھلکتا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ باہر لاؤنج میں آیا اور کچن ٹیبل تک جا کر وہاں سے اپنا والٹ اٹھا کر موبائل والی جیب میں ہی اڑسا، پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اپارٹمنٹ سے باہر نکل کر کچھ ہی فاصلے پر لفٹ تھی۔ کچھ سیکنڈز لفٹ کا انتظار کر کے جب وہ لفٹ میں داخل ہوا تو اس کے بالکل ساتھ ہی تیزی سے کوئی اور بھی لفٹ میں داخل ہوا تھا۔ سیاہ جیکٹ، سیاہ پینٹ اور سیاہ پی کیپ کے ساتھ سیاہ ماسک پہنے، وہ لمبا چوڑا سا لڑکا تھا۔

برہان نے ایک نظر چہرہ اور نگاہیں موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ آنکھیں سکیڑی تھیں۔ کچھ سوچا تھا اور پھر اگلے ہی پل سر جھٹک کر ہنستے ہوئے چہرہ واپس موڑ لیا تھا۔ ساتھی مسکرا کر اسے دیکھ کر ایک ابرو اچکا گیا تھا۔

"ہنسے کیوں؟"

Posted On Kitab Nagri

"سو، تم میرا پیچھا کہاں تک کرنے والے ہو؟ ہوں؟؟؟ لندن برج تک یا پھر بگ بین تک؟ کیونکہ میں تو انہی دو جگہوں پر جا رہا ہوں۔"، برہان نے مسکراتی نظروں کو اس پر ٹکا کر پوچھا تو ساتھی نے کچھ نا سمجھی، بے یقینی اور حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا، ہاں؟"، وہ کچھ بپھر کر پوچھنے لگا تو برہان ایک بار پھر مسکرایا تھا۔

"اپنے باس سے کہہ دو کہ وہ بہت جلد مرنے والا ہے۔"، کمال بے نیازی سے کہتے ہوئے برہان نے شانے اچکائے تھے۔ ساتھی کا دماغ گویا ماؤف ہو گیا تھا۔

لفٹ جونہی کھلی، برہان نے مزے سے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ پیچھے وہ ساتھی حیرت اور شاک میں گھرا الفٹ میں پھر سے بند ہو گیا تھا۔ بلڈنگ سے باہر جاتے برہان سلیم نے نگاہیں آسمان کی جانب اٹھا کر ایک گہری سانس لی تھی۔

اس کی زندگی ایسی ہی تھی! مصروف، بزی سی۔ بالکل لندن کی سڑکوں کی جیسی!

اس کی زندگی کا ایک باب ختم ہوا ہی تھا کہ دوسرا ٹاسک اس کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ وہ اس سب کا عادی تھا، سو آرام سے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے آگے بڑھ گیا تھا۔

☆☆☆

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اندھیر پڑے سیل میں فرش پر ایک کونے میں وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔ وہی بھوری آنکھوں اور بھورے بالوں والا۔۔

پژمردہ سے چہرہ پر زخموں کے کافی نشان تھے۔ داہنی آنکھ کے گرد گہرا جامنی سانشان تھا اور آنکھ کناریوں سے سوجی ہوئی بھی تھی۔ پیشانی پہ بھی کہیں کہیں نیلوں اور چوٹوں کے نشانات تھے۔ لگتا تھا کہ گویا کسی نے اسے بہت مارا ہے۔

جبھی زمین پر زنجیریں گھسیٹنے کی آواز قریب آتی سنائی دی تو وہ یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا۔ پھر بہت ہی احتیاط سے اٹھ کر اکڑو بیٹھا اور چہرہ ذرا اچکا کر سیل کی سلاخوں کے پار دیکھنا چاہا تو سامنے سے وہی بھاری بھر کم سا آدمی اسی کی طرف آتا دکھائی دیا۔ نوید کی آنکھوں سے بے اختیار ہی بہت سے آنسو ٹپکنے لگے تھے۔

وہ جانتا تھا کہ اب یہ شخص اسے وہی درد دے گا جسے دینے پر وہ معمور تھا۔ وہی خطرناک مار پیٹ جو وہ اسے روز دیا کرتا تھا۔ اس نے گرم ابلتے ہوئے آنسوؤں کو پونچھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ اس میں کچھ بھی کرنے کی ہمت نہ تھی۔

بھاری بھر کم سا وردی والا آدمی اب اس کے سیل کے پاس پہنچ کر لاک چابی کی مدد سے کھول رہا تھا۔ خاموشی میں اس کی زنجیروں کی آوازیں گونجنے لگی تھیں۔ وہ ساتھ میں وہی بھاری اور بڑی زنجیریں

Posted On Kitab Nagri

بھی لایا تھا جس سے وہ آج پھر اسے مارنے والا تھا۔

نوید کی آنکھیں ساکت سی تھیں مگر ایک رفتار سے ان سے آنسو ٹپکتے جا رہے تھے۔۔۔

تو یہ انجام ہوتا ہے کیا ان شیطانوں کا؟

شاید ہاں!https://www.kitabnagri.com

☆☆☆

قمقموں اور بتیوں سے سجا لاؤنج کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔ آج ہارون اور انشرہ کا نکاح تھا۔ انشرہ کے گھر پہ ہی وہ سب اکٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب ہارون کے برابر میں بیٹھے وہی روایتی جملے دہرا رہے تھے۔ ہارون سر اثبات میں ہلاتا، اقرار میں جواب تھمائے جا رہا تھا۔

سفید رنگ کے کرتا شلوار پہنے، بالوں کو سلیقے سے جمائے، وہ کافی پر رونق اور پر کشش سا لگ رہا تھا۔ ہر دیکھنے والے کی نگاہیں کچھ پل کے لیے اس کے چہرہ پر ٹھہر ضرور جاتیں۔

اس سے کچھ ہی فاصلے پر دیوار کے ساتھ صفدر کھڑا تھا۔ سینے پہ بازو لپیٹے، ایک ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جو اب نکاح نامے پر سائن کرتا جا رہا تھا۔ اس کے برابر میں شاندار سے ادریس کھڑے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

کچھ ہی پل بعد اندر جا کر انشرہ کے بھی دستخط اور رضامندی لینے کے بعد جب سب ہو گیا تو اس کو بھی باہر لے آیا گیا۔ایک جانب خوبصورتی سے سجے صوفے پہ ان دونوں کو بٹھایا گیا تھا۔سفید ہی رنگ کے کام والے شلوار قمیض کے ساتھ سلور دوپٹہ سر اور شانوں پہ ٹکائے، وہ موقع کی مناسبت سے ہلکا پھلکا میک اپ کیے کافی اچھی لگ رہی تھی۔

کانوں میں چھوٹے چھوٹے ایئر رنگز پہنے ہوئے تھے۔گلے میں بھی باریک ساڈائمنڈ کا نیکلیس تھا۔ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بیٹھی انشرہ کریم ہارون زمان کے ساتھ مکمل سی لگ رہی تھی۔یوں جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہوں۔

ان کو دیکھتے صفدر نے بے اختیار ہی نگاہیں چرائی تھیں، پھر سر پھیر کر وہ سیدھا ہو کر بالکونی کی جانب بڑھ گیا تھا۔پیچھے سب خوش و خرم سے ایک دوسرے سے باتیں کرنے اور مسکرانے ہنسنے میں مگن تھے۔

https:// www.kitabnagri.com

بالکونی کی ریلنگ پہ ہاتھ رکھے اس نے ایک نم سانس خارج کی تھی۔جذبات کب بدلنے لگے تھے، وہ نہیں جانتا تھا۔جب تک سمجھ آیا تھا، تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔وہ آج دلھن بنی بہت پیاری لگ رہی تھی۔بلکہ وہ تو ہمیشہ ہی پیاری لگا کرتی تھی۔سیاہ آسمان کو تکتے ہوئے اس نے آنسو کو بہہ جانے دیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

ذہن اس بات پر ٹکا ہوا تھا کہ یہ پہلی اور آخری بار تھا کہ اس نے انشرہ کریم کے لیے آنسو بہایا تھا۔ آج کے بعد آنسو نہیں بہانے تھے۔ صفدر خان اکیلے رہ جانے والوں میں سے تھا! وہ کہانی کا وہ کردار تھا جو اکیلا رہ جایا کرتا تھا!

وہ اکیلا رہ گیا تھا!

"ابے تو کیوں آگیا یہاں ؟"، اچانک ہی ہارون نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر اس سے کہا تو اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔ خوشی ہارون کے چہرے پر صاف لکھی نظر آرہی تھی۔ صفدر مسکرایا تھا، پھر اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر سر دھیرے سے نفی میں ہلایا تھا۔

"اونہوں۔ کچھ نہیں۔"، کہہ کر وہ مزید مسکرا کر پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"مبارک ہو یار۔"، کہتے ہوئے وہ اس کے گلے سے آ لگا تھا۔ وہ اکیلا نہیں تھا شاید! ہارون اس کا پیچھا چھوڑتا ہی کہاں تھا؟ وہ تو چڑیل کی طرح اس سے چمٹا رہتا تھا۔ صفدر نے مان لیا تھا کہ ہارون زمان سب کو چھوڑ سکتا تھا مگر صفدر خان کو نہیں!

وہ ہنستا ہوا اس کی پشت تھپکنے لگا تھا۔ دور آسمان پر چمکتے تاروں نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا تھا۔ پھر چوری چوری ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراہٹ سمیٹ کر وہ پھر سے جھلملانے لگے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

ہر شے اختتام کو پہنچی تھی!

یہ کہانی بھی!

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595